THE CHURCH

کلیسیا

من تصنیف

پادری ایچ۔ سی۔ ولٹی صاحب ایم۔ اے۔ ڈی۔ ڈی

سہارنپور تھیولاجیکل سمنری کی طرف سے شائع ہوئی

سنہ ۱۹۲۰ء

مطبوعہ مشن پریس الہ آباد

بار اوّل　　تعداد جلد ۱۰۰۰　　قیمت [illegible]

THE CHURCH

کلیسیا

من تصنیف

پادری ایچ۔ سی۔ ویلٹی صاحب ایم۔ اے۔ ڈی۔ ڈی

سہارنپور تھیولاجیکل سمنری کیطرف سے شائع ہوئی

سنہ ۱۹۲۰ء

مطبوعہ مشن پریس الہ آباد

بار اوّل | تعداد جلد ۱۰۰۰ | قیمت ۸/

فہرست مضامین

پہلا باب

مسیحی عقائد میں کلیسیا کی قدر و منزلت

دوسرا باب

نئے عہد نامے کے نوشتوں میں کلیسیا کا تصور

× تیسرا باب

نئے عہد نامے کی کلیسیا شراکت ہے

× چوتھا باب

نئے عہد نامے کی کلیسیا ایک ہے

× پانچواں باب

نئے عہد نامے کی کلیسیا ایک دیدنی جماعت ہے

× چھٹا باب

اختیار جو دیدنی کلیسیا کو دیا گیا

دیا گیا ۷۷۔ کنجیوں کے اختیار سے کیا مُراد ہے ۷۸۔ داؤد کی کنجیاں مسیح کے ہاتھ میں ہیں ۸۰۔ رسالت کے لیئے قوت ۸۳۔ گناہ کے بخشنے اور گناہ کو قائم رکھنے کا اختیار ۸۴۔ یروشلم کی جماعت کا حال ۸۵۔ پولس کے خطوط کی تعلیم ۸۶۔

× ساتواں باب

کلیسیا کاہنوں کی ایک مُقدّس جماعت ہے

اعلےٰ سے اعلےٰ خدمت کاہن کی خدمت ہے ۸۸۔ سارے ایماندار کاہن ہوتے ہیں ۸۹۔ خُدا کے پاس جانے کی اجازت پانا ۹۰ مسیح کے وسیلے سے ہم کو قربانیاں گذراننے کا حق ملا ہے ۹۲۔ بدن کی قربانی ۹۳۔ حمد کی قربانی ۹۵۔ بنی آدم کے سامنے خُدا کے عجیب کاموں کا بیان کرنا ۹۵۔ بھلائی اور سخاوت کی قربانیاں ۹۶۔

× آٹھواں باب

نادیدنی کلیسیا

اصلی اور حقیقی کلیسیا ۱۰۰۔ نادیدنی کلیسیا کا علم خُدا سے ہم کو ملا ۱۰۱ مُقدّس رسولوں پر بھید کا ظاہر کیا جانا ۱۰۱۔ وہ ایک نادیدنی کلیسیا ہے ۱۰۲۔ وہ پاک

اور کامل اور جلالی ہے ۱۰۳۔ وہ کیتھولک ہے ۱۰۴۔ نادیدنی کلیسیا دائمی ہے ۱۰۵۔ نادیدنی کلیسیا ایک ہے ۱۰۵ یگانگی جو تفرقات پر مبنی ہے ۱۰۶ یہودیوں اور غیر قوموں کا ایک ہی کلیسیا میں شامل کیا جانا ۱۰۸۔ ایمانداروں پر نادیدنی کلیسیا کی رویا کی تاثیر ۱۰۹۔ نادیدنی کلیسیا کی طرف ہمارے فرائض ۱۱۱۔ کیا میں اس نادیدنی کلیسیا سے تعلق رکھتا ہوں ۱۱۲۔

× نواں باب

رسولی زمانے میں ایک مقامی کلیسیا کی تصویر

کرنتھس میں خدا کی ایک کلیسیا ۱۱۳۔ اس کلیسیا کی اندرونی حالت کی تصویر ۱۱۳۔ اُس جماعت کے ممبر ۱۱۴۔ جماعتی جلسے ۱۱۵۔ جماعت کا فراہم ہونا ۱۱۶۔ عبادت کا طریقہ ۱۱۷۔ شکر گذاری کا جلسہ کب ہوتا تھا ۱۲۰۔ شکریہ کی دُعا ۱۲۰۔ اس ضیافت میں خوشی اور سنجیدگی ۱۲۲۔ کارروائی کا جلسہ ۱۲۳۔ اعلےٰ اختیار جماعت کا تھا ۱۲۵۔ مددگار اور منتظم ۱۲۷۔ ان جماعتوں کی تصویر کے دو پہلو ۱۲۸۔ کرنتس کی جماعت میں تفرقے ۱۲۹ اخلاقی گناہ ۱۲۹۔ یہودی اور غیر قوم اشخاص کی باہمی ملاقات سے مشکلات کا پیدا ہونا ۱۳۰۔ مجلسوں میں بے قاعدگیاں ۱۳۱۔ کلیسیا کی طفلی حالت کی تصویر ۱۳۲۔ مقامی جماعتوں کے بنانے میں غفلت ۱۳۳۔ مسیح کے ساتھ زندہ اور

× دسواں باب

خاص کلیسیائیں

× گیارھواں باب

دو قدیم کلیسیائیں

× بارھواں باب

انجیلی کلیسیائیں

× تیرھواں باب

ریفارمڈ یا پریسبیٹرین کلیسیائیں

×چودھواں باب

کلیسیائے انگلستان

×پندرھواں باب

انڈی پینڈنٹ یا کانگریگیشنل کلیسیائیں

×سولھواں باب

بیپٹسٹ کلیسیا

×سترھواں باب

ویسلین اور میتھوڈسٹ کلیسیا

---×---

× اٹھارھواں باب

مختلف مسیحی انجمنوں کا بیان

شاگردوں کی انجمن ۲۳۱- فرینڈس کی انجمن ۲۳۲- برادرن کی انجمن ۲۳۴- مکتی فوج کی انجمن ۲۳۵- سیونتھ ڈے ایڈوینٹسٹ ۲۳۷- پینٹیکاسٹل بینڈ ۲۳۸- بگڑی ہوئی کلیسیا سے علیحدہ ہوجانا کب ضروری ہے ۲۴۰- ظاہری کلیسیا کی جُدائیوں سے بھی خُدا نے اچھا نتیجہ نکالا ۲۴۱- اتحاد کے لئے کوشش کرنے کی ضرورت ۲۴۳- اتحاد کی خاطر مسیحی سچائی اور آزادی ہاتھ سے نہ جائے ۲۴۴-

× اُنیسواں باب

سچّی کلیسیا کی علامتیں

ایک لازمی سوال ۲۴۶- رومن کاتھولک والوں کا دعویٰ ۲۴۷- چند اُرتھوڈوکس کلیسیاؤں کے دعوے ۲۴۸- بزرگ اگسٹین کا قول ۲۵۰- کلیسیا کی تین ضروری علامتیں ۲۵۰- پاک کلام سچّی کلیسیا میں سُنایا جاتا ہے ۲۵۱- پاک ضابطے اُس میں پائے جاتے ہیں ۲۵۱- دینداری اور روحانی زندگی کی علامت ۲۵۲-

× بیسواں باب

کلیسیا کے مقاصد

ایک لازمی سوال ۲۵۵- اعلےٰ ترین مقصد ۲۵۵- کلیسیا کا کام کس طرح سے مسیح کے کام کے مشابہ ہے ۲۵۶- کلیسیا کے تین بڑے کام ۲۵۷- روحوں کو بچانے کے کام کی اہمیت ۲۵۸- چار خاص مقاصد ۲۵۹- کلیسیا سچّی تعلیم کی محافظ ہے ۲۵۹- پطرس کے اقرار میں اس مقصد کا ذکر ۲۶۰- رسولوں کی تعلیم ۲۶۱- پُرانے عہدنامہ میں اس گواہی کا ذکر ۲۶۳- اس مقصد کا ایک عملی نتیجہ ۲۶۴- انسان جبلی طور پر تمدنی زندگی کا خواہاں ہے ۲۶۵- مسیحیوں کا ایک دوسرے کا محتاج ہونا ۲۶۶- دوسروں کے احوال پر نظر رکھنا ۲۶۷- کلیسیا اِس مقصد کے پورے کرنے میں کیوں قاصر رہی ۲۶۸- کُل زندگی عبادت کے سانچے میں ڈھالی جانا چاہئے ۲۷۰- خُدا کی عبادت کے خاص معنے ۲۷۱- عبادت سے روحانی فوائد جو پرستاروں کو ملتے ہیں ۲۷۲- خُدا ہماری عبادت سے خوش ہوتا ہے ۲۷۳- مسیح کا آخری حکم ۲۷۵- پُرانے عہدنامہ میں اس مقصد کا ذکر ۲۷۷- قوموں میں زبور کی بشارت پنتکوست کے بعد ۲۷۹- بشارتی کام میں کلیسیا کی غفلت ۲۸۰- زیادہ جوش کی ضرورت ۲۸۱-

* اکیسواں باب

اپنے مقصد کی انجام دہی کیلئے کلیسیا کی تیاری

* بائیسواں باب

مَیں کیوں کلیسیا کے ساتھ شراکت حاصل کروں

صحت نامہ "کلیسیا" مطبوعہ بار اوّل

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶	۱۶	وسیلا	وسیلہ
۸	۴	موجو ہ	موجودہ
۱۲	۳	تعلق	تعلق ہے
۱۸	۸	ایسی	ایسے
۲۱	۶	انھوں	انھوں نے
۳۴	۱۴	بنیں	بنے
۴۳	۱۲	کا	×
۴۷	۳	مُوتہہ	مُنہہ
۶۵	۱۵	حقیق	عتیق
۶۶	۷	بچائے	بجائے
۶۹	۳	سالے	شالے
۶۹	۱۶	ہربنا	بربنا
۸۱	۱	ذمُرے	زمُرے
۸۹	۹	مخنوص	مخصوص
۹۲	۱۵	ہم تمام کو گناہ	ہم کو تمام گناہ
۹۳	۳	موت	موت کی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹۴	۱۴	مخصوص	مخصوص
۱۰۵	۱۵	آویگی	آوینگی
۱۱۰	۴	سچائیٔ	سچی
۱۳۱	۶	اپنے	اپنی
۱۲۶	۶	کرتی	کرتا
۱۲۷	۱۳	تھی	تھے
۱۳۳	۲	ازحد	اشدّ
۱۳۴	۱	اپنے	×
۱۴۱	۱۱	اعاظم	اعظم
۱۴۷	۷	بڑے	بڑی
۱۵۰	۸	وہ	×
۱۵۲	۱	رہے	رہی
۱۵۹	۸	مسیح	مسیحی
۱۶۲	۵	اغاز	آغاز
۱۶۶	۱۱	یہ	پر
۱۷۱	۱ و ۲	کیا	کی
۱۸۰	۲	کشش	قسیس
۲۰۰	۸	جلت	حلف
۲۰۰	۱۵	کے	کا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۱۶	۸	اس بہتر	اس سے بہتر
۳۳۷	۱۱	پائی	پائیں
۳۴۲	۹	تو وہ	وہ
۳۴۳	۱	انجام	×
۳۵۶	۲ و ۶ و ۹	افقیوں	افسیوں
۳۶۱	۱۲	جس میں	×
۳۶۳	۲ و ۳	اس لئے پیدا ہوا	×
۳۶۴	۱۱	یہیوواہ	یہوواہ
۳۶۵	۲	تومریہ	تومرید
۳۶۸	۸	جس جس	جس
۳۶۸	۸	کسی	کسی کو
۳۶۹	۷	کرتے	کرتی
۳۷۰	۵	حلیل القدر	جلیل القدر
۳۷۲	۸	پرستادوں	پرستاروں
۳۷۳	۱۵	عرض	غرض
۳۷۶	۶	میں بھی	بھی
۳۷۹	۱۰	گیارہ سو	گیارہ
۳۷۷	۱۵ و ۱۶	کرتے کرتے	کرتے
۳۸۰	۱۲	زما	زمانے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۸۱	۸	بیداری	بیدار
۲۸۴	۱	غریبونکی	غریبونکو
۲۸۵	۶	مسیحوں	مسیحیوں
۲۸۶	۱۴	ہوگیئے	ہوگے
۲۸۷	۴	زیتو	زیتون
۲۸۷	۵	مشعول	مشغول
۲۸۸	۵	دناوی	دُنیاوی
۲۸۸	۱۴	جلدجاکر	جلد
۲۹۱	۱۲	دوسرکے	دوسرے
۲۹۲	۱۴	گلہ	گلّہ
۲۹۲	۱۵	تنیس	تینتیس ۳۳
۲۹۷	۶ و ۷	دعادعا	دعا
۳۰۴	۹	کلیسیائی	کلیسیا
۳۰۸	۶	رضا	رہنا

× پہلا باب

مسیحی عقائد میں کلیسیا کی قدر و منزلت

"مَیں ایمان رکھتا ہوں پاک کلیسیائے جامع پر"

رسولوں کا عقیدہ

ایک بڑا عقیدہ

رسولی عقیدہ کی تیسری تقسیم میں رُوح القُدس کے ذکر کے بعد یہ دفعہ آتی ہے۔ "مَیں ایمان رکھتا ہوں پاک کلیسیائے جامع پر" یہ ایک نہایت بڑا اور بیش قیمت عقیدہ ہے اور ہم کو لازم ہے کہ اِس کے دلچسپ اور گہرے معنوں کو بخوبی غور کر کے سنجیدہ اور شکرگزار دِلوں سے اس کا اقرار کریں۔ لیکن افسوس کی بات ہے کہ جیسے اور عقیدوں کے بارے میں وَیسے ہی اِس عقیدے کی نسبت بھی غلط خیال پیدا ہوئے۔ بعض مسیحی مثلاً رومن کاتھولک کلیسیا کے مسیحی مُناسب حد سے زیادہ کلیسیا کی قدر کرتے اور برعکس اِس کے اِنجیلی کلیسیاؤں کے مسیحی شاید زیادہ تر کانگریگیشنل۔ بپٹسٹ اور پریسبٹرین کلیسیاؤں کے مسیحی اِس کی بے قدری کرتے اور اس دفعہ کو گویا مسیحی عقیدوں میں سے نکالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہم کو چاہئے کہ دونوں غلطیوں سے بچے رہیں۔

کلیسیا نجات کا وسیلہ نہیں

اِس میں کُچھ شک نہیں کہ رومن کا تھولک کلیسیا نے اِس عقیدے کی قدر و منزلت میں مُبالغہ سے کام لیا۔ اِس کی تعلیم کے بموجب کلیسیا ہم کو نجات دینے کے قابِل ٹھہرائی جاتی ہے۔ کلیسیا مسیح کی جگہ میں قائم کی جاتی اور مسیح کے برابر اُس کی قدر کی جاتی اور بائبل پر اُسے ترجیح دی جاتی ہے۔ رومن کا تھولک مسیحی کلیسیا پر اُسی طرح بھروسہ رکھتے ہیں جیسا کہ خُدا باپ اور خُدا بیٹے اور خُدا رُوحُ القُدس پر بھروسہ رکھتے ہیں اور وہ اُس سے نجات پانے کی اُمید رکھتے ہیں۔ کلیسیا اِن کے نزدیک ایک کشتی کی مانند ہے۔ جس کے اندر بیٹھ کر وہ گُناہ اور موت کے سمندر کے پار جاکر سلامتی سے بہشت میں پہنچ جائینگے۔ لیکن اگرچہ کلیسیا کے ساتھ شراکت حاصل کرنا ہمارے لئے بہت مُفید ہے اور بہت سی نعمتوں کا باعث ہوتا ہے۔ تو بھی کلیسیا نجات کا وسیلہ نہیں۔ صرف مسیح وہ کشتی ہے جو ہم گنہگاروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔

کُنجیوں کی غلط تعلیم

پھر جو وعدہ مسیح نے پطرس سے کیا (متی ۱۶: ۱۸ و ۱۹) رومن کا تھولک کلیسیا نے اِس کی غلط تشریح کرکے یہ دعویٰ کیا کہ آسمان کی کُنجیاں پوپ اور کلیسیا کے خادمانِ دِین کے ہاتھ میں رکھی گئی ہیں اور وہ جن کے لئے چاہتے اُن کے لئے کھولتے یا بند کرتے ہیں۔ لیکن یہ سراسر ایک جھوٹا دعویٰ

ہے۔ جیسا کہ بعد میں بتایا جائیگا۔ مسیح کے اِن الفاظ کے معنی اور ہیں۔ خُدا نے ایسا اِختیار کسی اِنسان کو یا کلیسیا کے کسی عُہدیدار کو نہیں دیا۔ چنانچہ مُکاشفات کی کِتاب میں لِکھا ہے کہ خُداوند یسوع مسیح داؤد کی کُنجی رکھتا ہے۔ جس کے کھولے ہُوئے کو کوئی بند نہیں کرتا اور بند کئے ہوئے کو کوئی کھولتا نہیں (مُکاشفات ۳: ۷)۔

کلیسیا کو بائبل پر ترجیح دینا

رومن کا تھولک مسیحیوں کی ایک خطرناک غلطی یہ ہے کہ وہ کلیسیا کو بائبل پر ترجیح دیتے ہیں۔ اُن کی تعلیم کے بموجب عوام خُدا کا کلام پڑھنے اور آپ ہی اُس کی تشریح کرنے کے قابِل نہیں۔ بلکہ جس طرح کلیسیا یعنی خادمانِ دِین اُس کی تشریح کرتے ہیں ویسا ہی اُن کو ماننا چاہئے۔ جب لوگ مذہبی مُشکلات اور شکوک میں پڑتے ہیں۔ تو اِس نصیحت کے بجائے کہ شریعت پر اور شہادت پر غور کرو۔ خُدا کا کلام تُمہارے لئے ایک کافی اور بے نُقص رہنما ہے۔ رومن کا تھولک کلیسیا کے خادمانِ دِین یہ کہتے ہیں کہ کلیسیا کی سُنو اور اپنے شکوک بلکہ اپنی ضمیر کو بھی کلیسیا کے ہاتھ میں چھوڑ دو۔

کلیسیا کی بے قدری کرنے کے وُجُوہات

چاہئے کہ ہم اِس غلطی سے بچے رہیں اور کلیسیا کی بیجا قدر نہ کریں۔ لیکن دُوسری غلطی سے بھی خبردار رہنا چاہئے۔ یعنے اِس عقیدے کی حقارت نہ کرنی چاہئے۔ ہندوستان میں بھی بہتیرے مسیحی کلیسیا کی نسبت غفلت و لاپرواہی کرتے ہیں اِس لاپرواہی کی کئی ایک وُجُوہات ہیں۔

(۱) پہلی وجہ یہ ہے کہ وہ کلیسیا کی حقیقت کو نہیں جانتے۔ اُنہوں نے اُس کی بابت کم تعلیم پائی اور وہ اُس کی دلچسپ اور جلالی تاریخ سے ناواقف ہیں۔ جس شَے کو ہم نہیں جانتے اور اُس کی عظمت کو محسُوس نہیں کرتے۔ اُس کی ہم اکثر بے قدری کرتے ہیں۔

(۲) دُوسری وجہ یہ ہے کہ مِشن کلیسیا کو ہندوستان میں گویا سائے میں رکھ دیتی ہے۔ مِشن ایک بڑی اور خُوبصُورت عمارت کی طرح سب کو دِکھائی دیتی ہے لیکن کلیسیا ایک چھوٹی جھونپڑی کی طرح لوگوں کی نظر سے چھپی رہتی ہے۔ مِشن کے مقابلے میں وہ ایک خفیف شَے معلُوم ہوتی ہے۔ اِس لیئے لوگ اس کی قدر نہیں کرتے۔ لیکن حقیقت میں کلیسیا مِشن سے بڑی ہے اور زیادہ جلالی ہے۔ مِشن مَوقُوف ہو جائیگی۔ لیکن کلیسیا ہمیشہ تک قائم رہیگی۔ اِس لئے جب کلیسیا قائم کی گئی ہے۔ تو اُس کی زیادہ قدر کرنی چاہئے۔ اور مِشن کو یُوحنّا بپتسمہ دینے والے کی طرح یہ کہنا چاہئے کہ "ضرُور ہے کہ وہ بڑھے اور مَیں گھٹُوں"۔

کلیسیائے ہند طُفُولیت میں

(۳) اِس غفلت کی ایک اور وجہ یہ ہے کہ کلیسیائے ہند اب تک عہدِ طفُولیت میں ہے۔ ایک چھوٹا بچّہ اپنی حقیقت اور انانیت سے ناآشنا ہے اور اپنی ہستی سے بے خبر ہے۔ لیکن وہ بہت دِنوں تک اِس حالت میں نہیں رہتا۔ دو تین برس کے بعد یا اِس سے بھی پیشتر

وہ اپنی حقیقت کو جان لیتا۔ اپنے آپ کو اوروں سے تمیز کرتا اور اپنی قدر کو پہچان لیتا ہے۔ افسوس کی بات ہے کہ کلیسیائے ہند مُدّت تک بچپن کی حالت میں رہنا پسند کرتی ہے۔ آجکل مُلکی معاملات کے مُتعلّق ہندوستان کی حالت میں کس قدر تبدیلی واقع ہوئی ہے۔ بہت عرصہ نہیں گُذرا کہ لوگ بالکُل سوتے تھے اور مُلک کا اِنتظام اپنے ہاتھ میں لینے کا کُچھ خیال نہ کرتے تھے لیکن آجکل راس کماری سے لیکر پشاور تک سارے لوگ **ہوم رُول** یعنی سوراج کے لئے پکار رہے ہیں۔ کیا صِرف کلیسیا بچپن کی حالت میں رہنے سے خوش ہے؟-

کلیسیائے ہند غُلامی کی حالت میں

(۴) چوتھی وجہ یہ ہے کہ کلیسیائے ہند اکثر مِشن سے پرورش پاتی اور یُوں مِشن کی مُحتاج رہتی ہے۔ البتہ یہ کلیسیا کا قصُور نہیں۔ اور مِشن کا بھی قصُور نہیں۔ بلکہ موجودہ حالت کا ایک ضرُوری نتیجہ ہے اور اس بات میں کوئی بُرائی بھی نہیں کہ وہ ولایت کی کلیسیاؤں سے کُچھ عرصے تک مدد پائے۔ بلکہ زورآوروں پر فرض ہے کہ کمزوروں کو سنبھالیں۔ لیکن مُناسب نہیں کہ وہ ہمیشہ اِس غُلامی کی حالت میں رہے۔ اگر ہم اُس کی بہتری اور ترقّی کے لئے آرزومند ہیں۔ تو ہم پر فرض ہے کہ اُس کے آزاد کرنے اور اُس کو ایک سیلف سپورٹنگ سیلف گورننگ۔ سیلف پروپگیٹنگ کلیسیا یعنے ایک ایسی کلیسیا بنانے کی کوشش کریں جو خود اپنی پرورش کریگی اور خود مُختار ہو اور بیرُونی اِمداد کے

بغیر خود بخود ترقّی حاصل کرتی جائے۔

کلیسیا پر ہمارا بہت اعتقاد نہیں

(۵) آخری اور سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ کلیسیا پر ہمارا بہت اِعتقاد نہیں۔ ہم اِقرار تو کرتے ہیں کہ "مَیں ایمان رکھتا ہُوں پاک کلیسیا جامع پر"۔ لیکن یہ اِقرار صرف لفظی ہے۔ وہ ہمارے لِئے کُچھ معنے نہیں رکھتا۔ کلیسیا ہندوستان میں ایک بہت چھوٹی جماعت ہے۔ اِس کے پاس نہ تو آدمیوں کی حکمت ہے اور نہ دَولت اور نہ دُنیاوی زور۔ جو باتیں پَولس رسُول نے کُرِنتھس کی کلیسیا سے کہیں۔ کلیسیائے ہند سے بھی کہی جاسکتی ہَیں۔ کہ "اَے بھائیو اپنے بُلائے جانے پر تو نِگاہ کرو کہ جسم کے لحاظ سے بہت سے حکیم۔ بہت سے اِختیار والے۔ بہت سے اشرف نہیں بُلائے گئے۔ بلکہ خُدا نے دُنیا کے بیوقُوفوں کو چُن لیا کہ حکیموں کو شرمندہ کرے اور خُدا نے دُنیا کے کمزوروں کو چُن لیا کہ زورآوروں کو شرمندہ کرے۔ اور خُدا نے دُنیا کے کمینوں اور حقیروں کو بلکہ بے وُجودوں کو چُن لیا کہ مَوجُودوں کو نیست کرے تاکہ کوئی بشر خُدا کے سامنے فخر نہ کرے (۱ کُرِنتھی ۱: ۲۶ و ۲۹) اور چُونکہ ہم اکثر دیکھی ہُوئی چیزوں پر نظر کرتے ہَیں۔ اِس لِئے ہم کو اِس بات کا یقین نہیں ہوتا کہ ایسی چھوٹی اور غریب اور کمزور مجلس ہندوستان میں کُچھ کریگی۔ خُدا ہماری اِس بے اِعتقادی کو دُور کرے۔ وسیلہ البتّہ کمزور ہے لیکن

خُدا جس نے کلیسیا کو چُن لیا کمزور نہیں اور اُس کی قُدرت کمزوری میں پُوری ہوتی ہے۔ ہم خُدا کے اُن وعدوں کو یاد رکھیں۔ جو اُس نے اپنی کلیسیا کے بارے میں کِئے۔ وہ ہندوستان کی کلیسیا سے بھی کہتا ہے کہ "اَے چھوٹے گلّے نہ ڈر کیونکہ تُمہارے باپ کو پسند آیا کہ تُمہیں بادشاہت دے (لُوقا ۱۲: ۳۲) خُداوند کا کلام جو اُسے سُنایا جاتا سو یہ ہے کہ "نہ تو زور سے اور نہ توانائی سے بلکہ میری رُوح سے ربّ الافواج فرماتا ہے۔" اَے بڑے پہاڑ تُو کیا ہے۔ تو زرُبّابل کے آگے ایک مَیدان ہو جائیگا اور وہ سِرے کا پتھر یہ پُکارتا ہُوا نِکالیگا کہ اُس پر فضل ہو اُس پر فضل ہو۔ کیونکہ کون ہے جس نے اِن چھوٹی چیزوں کے دِن کی تحقیر کی ہے؟ کیونکہ خُداوند کی یہ سات آنکھیں جو ساری زمین کی سَیر کرتی ہَیں خُوشی سے اُس ساہُول کو دیکھتی ہَیں جو زرُبّابل کے ہاتھ میں ہے" (زکریا ۴: ۶-۷ و ۱۰) خُدا ہماری آنکھوں کو کھول دے۔ کہ ہم کلیسیائے ہند کی عظمت کو دیکھیں۔ یہ وہ پتھر ہے جس کو خُدا نے خود پہاڑ میں سے نِکالا اور جو آدمیوں کی بنائی ہُوئی مُورت کو ٹکڑے ٹکڑے کریگا اور ایک بڑا پہاڑ بنکر تمام زمین کو بھر دیگا (دانی ایل ۲: ۳۴ و ۳۵)۔

لفظ کلیسیا کے معنے

پس ہم اِس بڑے عقیدے کے گہرے اور دِلچسپ معنوں کو

دریافت کریں۔ تاکہ جس وقت ہم اپنے اِیمان کا اِقرار کریں۔ ہمارا اِقرار محض زبان سے نہ ہو۔ بلکہ ہم اپنے سارے دِل سے اپنے اِیمان کا اِقرار کریں۔ "پاک کلیسیائے جامع"۔ کے الفاظ سے کیا مُراد ہے؟ اور "اِیمان رکھنے" کے کیا کیا معنے ہیں؟ مَوجودہ زمانوں کے محاوروں کے مُطابق کلیسیا کے چار مُختلف معنے یہ ہیں (۱) نادیدنی کلیسیا یا پاک کلیسیائے جامع (۲) ظاہری کلیسیائے جامع یا عالمگیر کلیسیا (۳) خاص کلیسیائیں (۴) مقامی جماعتیں۔

نادیدنی کلیسیا کی تعریف

یہ بات صاف ظاہر ہے کہ ہمارے اِس عقیدے میں پہلے پہل کلیسیا سے نادیدنی کلیسیا یا پاک کلیسیائے جامع مُراد ہے۔ پریسبیٹرین کلیسیائے ہند کے قواعِد کی پہلی دفعہ میں اِس کلیسیا کی تعریف نہایت عُمدہ طَور پر کی گئی ہے۔ اِس لئے ہم اُس دفعہ کو یہاں پر درج کرتے ہیں۔

"خُدا ہر قَوم میں سے ایک بڑا گروہ جمع کر رہا ہے۔ اُس میں وہ اپنے فضل اور دانائی کی بے حد دَولت تا ابد دِکھاتا رہیگا۔ یہ خُدائے ذوالحیات کی کلیسیا ہے۔ مسیح کا بدن رُوحُ القُدس کی ہیکل اور اُس سے معمُور ہے جو ہر طرح سے سب کا معمُور کرنے والا ہے۔ چُونکہ یہ بے شُمار جماعت ہر مُلک اور ہر زمانے کے مُقدّسوں سے بنی ہے۔ وہ پاک کلیسیائے جامع کہلاتی ہے۔

اور چُونکہ اِس کے شُرکا کو صِرف وہی یقین کے ساتھ جانتا ہے جو دِلوں کا جاننے والا ہے اِس لئے وہ نادیدہ کلیسیا بھی کہلاتی ہے۔ صِرف یہی نادیدنی کلیسیا پاک کلیسیائے جامع کہلانے کے لائق ہے۔ کیونکہ صِرف وہی بر ضرورت سے پاک اور مُقدّس کہلا سکتی ہے اور یہ وہی کلیسیا ہے جو کاتھولک[1] ہے۔ یعنی خُدا کے سب برگزیدوں سے بنی ہُوئی ہے۔ پس جب ہم اپنے اِیمان کا اِقرار کرکے یہ کہتے ہیں کہ "مَیں اِیمان رکھتا ہُوں پاک کلیسیائے جامع پر" تو وہ جلال والی جماعت جسے یُوحنّا عارف نے رویا میں دیکھا۔ ہر ایک قَوم اور قبیلے اور اُمّت اور اہلِ زبان کی ایک ایسی بھیڑ جسے کوئی شُمار نہیں کر سکتا جو سفید جامے پہنے اور کھجور کی ڈالیاں اپنے ہاتھوں میں لئے ہُوئے تخت اور برّے کے آگے کھڑی ہے۔ اِس جماعت کی تصویر ہماری آنکھوں کے سامنے پھر جاتی ہے۔ مسیحی بھائیو کیا یہ ایک بڑا عقیدہ نہیں ہے؟ اور جب اِیمان کی آنکھوں سے ہم اِسے دیکھتے اور زبان سے یہ کہتے ہیں "مَیں اِیمان رکھتا ہُوں پاک کلیسیائے جامع پر" تو کیا ہمارا دِل خُوشی اور شُکرگُذاری سے لبریز نہیں ہوتا؟۔

[1] یُونانی لفظ کیتھولیک ہے۔ جس کا ترجمہ کلیسیا جامع اور کلیسیائے عام اور کاتھولک کلیسیا میں بھی کیا گیا ہے۔ کاتھولک کے معنی کُل کے ہیں۔ یہ لفظ کتابِ مُقدّس کے متن میں نہیں ملتا ہے لیکن یعقوب اور پطرس اور یُوحنّا کے خطوطِ عام کے سرنامے میں مندرج ہے۔ جہاں اس کا معنی یہ ہیں کہ وہ خط خاص نہیں بلکہ عام ہیں۔

عالمگیر کلیسیا کی تعریف

آجکل اکثر کلیسیا دو قسم پر تقسیم کی جاتی ہے۔ یعنی کلیسیائے ظاہری اور کلیسیائے باطنی یا دیدنی اور نادیدنی کلیسیا۔ ظاہری کلیسیا تین مختلف صورتوں میں ہمارے سامنے پیش آتی ہے۔ یعنی عالمگیر کلیسیا اور خاص کلیسیائیں اور مقامی جماعتوں کی صورت میں۔ پرسبٹیرین کلیسیائے ہند کے قواعد کی دوسری دفعہ میں عالمگیر کلیسیا کی تعریف اِس طرح کی گئی ہے۔ ظاہری کلیسیائے جامع دُنیا کی وہ کُل جماعت ہے۔ جو اپنے آپ کو مسیحی قرار دیتی ہے اور باپ۔ بیٹے اور رُوح القدس کو خدائے واحد ابدالآباد مبارک مانتی ہے۔ †

ہم عالمگیر کلیسیا پر بھی ایمان رکھتے ہیں

اگرچہ لفظ پاک اور کاتھولک اکثر نادیدنی کلیسیا کی تعریف میں اِستعمال کئے جاتے تو بھی رسولی عقیدوں کے اِس دفعہ میں نہ صرف نادیدنی بلکہ دیدنی کلیسیا کا بھی خیال کیا جاتا ہے اور خاصکر اُس سے عالمگیر کلیسیا یا ظاہری کلیسیائے جامع مُراد ہے۔ یعنے وہ کلیسیا جو کسی ایک شخص پر یا کسی خاص مُلک یا مُلکوں پر محدود نہیں بلکہ ہفت اقلیم میں پائی جاتی ہے۔ جب ہم اپنے اِس اِیمان کا اِقرار کرتے ہیں تو سارے ایمان داروں کی جماعت خواہ کسی مُلک یا زبان یا فریق کے کیوں نہ ہوں۔

† پرسبٹیرین کلیسیائے ہند کے قواعد دفعہ ۲۔

وہ سب کے سب ہمارے سامنے آجاتے ہیں اور ہم اُن کے ساتھ شراکت رکھنے کا اِقرار کرتے ہیں۔

خاص کلیسیا کا بھی خیال کیا جاتا ہے

آجکل عالمگیر کلیسیا مختلف شاخوں میں منقسم ہے۔ جو خاص یا ڈی نامی نیشنل کلیسیائیں کہلاتی ہیں۔ "ایک خاص کلیسیا ظاہری کلیسیائے جامع کے اُن شُرکاؤں سے بنتی ہے جو کسی طریق اِنتظام پر اتفاق کرکے خُدا کی عبادت کرنے۔ پاک زندگی گُذراننے اور مسیح کی بادشاہت پھیلانے کی غرض سے اِتحاد کرتے ہیں۔"† ہم اکثر کسی خاص کلیسیا سے تعلُّق رکھتے ہیں۔ اِس کلیسیا میں داخل ہوکر ہم نے نجات کی تعلیم پائی اور مسیح پر ایمان لائے اور ہم نے بہت سے رُوحانی فوائد حاصل کئے اور چُونکہ یہ کلیسیائیں ظاہری کلیسیائے جامع میں شامل ہیں اِس لئے جب ہم پاک کلیسیائے جامع پر ایمان رکھنے کا اِقرار کرتے ہیں تو اُس خاص کلیسیا کو بھی خیال میں رکھتے ہیں جس کے ساتھ ہمارا تعلُّق ہے۔

مقامی جماعتیں بھی اِس اِقرار میں شامل ہیں

آخرکار ہر ایک مسیحی پر فرض ہے کہ کسی مقامی جماعت کے ساتھ شراکت رکھے۔ "ایک مقامی جماعت خاص کلیسیا کے اُن شُرکا سے بنتی ہے۔ جن کا باقاعدہ اِنتظام ہے۔

† پرسبٹیرین کلیسیائے ہند کے قواعد دفعہ ۳۔

اور جو مُقرّری وقتوں پر خُدا کی عبادت کے لِئے جمع ہوتے ہیں"٭

شخصی اور سب سے زیادہ نزدیکی تعلّق جو ہم کلیسیا سے رکھتے ہیں وہ تعلّق جو ہم اپنی مقامی جماعت سے رکھتے ہیں۔ اِس لِئے جب ہم اِس عقیدے کا اِقرار کرتے ہیں۔ تو ہمارے خیال ضرور اِس جماعت کی طرف بھی مُتوجّہ ہوتے ہیں۔

ان دیکھی چیزوں کا دیکھنا ہی ایمان ہے

پس نادیدنی کلیسیا اور ظاہری کلیسیائے جامع جس میں خاص کلیسیائیں اور مقامی جماعتیں دونوں شامل ہیں۔ اُن پر ہم ایمان رکھتے ہیں۔ اب ایمان رکھنے سے کیا مُراد ہے؟ عبرانیوں کے نام کے خط میں ایمان کی تعریف اِس طرح سے کی گئی ہے۔ "اب ایمان اُمید کی ہُوئی چیزوں کا اِعتماد اور اَن دیکھی چیزوں کا ثبُوت ہے" (عبرانی ۱۱ : ۱)

پاک کلیسیائے جامع ایک اَن دیکھی چیز ہے۔ اِس لِئے وہ نادیدہ کلیسیا کہلاتی ہے۔ وہ حواسِ خمسہ سے نہیں مگر صرف ایمان ہی سے دریافت کی جاسکتی ہے۔ خُدا کے سامنے وہ مَوجُود ہے اور وہ اُسے ہر وقت دیکھتا ہے لیکن نفسانی آدمی اُسے دیکھ نہیں سکتا۔ مگر رُوحانی آدمی جس کو خُدا نے ایمان دیا ہے وُہی اُسے دیکھتا ہے۔ اَن دیکھی چیز کے دیکھنے کو

٭ پرسبٹیرین کلیسیائے ہند کے قواعد دفعہ ۲۔

ایمان کہتے ہیں۔ ہم کلیسیا پر ایمان لاتے جب ہم اُسے دیکھتے اور ایمان کے ذریعہ اُس کی حقیقت کا پُورا یقین کرتے ہیں۔ خُدا دُنیا میں سے ایک بڑا گروہ جمع کر رہا ہے۔ جس میں وہ اپنے فضل اور دانائی کی بے حد دَولت تا ابد دکھاتا رہیگا۔ پَولُس رسُول نے اِس بڑے بھید کو ہم پر ظاہر کیا اور ہم اُس کا پُورا یقین کرتے ہیں۔ خُدا نے بنائے عالم سے پیشتر اِس اُمت کے لوگوں کو چُن لیا۔ تاکہ وہ اُس کے نزدیک محبّت میں پاک اور بے عیب ہوں۔ اُس نے اُن کو مسیح میں مخلصی بخشی اور اُن کو اپنے فرزند بنایا۔ اُن کو وہ مُقدّس کرتا اور جلال بخشتا ہے۔ اُن کو وہ اپنے ساتھ اُس کام میں جو وہ اِس دُنیا میں کر رہا ہے شریک کرتا کہ وہ اُس کے ساتھ کام کرنے والے بنیں۔ وہ اُس کے خاص وسیلے ہیں جن کے ذریعہ سے ساری دُنیا کو برکت ملیگی۔ ابھی تک یہ ظاہر نہیں ہوا کہ یہ کلیسیا کیا کُچھ ہوگی۔ لیکن ہم جانتے ہیں کہ خُدا اُسے ایک بہت جلال والی کلیسیا بنائیگا جس میں کوئی داغ یا جُھرّی یا کوئی اور ایسی چیز نہ ہوگی بلکہ وہ بالکل پاک اور بے عیب ہوگی (افسی ۵ : ۲۷)۔ یُوحنّا عارف نے اِس کلیسیا کو رویا میں دیکھ کر اُس کا بیان یُوں کیا کہ "مَیں نے شہرِ مُقدّس نئے یروشلم کو آسمان پر سے خُدا کے پاس اُترتے دیکھا اور وہ اُس دُلہن

کی مانند آراستہ تھی۔جس نے اپنے شوہر کے لئے سنگار کیا ہو۔پھر مَیں نے تخت میں سے کسی کو بلند آواز سے یہ کہتے سُنا کہ دیکھ خُداوند کا خیمہ آدمیوں کے درمیان ہے۔ وہ اُن کے ساتھ خیمہ کریگا اور وہ اُس کے لوگ ہونگے اور خُدا آپ اُن کے ساتھ رہیگا اور اُن کا خُدا ہوگا اور اُن کی آنکھوں سے سب آنسو پونچھیگا اور اُس کے بعد مَوت نہیں رہیگی اور نہ ماتم رہیگا اور نہ آہ و نالہ نہ درد۔پہلی چیزیں جاتی رہیں اور جو تخت پر بیٹھا ہُوا تھا۔اُس نے کہا کہ دیکھ مَیں ساری چیزوں کو نئی بنا دیتا ہُوں (مُکاشفات ۲۱: ۲-۵)۔

میرے عزیز مسیحی بھائیو!آپ ضرور میرے ساتھ مُتفق ہوکر کہینگے کہ سچ مُچ یہ ایک بڑا اور بیش قیمت عقیدہ ہے۔لیکن کیا آپ یقین کے ساتھ اِس بات کا اِقرار کرسکتے ہَیں کہ "مَیں ایمان رکھتا ہُوں پاک کلیسیائے جامع پر؟" جو چیزیں دیکھنے میں نہیں آتیں۔جو چیزیں اب تک نہیں بنیں بلکہ ہونے والی ہَیں۔ وہ چیزیں ایمان سے دیکھی جاتی ہَیں ہندوستان کی کلیسیا جو اَب ہَے اور جو ہونے والی ہَے۔کیا آپ اُسے دیکھ رہے ہَیں اور اُس کی حقیقت اور اُس کی فتحیابی کا آپ یقین کرتے ہَیں یروشلم ویران پڑی ہُوئی تھی اور مُقدّس مقام جس میں

بنی اسرائیل خدا کی حمد کیا کرتے تھے جلایا گیا تھا اور اُس کے پھر بنائے جانے کی تھوڑی اُمید تھی۔لیکن دیکھو خُدا کو اپنی کلیسیا کے بارے میں کیسی اُمید تھی اور کیسا ایمان کہ وہ یروشلم شہر سے جو اُس وقت ویران پڑا تھا یہ کہتا ہَے "تیری شہرپناہ ہمیشہ تک میرے سامنے ہے" (یسعیاہ ۴۹: ۱۶) جہاں اِنسان کھنڈرات کو دیکھتا ہَے۔ وہاں پر خُدا تعمیر کی ہوئی دیواروں کو دیکھتا ہے۔کاشکہ ہمارا ایمان بھی اِس طرح کا ہوکر ہم ہندوستان کی کلیسیا کو دیکھیں! اُس کلیسیا کو جو اَب ہے اور اُس کو بھی جو ہونے والی ہَے۔جس کو خُدا بنائیگا اور اپنے جلال سے بھر دیگا۔ یقین کرو کہ اِس کلیسیا کا بنایا جانا ہمارے ایمان پر مَوقُوف ہے۔جس بات کا ہم یقین کرتے ہَیں وہ ہمارے لئے ہو جائیگی۔یقیناً خُدا ہم سے یہ کہتا ہَے کہ "تُمہارے اعتقاد کے مُوافق تُمہارے لئے ہو"۔

کلیسیا کی غَیر فانی ۔ بُنیاد مسیح مصلُوب
ہَے آب اور خُون سے بنی۔ وہ نئی خلقت خُوب
آسماں سے آس نے آکے۔ چُن لیا دُلہن کو
اور اپنا خُون بہا کے۔ خریدا ہَے اُس کو
ہر قوم کے بیچ ہے شاہد۔ وہ برگُزیدہ ذات

ولادت ایک رب واحد ایمان ایک ایک نجات
خوراک ایک ایک مبارک۔ نام اُس میں ہے معروف
آسیدین بھی مشارک۔ ہر فضل سے موصوف
اب دِقت اور مشقت۔ اور جنگ میں جو دُشوار
وہ کرتی کامل راحت۔ اور چین کا اِنتظار
تب کامل ہے خوشحالی۔ کہ جنگ تب ہے تمام
کلیسیا جلالی۔ تب ہوتی پُر آرام
پر یہاں بھی خُدا سے۔ رفاقت ہے اُس کی
صُحبت شیریں آسمان کے۔ مُقدسوں سے بھی
ہمیں توفیق اور طاقت۔ بخش دے یارب رحیم
ہوں ہم اُس خوش رفاقت اور میل میں مستقیم

الیف ایس سٹون

× دُوسرا باب

نئے عہدنامے کے نوشتوں میں کلیسیا کا تصوّر

"اور مَیں بھی تُجھ سے کہتا ہُوں کہ تُو پطرس ہے اور مَیں اِس پتّھر پر اپنی کلیسیا بناؤنگا اور عالمِ ارواح کے دروازے اِس پر غالب نہ آئینگے" (متّی ۱۶: ۱۸)

ایک بڑا اور دلچسپ وعدہ

جب ہمارے خُداوند نے پطرس سے یہ وعدہ کیا۔ اُس وقت اُس کی خِدمت کا تیسرا سال شُروع ہُوا تھا جو اکثر مُخالفت کا سال کہلاتا ہے۔ نہ صِرف یہُودی قَوم کے دینی عالم بلکہ گلیل کے لوگ بھی جن کے بیچ آکر وہ ڈیڑھ سال پیشتر ہردلعزیز تھا اُس کے دُشمن بن گئے تھے اِس لئے گلیل کے عِلاقوں کو چھوڑ کر مسیح نے شمالی مُلکوں میں جاکر پناہ لی۔ پہلے صُور و صَیدا کی سرحدوں کی طرف سفر کیا اور اُس کے بعد قیصریہ فلپی کے عِلاقے میں آیا۔ اب وہ گلیل سے دُور تھا اور یہُودیہ مُلک اور یروشلم شہر سے اور بھی زیادہ دُور تھا۔ جس مُلک میں وہ سفر کر رہا تھا۔ وہ سخت بُت پرستی سے بھرا ہُوا تھا۔ اُس کے باشندے ایک دیوی کی پُوجا کرتے تھے۔ جس کی پرستش

بنہایت گندی اور ناپاک تھی۔جس راستے سے مسیح اور اُس کے شاگرد گذرے تھے دونوں طرف اِس نجس پرستش کے نشانات پہاڑ کی چوٹیوں پر کندہ کئے ہُوئے نظر آتے تھے۔قیصریہ فلپی میں ہیرودیس فلپس نے قیصر اگستس کے نام ایک مندر تعمیر کرایا تھا۔ اُس میں بادشاہ کی مُورت دھری ہُوئی تھی اور جیسا کہ اکثر ہُوا کرتا تھا لوگوں کو حُکم دیا گیا کہ اِس مُورت کے آگے بخور جلاکر اُس کی پرستش کریں۔ایک طرف انسان کے ناپاک دِل کی شہوت نے بےشرمی سے اپنا مُنہ دِکھایا۔دُوسری طرف رُومی حاکموں نے گھمنڈ سے بھرے ہُوئے رُومی بادشاہ کو یعنے ایک ایسی آدمی کو جو دُنیا کی تاریخ میں ظُلم اور اُوباشی کے سبب مشہُور ہے لوگوں کا معبُود ٹھہرا دیا۔اِس طرح کے نظّارے اور حالات عام آدمی کو ضرور مایُوسی میں گرا دیتے ہیں۔لیکن دیکھو خُداوند یسوع مسیح کی بڑی اُمید اور خُدا کی بادشاہت کی فتحیابی کا یقین کہ اَیسے افسوسناک اور پست ہِمّت کرنے والے نظّاروں اور حالات کے بیچ اُس نے اپنی کلیسیا کی نسبت یہ بیش قیمت وعدہ کیا اور پطرس سے مُخاطب ہوکر کہا تُو پطرس ہے اور مَیں اِس پتھر پر اپنی کلیسیا بناؤُنگا اور عالم ارواح کے دروازے اُس پر غالب نہ آئینگے۔

ہندوستان میں بھی خُدا کی کلیسیا بنائی جائیگی

میرے مسیحی بھائیو جس مُلک میں آپ اِنجیل کی بشارت دے رہے ہَیں اور اُس کی کلیسیا بنانے کی کوشش کر رہے ہَیں۔وہاں بھی اُسی طرح کا حال پایا جاتا ہے۔جیسا کہ مسیح کے وقت قیصریہ فلپی میں۔شاید آپ کبھی کبھی مایُوس ہوکر سوچتے ہَیں کہ کامیابی کی بہت تھوڑی اُمید ہے۔لیکن آپ ہِمّت نہ ہاریں۔مسیح کو ہندوستان کی کلیسیا کی فتحیابی کی پُوری اُمید ہے۔ وہ آپ سے یہ کہتا ہے کہ مَیں ہندوستان میں بھی اپنی کلیسیا کو بناؤُنگا۔لیکن اُس کو ایسے آدمیوں کی ضرورت ہے جو ہٹنے والے نہیں۔بلکہ پطرس کی طرح ایمان رکھنے والے ہَیں اور اپنی دلیری اور اُمید کا فخر آخر تک مضبُوطی سے قائم رکھتے ہَیں۔

لفظ کلیسیا کی تشریح

لفظ کلیسیا جو یُونانی لفظ اکلیسیا سے مُشتق ہے نئے عہدنامہ کے نوشتوں میں پہلے پہل اِس مقام میں استعمال کیا گیا ہے۔ وہ دو یونانی لفظوں سے مُرکب ہے یعنے اِک (میں سے مثلاً اک ٹو کوسمو ـــــ دُنیا میں سے) اور کلائن (بُلانا) لہذا کلیسیا بُلائے ہُوئے لوگوں کی ایک جماعت تھی۔یُونانی اور یہُودی دونوں مُدّت سے اِس لفظ کا اِستعمال کرتے رہے اور لفظ دِلچسپ اور

قیمتی معنوں سے بھرا ہُوا تھا۔ اگر ہم اِس لفظ کا مطالعہ کریں تو اِس کے معنوں کی تاریخ میں تین منزلیں نظر آتی ہیں۔ یعنے اُس کے معنے (۱) قدیم یُونانیوں میں (۲) یہُودیوں میں اور (۳) مسیحی زمانے میں۔

قدیم یُونانیوں میں اِس لفظ کے معنے

قدیم یُونانیوں میں شہروں اور ریاستوں کی حکومت اکثر جمہوری سلطنت کے طریقے پر ہُوا کرتی تھی حکُومت اور اختیار کسی بادشاہ کے ہاتھ میں نہیں۔ بلکہ آزاد اور شریف لوگوں کی ایک مجلس کے ہاتھ میں تھا اور لوگ خود اپنے حاکموں کو چُن لیتے تھے۔ جب نظم و نسق کے مُتعلّق کسی امر کو اِس مجلس میں پیش کرنا منظور ہوتا تھا تو منادی شہر کی سڑکوں میں جاکر اور نرسنگے یا تُرہی بجاکر اِس مجلس کے ممبران کو بُلایا کرتے تھے اور وہ اِجلاس کرکے اِس امر کا فیصلہ کرتے تھے۔ اِس مجلس کو کلیسیا کہتے تھے۔ نئے عہدنامہ کے نوشتوں کے صرف ایک ہی مقام میں یہ لفظ اِس معنی میں اِستعمال کیا گیا ہے۔ اِفسُس شہر کے مُحرّر نے اُن لوگوں کو جنہوں نے ہُلّڑ مچایا تھا۔ یُوں سمجھا دیا کہ اگر تُم کسی اور امر کی تحقیقات کرنی چاہتے ہو تو باضابطہ مجلس (اکلیسیا) میں فیصلہ ہوگا (اعمال ۱۹: ۳۹)۔ قدیم یُونانیوں میں عموماً اِس لفظ کے یہی معنے ہوتے تھے۔ بعد میں اِس لفظ کے معنے زیادہ عام ہوگئے اور لوگ

اور مجلسوں کو بھی اکلیسیا کہنے لگے۔ مثلاً اعمال کی کتاب کے اِسی باب میں یہ بھی لکھا گیا کہ "مجلس درہم برہم ہو گئی تھی" اور اُس نے مجلس کو برخاست کیا" (اعمال ۱۹: ۳۲ و ۴۱)۔ یہاں پر عوام کی وہ بھیڑ جو بازار میں جمع ہو گئی تھی اکلیسیا کہلائی۔

یہُودیوں میں اِس کے معنے

سکندرِ اعظم کی فتوحات کے بعد جب یہُودی لوگ یُونانی زبان کو اِستعمال کرنے لگے تو اُنہوں نے بنی اِسرائیل کی جماعت کو اِس نام سے نامزد کیا۔ یہ جماعت اُسی طرح سے فراہم کی جاتی تھی جس طرح یُونانی شہروں کی مجلس یعنے ہارون کے بیٹے چاندی کے نرسنگے برابر آواز سے پھُونک کر لوگوں کو بُلایا کرتے تھے اور ساری قوم خیمہ کے دروازے پر جمع ہوتی تھی (گنتی ۱۰: ۱-۷)۔ عبرانی میں یہ جماعت کبھی کاہل اور کبھی ایدہ کہلائی۔ جب سکندریہ کے ستر عُلما نے پُرانے عہدنامے کے نوشتوں کا عبرانی زبان سے یُونانی زبان میں ترجمہ کیا۔ تو اُنہوں نے اکثر کاہل کا ترجمہ اکلیسیا میں اور ایدہ کا ترجمہ سناگوگ میں کیا۔ پس مسیح کے وقت یہُودی بنی اِسرائیل کی جماعت کو اکلیسیا کہتے تھے۔ نئے عہدنامہ کے مُصنّفوں نے دو مقاموں میں اِس لفظ کو اِس معنے میں اِستعمال کیا یعنے اعمال ۷: ۳۸ جو بیابان کی کلیسیا میں ہمارے باپ دادوں کے

ساتھ تھا اور عبرانیوں ۲: ۱۲- "مَیں کلیسیا میں تیری حمد کے گیت گاؤنگا"۔

مسیحی زمانوں میں اِس کے معنے

جب ہمارا خُداوند اور اُس کے شاگرد اِس لفظ کو پسند کرکے اُس جماعت کو جو مسیح دُنیا میں قائم کرنے کو تھا کلیسیا کہنے لگے تو یہ لفظ نئے اور سب سے زیادہ گہرے اور دلچسپ معنوں سے ملبس کیا گیا۔ تو بھی اِس کے پہلے معنے بھی کسی قدر جاری رہے۔ نئے عہد نامے کی کلیسیا خُدا کے بُلائے ہُوئے لوگوں کی جماعت ہے۔ بُلانے والے اِنجیل کے مُبشر ہیں جو ہر کہیں جاکر سب لوگوں کو دعوت دیتے ہیں۔ وہ جو اِس دعوت کو قبُول کرتے اور ایمان لاتے ہیں۔ اِس جماعت میں شریک کئے جاتے ہیں۔ یہ جماعت یونانی شہروں کی مجلسوں کی طرح ایک خُود مُختار جماعت ہے۔ اُس کے شُرکا کو خاص حقُوق حاصل ہوتے ہیں اور اُن سے خاص فرائض بھی طلب کئے جاتے ہیں اور یہ مجلس خُدا کی اُمّت ہے۔ خُدا اُن کے ساتھ خیمہ کھڑا کرتا اور وہ اُس کے لوگ ہیں اور خُدا آپ ہی اُن کے ساتھ رہتا اور اُن کا خُدا ہے۔ رسُولی زمانہ سے لیکر آج تک یہ لفظ مسیحی جماعتوں میں محدُود رہا۔ آجکل کسی دُوسری جماعت کو کلیسیا نہیں کہتے۔

مسیحی کلیسیا عہدِعتیق کی کلیسیا میں چھپی ہُوئی تھی

ضرُور ہے کہ ہر ایک نئی شئے پیشتر کے زمانوں میں جڑ پکڑ چکی ہو ورنہ اُس کے قائم اور پائدار ہونے کی اُمید نہیں

مسیحی کلیسیا کا بھی یہی حال ہے۔ مسیح نے کہا کہ مَیں اپنی کلیسیا کو بناؤنگا اور یہ لفظ "اپنی" ہماری توجّہ گذشتہ زمانوں اور آنے والے زمانوں دونوں کی طرف دِلاتا ہے۔ خُدا کی کلیسیا یہوواہ کی جماعت میں مَوجُود تھی۔ جب مسیح دُنیا میں آیا تو وہ جماعت مَوقُوف نہیں ہُوئی بلکہ اُس نے نئی صُورت اِختیار کی۔ بنی اِسرائیل کی جماعت خُداوند یسوع مسیح کی کلیسیا میں بدل گئی۔ یہُودیت ایک گہوارے یا جھُولے کی طرح تھی۔ جس میں مسیحی کلیسیا نے عہدِطفُولیت میں پرورش پائی۔ مسیح منسُوخ کرنے نہیں بلکہ پُورا کرنے آیا۔ خُداوند کے بھائی یعقُوب نے عہدِعتیق کے کُل وعدوں کو مسیحی کلیسیا پر مُنطبق کیا اور جب بعض سوچتے تھے کہ غیر قَوموں کو کلیسیا میں داخل کئے جانے کے سبب عہدِعتیق کی جماعت مَوقُوف ہوجائیگی تو اُس نے اِن شکُوک کو رفع کرکے بیان کِیا کہ نہیں بلکہ نبیوں کی پیشینگوئیوں کے مُطابق خُدا اب داؤد کا گرا ہُوا خیمہ اُٹھاتا اور اُس کے پھٹے ٹُوٹے کو مرمّت کرکے اُسے کھڑا کر دیتا ہے۔ تاکہ باقی آدمی یعنے سب قَومیں جو میرے نام کی کہلاتی ہیں خُداوند کو تلاش کریں (اعمال ۱۵: ۱۶ و ۱۷) (عمُوس ۹: ۱۱ و ۱۲) پولس مسیح کی کلیسیا کو خُدا کا اِسرائیل کہتا اور اُس کے لِئے وہ دُعا کرتا جو زبُور نویس نے بنی اِسرائیل

کی جماعت کے لِئے کی کہ اپنی کلیسیا کو جِس کی تُو نے قدیم سے خریداری کی اپنے میراثی فرقے کو جِسے تُو نے خلاصی بخشی یاد فرما (گلاتی ۶:۱۶-اعمال ۲۰:۲۸- زبُور ۷۴:۲)-

اِس لفظ کا اِستعمال پُولُس کے خطوط میں

تعجُّب نہیں کہ یہ لفظ جو قدیم یُونانی زبانوں کا ایک لفظ تھا اور دِلچسپ معنوں اور یہُودی قوم کے بیش قیمت وعدوں سے بھرا ہُوا تھا- پُولُس کے لِئے ایک بہت پیارا لفظ ہو- کیونکہ وہ نہ صِرف یُونانی مائل یہُودی تھا اور یُونانیوں کے عِلم اور اُن کی تہذیب سے بخُوبی واقف تھا- بلکہ وہ عِبرانیوں کا عِبرانی اور غیر قوموں کا بھی رسُول تھا- لفظ اَکلیسیا پُولُس کے خطوں کا ایک بڑا لفظ ہے- وہ نئے عہدنامے کے نوشتوں میں ۱۱۰ دفعہ آتا ہے- جِن میں ۸۶ دفعہ پُولُس کے خطوں اور اعمال کی کِتاب کے ہیں- پس اگر ہم نئے عہدنامے کی کلیسیا کی حقیقت اور اُس کے خصائص کو دریافت کیا چاہتے ہیں تو پُولُس کے خطوں کو پڑھنا چاہئے- اُن کے مُطالعہ کرنے سے ذیل کی پانچ باتیں جو نئے عہدنامے کی کلیسیا کے تصوُّر میں شامل ہیں ہم پر بخُوبی ظاہر ہو جائینگی-

(۱) مسیحی کلیسیا ایک شراکت ہے- مسیح کے ساتھ ایمانداروں کی شراکت اور اُن کی آپس میں شراکت-

(۲) مسیحی کلیسیا ایک ہے-

(۳) وہ ایک دیدنی جماعت ہے-

(۴) اِس دیدنی جماعت کو خُداوند کی طرف سے اختیار دِیا گیا ہے-

(۵) مسیحی کلیسیا کاہنوں کی ایک مُقدّس جماعت ہے-

مُفصّلۂ ذیل بابوں میں ہم سِلسلہ وار نئے عہدنامے کی کلیسیا کے اِن خصائص کا بیان کرینگے-

تیسرا باب

نئے عہدنامے کی کلیسیا شراکت ہے

"جو کچھ ہم نے دیکھا اور سُنا ہے تمہیں بھی اُس کی خبر دیتے ہیں۔تاکہ تم بھی ہمارے ساتھ شریک ہو اور ہماری شراکت باپ کے ساتھ اور اُس کے بیٹے یسوع مسیح کے ساتھ ہے۔" ۱ یُوحنا ۱:۳

کلیسیا کی خاص الخاص خاصیت

مسیحی کلیسیا کی ہستی اور وُجود شراکت پر مُوقُوف ہے۔ جہاں کہیں یہ شراکت ہے۔یعنی ایمانداروں کی مسیح کے ساتھ شراکت اور مسیح میں اُن کی آپس کی شراکت۔ وہاں پر مسیح کی کلیسیا ہے۔ جہاں شراکت نہیں وہاں کوئی کلیسیا نہیں۔جو جماعت پنتکوست کے دن قایم کی گئی۔ لُوقا نے اُس کی عمدہ حالت کا بیان اِن الفاظ میں کیا ہے:۔ اور یہ رسُولوں سے تعلیم پانے اور رفاقت (یُونانی میں شراکت) رکھنے میں اور روٹی توڑنے میں اور دُعا مانگنے میں مشغول رہے (اعمال ۲: ۴۲) نئے عہدنامے کے نوشتوں میں لفظ شراکت یہاں پر پہلی دفعہ آیا ہے۔ پس نئے عہدنامے کی کلیسیا کی خاص الخاص علامت اور خاصیت روحانی شراکت تھی۔

مسیحی کلیسیا کب شروع ہوئی

جب مسیح نے اپنی کلیسیا کو دُنیا میں قایم کرنے کا ارادہ کیا تو پہلے پہل اُس نے کیا کیا؟ کس طرح اِس کام کو شروع کیا؟ اُس نے چند آدمیوں کو بُلالیا اور وہ اُس کے پاس آئے اور اس نے بارھوں کو مُقرر کیا۔تاکہ اُس کے ساتھ رہیں اور وہ اُن کو بھیجے یعنی اُس نے اُن کو اپنے ساتھ شریک کیا۔مسیح کے ساتھ اور اُن کی آپس میں عجیب طرح کی شراکت پیدا ہُوئی۔ مسیحی کلیسیا کا آغاز یہی تھا۔اکثر خیال کیا جاتا ہے کہ پنتیکوست کا دِن مسیحی کلیسیا کا جنم دِن ہے۔لیکن فی الواقع وہ کلیسیا کے رُوح القدس کا بپتسمہ پانے کا دِن تھا۔مسیحی کلیسیا چار برس پنتیکوست کے دِن سے پیشتر شروع ہُوئی۔جبکہ مسیح نے یردن کے کنارے پر شاگردوں کی ایک چھوٹی مجلس قایم کی۔ اُن میں سے ایک اندریاس کا بھائی شمعون پطرس تھا۔ تین سال تک مسیح کی شراکت میں رہ کر اور خدا باپ سے اِس بھید کا مُکاشفہ پاکر اُس نے یقین کیا کہ یسوع ہی خُدا کا بیٹا مسیح ہے۔شراکت نے اِیمان پیدا کیا اور پطرس نے اپنے اِس ایمان کا اِقرار کیا۔شمعون پطرس بن گیا اور مسیح نے اُس سے کہا کہ "اِس ہی پتھر پر میں اپنی کلیسیا بناؤں گا۔" ایسے آدمیوں پر مسیح کی کلیسیا بنائی جاتی ہے۔یعنی اُن پر

جو پطرس کی طرح مسیح کی شراکت میں آکر اور اُس میں قائم رہ کر ایمان لاتے اور علانیہ اپنے ایمان کا اقرار کرتے ہیں۔ ایسے ایمان لانے والوں اور اقرار کرنے والوں پر خدا ہر زمانے میں اپنی کلیسیا بناتا ہے۔

ہندوستان میں ہم کلیسیا کو کس طرح بناویں

میرے عزیز بھائیو! آپ جو انجیل کی بشارت دیتے اور دینی خدمت کرتے ہیں۔ آپ کی ساری کوششوں اور محنتوں کا اعلیٰ سے اعلیٰ مقصد یہ ہے یا یہ ہونا چاہئے کہ آپ اپنے اپنے علاقوں میں مسیحی جماعتیں قائم کریں۔ ایسی جماعتیں جو اپنے آپ کو سنبھالیں جو خود مختار ہوں اور اپنی ہی کوششوں سے خود بخود بڑھتی جائیں۔ اس مقصد کو آپ کس طرح انجام دینگے؟ آپ اُس طریقے پر نظر ڈالیں۔ جس پر خداوند یسوع مسیح نے اس مقصد کو انجام دیا۔ آپ پہلے پہل لائق آدمیوں کی تلاش کریں اور اُن کو بُلا لیں اور اُن کو مسیح کی شراکت میں داخل کریں اور اس طرح سے اُن کو مسیح میں شریک کریں کہ وہ پطرس جیسے آدمی بنیں۔ کبھی کبھی ہم یہ خیال کرتے ہیں کہ اگر ہم نے انجیل سُنائی اور لوگوں کو بپتسمہ دے کر مسیحیوں کی جماعت میں شریک کیا۔ تو کافی ہے۔ لیکن یہ ایک بہت غلط خیال ہے۔ آپ الٰہی ترتیب کو اُلٹ نہ دیں۔ پہلے پہل لوگوں کو مسیح میں شریک کرنا چاہئے۔ جب وہ اُس کے ساتھ

فی الواقع شریک کئے گئے ہیں تو اُن کی آپس میں شراکت آپ سے آپ پیدا ہوگی۔ یوں مسیح کی ایک سچی اور زندہ جماعت قائم کی جائے گی جو بیرونی امداد کے بغیر اپنے آپ کو سنبھالے گی اور بڑھتی جائیگی۔

شراکت کے دو پہلو

مذکورہ بالا بیان سے یہ بات ظاہر ہو چکی ہے کہ یہ شراکت دو قسم کی ہے یا اُس کے دو پہلو ہوتے ہیں :- (۱) ایمانداروں کی شراکت خدا کے ساتھ ہے۔ یہ اُس کا الٰہی پہلو ہے۔ (۲) اُن کی آپس میں شراکت ہے۔ یہ پہلو انسان کے متعلق ہے۔ اُن کی آپس میں شراکت اُس شراکت سے پیدا ہوتی ہے جو وہ خدا کے ساتھ رکھتے ہیں۔ مقدسوں کی آپس کی شراکت صرف اُسی حال میں پیدا ہو سکتی ہے۔ جب خداوند کے ساتھ اُن کی شراکت ہو چکی ہے اور وہ اُس میں قائم رہتے ہیں۔ پہلے مسیح کے ساتھ ہماری شراکت ہوتی ہے۔ اِس کے بعد مسیح میں ہماری آپس میں شراکت ہوتی ہے۔ اگر ہم نُور میں چلیں جس طرح کہ وہ نُور میں ہے تو ہماری آپس میں شراکت ہے اور اُس کے بیٹے یسوع کا خون ہمیں تمام گناہ سے پاک کرتا ہے (یوحنا ۱:۷)۔

لفظ کوئینونیا (Koinonia) یعنی شراکت

آسمان میں ایسے ستارے ہیں جو اوروں کی بہ نسبت زیادہ بڑے ہیں ان کو علم ہیئت میں اوّل درجے کے

ستارنے کہتے ہیں - بائبل میں ایسے چند الفاظ ہیں جو اور الفاظ کے مقابلے میں نہایت بڑے اور گراں قدر معلوم ہوتے ہیں - اِن الفاظ میں سے ایک لفظ شراکت ہے - یُونانی متن میں صرف ایک ہی لفظ اِستعمال کیا گیا یعنی لفظ کوئینونیہ - انگریزی بائبل میں اِس لفظ کا ترجمہ کبھی (Fellowship) اور کبھی (Communion) کیا گیا ہے - اُردو بائبل میں (نیا ترجمہ) اِس کا ترجمہ مِل جُل کر رفاقت میں (اعمال ۲:۴۲) اور باقی سب مقاموں میں شراکت میں کیا گیا ہے - ذَیل کے تین مقاموں سے اِس لفظ کے معنی بخُوبی ظاہر ہوتے ہیں ۱ یُوحنّا ۱:۳- "جو کچھ ہم نے دیکھا اور سُنا ہے - ہم تُمہیں بھی اُس کی خبر دیتے ہیں تاکہ تُم بھی ہمارے ساتھ شریک ہو (شراکت رکھّو) اور ہماری شراکت باپ کے ساتھ اور اُس کے بیٹے یسوع مسیح کے ساتھ ہے"

۱ کرنتھیوں ۱:۹ "خُدا سچا ہے جس نے تُمہیں اپنے بیٹے ہمارے خُداوند یسوع مسیح کی شراکت کے لِئے (شراکت میں) بُلایا ہے"۔

۲ کرنتھیوں ۱۳:۱۴ "خُداوند یسوع مسیح کا فضل خُدا کی مُحبّت اور رُوح القُدس کی شراکت تُم سب کے ساتھ ہوتی رہے"۔

اِن تین مقاموں سے ذَیل کی باتیں صاف ظاہر ہوتی ہیں -

(۱) ہماری شراکت پاک تثلیث کے خُدا کے ساتھ ہے یعنی باپ کے ساتھ اور وہ رُوح القُدس کی بھی شراکت ہے - اِس لِئے کہ رُوح القُدس اُس کا بانی ہے -

(۲) جو شراکت ہم خُدا کے ساتھ رکھتے ہیں - وہ اُس شراکت کی مانند ہے جو ہم آپس میں رکھتے ہیں

(۳) ہماری آپس کی شراکت اُس شراکت پر موقوف ہے جو ہم خُدا کے ساتھ رکھتے ہیں -

ایک عجیب بھید جو خُدا نے ہم پر ظاہر کیا

کیا اِنسان خُدا کے ساتھ شراکت حاصل کر سکتا ہے؟ اِنسان کی عقل جواب دیگی کہ نہیں یہ ایک امرِ مُحال ہے ہمارے مُسلمان بھائی اِس لفظ کو سُنتے ہی گھبرا جاتے اور کہتے ہیں یہ کُفر ہے - البتہ یہ ایک عجیب بھید ہے جو ازل سے سب چیزوں کے پیدا کرنے والے خُدا میں پوشیدہ رہا اور اب اِنجیل کے زمانے میں اُس کے رسُولوں کے وسیلے سے ہم پر ظاہر کیا گیا ہے - خاصکر پُولُوس رسُول پر اِس بھید کا مُکاشفہ ہُوا اور اُس نے افسیوں کے نام کے خط میں اِس کا بیان کیا تو بھی کُل بائبل اِس بات کی گواہی دیتی ہے کہ خُدا اِنسان کو اپنی شراکت میں لانا چاہتا ہے اِنسان اپنی عقل سے ایسی بات کبھی دریافت نہ کرسکتا - وہ الہام سے ہم کو معلُوم ہوئی ہے - جو چیزیں نہ آنکھوں نے دیکھیں نہ کانوں نے

سُنیں نہ آدمی کے دِل میں آئیں۔ وہ سب خدا نے اپنے مُحبّت کرنے والوں کے لیئے تیار کردیں (۱کرنتھیوں ۲: ۹)۔

شراکت باہمی ہے

شراکت باہمی یا دوطرفہ ہوتی ہے۔ وہ مختلف درجے کی تو ہوتی ہے لیکن کبھی یک طرفہ نہیں ہوتی۔ لفظ ہی سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب دو شخصوں کے بیچ میں شراکت ہے تو وہ ایک دُوسرے کی چیزوں میں شریک ہوتے ہیں۔ شاگردوں کی پہلی جماعت جو پنتیکوست کے دِن قائم کی گئی۔ اُس کا حال اِس طرح سے بیان کیا جاتا ہے کہ وہ ساری چیزوں میں شریک تھے"۔ اِس باہمی شراکت میں تین باتیں شامل ہیں یعنی (۱) باہمی میل و رفاقت (۲) باہمی شراکت کے سبب سے ہم ایک دُوسرے کی چیزوں میں شریک ہوتے ہیں۔ یا ساجھی ہوتے ہیں (۳) اور ایک دُوسرے کی طرف باہمی فرائض بھی ہوتے ہیں۔

باہمی میل و رفاقت

اوّلاً اِس شرکت سے باہمی میل و رفاقت مُراد ہے۔ عہد عتیق کے ایک ہی شخص یعنی ابرٰہیم کو دوست کا لقب دیا گیا (۲ تواریخ ۲۰: ۷۔ یسعیاہ ۴۱: ۸) اور مسلمان آجکل بھی اُس کو خلیل اللہ کہتے ہیں اور مُوسیٰ کے بارے میں بھی یہ لکھا ہے کہ "خُداوند اُس سے روبرو ہم کلام ہُوا" جس طرح کوئی اپنے دوست سے کلام کرتا ہے۔ یہ مُبارک حق

عہد جدید میں سارے ایمانداروں کو عنایت ہُوا ہے۔ چنانچہ مسیح نے اپنے شاگردوں سے کہا کہ اب سے میں تُمہیں نوکر نہ کہونگا۔ کیونکہ نوکر نہیں جانتا کہ اُس کا مالک کیا کرتا ہے۔ بلکہ تُمہیں میں نے دوست کہا ہے۔ اِس لئے کہ جو باتیں میں نے اپنے باپ سے سُنیں وہ سب تُم کو بتادیں (یُوحنا ۱۵: ۱۵) یہ ایک ایسا حق ہے جو جاننے سے باہر ہے۔ ایک انگریزی لفظ سے ہم اِس کی تشریح کرسکتے ہیں۔ انگریزی میں ساتھی کو کمپینین کہتے ہیں۔ لفظ کمپینین ایک لاطینی لفظ ہے اور دو لفظوں سے مُرکّب ہے یعنی لفظ کم جس کے معنی ساتھ کے ہیں اور لفظ پانس جس سے روٹی مُراد ہے پس جب ہم نے دُوسرے آدمی کے ساتھ روٹی کھائی تو وہ اور ہم کمپینین یعنی ساتھی بنگئے ہیں۔ خُداوند کے ساتھ ہم اِس طرح کی شراکت رکھتے ہیں۔ وہ خود ہم کو دعوت دیکر کہتا ہے کہ دیکھ میں دروازہ پر کھڑا ہُوا کھٹکھٹاتا ہُوں اگر کوئی میری آواز سُنکر دروازہ کھولیگا تو میں اُس کے پاس اندر جاکر اُس کے ساتھ کھانا کھاؤنگا اور وہ میرے ساتھ کھائیگا (مُکاشفات ۳: ۲۰) سچ مُچ جس رفاقت میں خُدا ہم کو بُلاتا عجب طرح کی رفاقت ہے۔

مسیح کا اپنے آپ کو ہمارے ساتھ شریک کرنا

پھر شراکت کے یہ بھی معنی ہوتے ہیں کہ طرفین ایک دُوسرے کی چیزوں میں شریک ہوتے جب دو آدمی

ساجھی ہوتے ہیں تو اُن کا مال ایک کا ہسین رہتا بلکہ دونوں کا ہوتا ہے اور دونوں سب چیزوں میں شریک ہوتے ہیں۔جب عورت کسی مرد کے ساتھ شادی کرتی ہے تو وہ اپنے ماں باپ اور گھر اور اپنا نام بھی چھوڑ دیتی اور شوہر کا نام اِختیار کرتی ہے اور شوہر بیوی کو ساری چیزوں میں شریک کر کے اُس سے کہتا ہے کہ مَیں اپنا سارا دُنیوی مال تجھے دیتا ہوں"۔اب غور کیجئے اُس عجیب شراکت پر جو ہم خُداوند کے ساتھ رکھتے ہیں اور خُداوند ہمارے ساتھ رکھتا ہے۔عبرانیوں کے نام کے خط میں یُوں لکھا ہے۔جس صُورت میں کہ لڑکے خُون اور گوشت میں شریک ہیں تو وہ خُود بھی اُن کی طرح اُن میں شریک ہُوا وہ فرشتوں کا نہیں بلکہ ابراہیم کی نسل کا ساتھ دیتا ہے۔پس اُس کو سب باتوں میں اپنے بھائیوں کی مانند بننا لازم ہُوا تاکہ اُمّت کے گُناہوں کا کفّارہ دینے کے واسطے اُن باتوں میں جو خُدا سے علاقہ رکھتی ہیں۔ایک رحم دِل اور دیانتدار سردار کاہن بنیں (عبرانیوں ۲: ۱۴، ۱۶ و ۱۷)۔

ایمانداروں کا خُداوند کے ساتھ شریک کیا جانا

مسیح کا مُجسّم ہونا اور یُوں اپنے آپ کو ہمارے ساتھ شریک کرنا سچ مُچ ایک بڑا بھید ہے۔ایک اور بڑا

بھید یہ ہے کہ اُس نے ہم کو سب باتوں میں اپنے ساتھ شریک کیا۔پطرس اِس شراکت کا بیان یُوں کرتا ہے کہ اُس نے ہم سے قیمتی اور نہایت بڑے وعدے کئے تاکہ اُن کے وسیلے سے ہم اُس خرابی سے چھوٹ کر جو دُنیا میں بُری خواہش کے سبب سے ہے اُن کے وسیلے سے ذاتِ اِلٰہی میں شریک ہوجائیں" (۲ پطرس ۱: ۴) پھر یُوحنّا کی اِنجیل میں یہ بیان ہے کہ اچھا چرواہا مَیں ہُوں۔جس طرح باپ مجھے جانتا ہے اور مَیں باپ کو جانتا ہُوں اِسی طرح مَیں اپنی بھیڑوں کو جانتا ہوں اور بھیڑیں مجھے جانتی ہیں" (یُوحنّا ۱۰: ۱۴) عرفانِ اِلٰہی میں بھی ہم مسیح کے ساتھ شریک کئے جاتے ہیں۔مسیح نے اپنے شاگردوں سے کہا کہ "جو باتیں مَیں نے اپنے باپ سے سُنیں وہ سب تُم کو بتادیں" (یُوحنّا ۱۵: ۱۵) پھر کاموں میں بھی اُس کے ساتھ شریک کئے جاتے ہیں۔مسیح فرماتا ہے کہ جو مجھ پر ایمان رکھتا ہے یہ کام جو مَیں کرتا ہُوں وہ بھی کریگا بلکہ اِن سے بھی بڑے کام کریگا۔کیونکہ مَیں باپ کے پاس جاتا ہُوں (یُوحنّا ۱۴: ۱۲) پھر وہ ہم کو اپنی خوشی میں شریک کرتا ہے۔چنانچہ وہ کہتا ہے کہ مَیں نے یہ باتیں اِس لئے تُم سے کہیں تاکہ میری خوشی تُم میں ہو اور تمہاری خوشی پُوری ہو جائے (یُوحنّا ۱۵: ۱۱) پس ساری چیزوں میں ہم

اُس کے ساتھ شریک کئے جاتے ہیں یعنی عرفانِ الٰہی میں اور اُس کی خوشی اور اُس کی پاکیزگی اور اُس کی فتح اور اُس کے جلال میں ساری چیزیں تمہاری ہیں۔ یہ دُنیا جس کا تُم نے انکار کیا حال کی چیزیں اور استقبال کی سب تمہاری ہیں اور تُم مسیح کے ہو اور مسیح خُدا کا ہے (اکرنتھیوں ۳: ۲۲، ۲۳)

باہمی فرائض

اس عجیب شراکت میں باہمی فرائض بھی ہوتے ہیں۔ ہم پر فرض ہے کہ ہم اُس سے محبّت رکھیں۔ اُس کی تعظیم اور فرمانبرداری کریں۔ اُس کے گواہ ہوں اور اپنے آپ کو اور اپنے مال کو اُس کی خدمت کے لئے مخصوص کریں اور وہ ہم کو اپنی مرضی سے واقف کرنے اور ہماری راہنمائی کرنے کا ذِمّہ اُٹھاتا ہے جس طرح شوہر بیوی کو ویسا ہی وہ ہم کو پالتا اور ہماری پرورش کرتا ہے۔ ہمارے دلوں اور خیالوں کو مسیح یسوع میں محفوظ رکھتا اور جو کام اُس نے ہم میں شُرُوع کیا اُسے انجام تک پہنچاتا ہے۔

مختلف تشبیہات سے اس شراکت کا ہم پر ظاہر کیا جانا

پاک کلام میں اس شراکت کا بیان کئی ایک تشبیہات کے ذریعے سے کیا گیا جو نہایت عُمدہ اور دلچسپ ہیں مثلاً چرواہے اور بھیڑوں اور انگور کے درخت اور ڈالیوں کی تمثیل اور عمارت کی تشبیہہ اور بدن اور اُس کے اعضا کی تشبیہ۔ پہلی تشبیہ عالمِ حیوانات

سے۔ دُوسری عالمِ نباتات سے اور تیسری عالمِ جمادات سے لی گئیں۔ سب سے زیادہ دلچسپ اور پُرمعنی تشبیہاتِ مدنی عالم کی تشبیہات ہیں یعنے خاندان شوہر اور بیوی اور دُلہا اور دُلہن کی تشبیہات۔

ایمانداروں کی آپس میں شراکت

اس باطنی شراکت کا احساس جو ایماندار مسیح کے ساتھ رکھتے ہیں۔ نئے عہدنامے کی کلیسیا کا خاص بھید تھا۔ یہ وہ بھید تھا جس نے مسیحیوں کو ایک دوسرے کے ساتھ ملایا اور اُن کو دُنیا سے علیحدہ کیا۔ جب تک مسیح زمین پر شاگردوں کے ساتھ رہا۔ اُس وقت جو شراکت وہ اُسکے ساتھ رکھتے تھے وہی اُن کی خاص الخاص علامت تھی جس سے لوگ اُن کو پہچانتے تھے۔ اُس وقت وہ شاگرد (Mathetai) کہلاتے تھے اور وہ اُس کو ربّی یعنی اُستاد اور ہادی کہتے تھے۔ اُن کو یہ ہدایت کی گئی تھی کہ کبھی دُوسرے کو ربّی اور باپ اور ہادی نہ کہیں۔ اُن کی مجلس مدرسہ سے بڑھ کر ایک مجلس تھی مسیح نہ صرف اُن کا اُستاد بلکہ ان کا خُداوند بھی تھا اور وہ اُس کو پیار کرتے تھے۔ اُن کی اُمید بھی ایک ہی تھی اور اُس رشتے کے سبب جو مسیح کے اور اُن کے درمیان پیدا ہو گیا تھا۔ وہ خُدا کی اُس بادشاہت میں جو آنے والی تھی اُس کے ساتھ شریک ہو گئے تھے۔ مسیح کے آسمان پر اُٹھائے جانے کے بعد اُس شراکت کا دُوسرا پہلو یعنی ان کی آپس کی شراکت زیادہ

نمودار ہوئی۔ وہ نئے القاب جو اُس وقت اُن کو دئے گئے اُس شراکت کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ وہ اب شاگرد نہیں بلکہ بھائی کہلاتے ہیں اور مسیح میں مُقدّس اور دیانتدار اور وہ ایک دُوسرے کے ساتھ شراکت رکھتے تھے رسُولی زمانے کی جماعتوں کا اِنتظام سراسر شراکت کے اِس تصوُّر کی بنیاد پر قائم تھا۔ جتنے مسیحی کسی شہر یا علاقے میں رہتے تھے۔ وہ ایک ہی جماعت میں مِل کر ایک دُوسرے کو بھائی جانتے اور ایک دُوسرے سے محبت رکھتے تھے" اور رسُولوں سے تعلیم پاتے اور شراکت رکھنے میں اور روٹی توڑنے میں اور دُعا مانگنے میں مشغول رہتے تھے" (اعمال ۲:۴۲) اور مختلف شہروں اور علاقوں کی جماعتیں بھی ایک دُوسرے کو مسیحی جماعتیں قرار دیتی اور ایک دُوسرے سے پُوری شراکت رکھتی تھیں۔ جو شراکت وہ مسیح سے رکھتے تھے وہ ایک باطنی اور نادیدنی شراکت تھی۔ اُس سے مسیحیوں کی آپس کی شراکت جو دیدنی ہے پَیدا ہُوئی اور یہ ظاہری شراکت مسیحیوں کی خاصُ الخاص علامت تھی اور وہ ایک ایسا بند بھی تھا جو اُن کو ایک دُوسرے کے ساتھ مِلاتا اور اِس دُنیا سے جو شریر کے قبضے میں پڑی ہُوئی ہے۔ علیٰحدہ کرتا تھا۔

پَولُوس کے خطوں میں اِس شراکت کا ذکر

پَولُوس اپنے خطوں میں اِس شراکت پر بہت زور دیتا ہے۔ جب کلیسیاؤں کو خط لکھتا ہے تو اُن سے یہ کہتا ہے

کہ تُم مسیح یسوع میں ہو اور گو کُل کلیسیا سے مُخاطب ہوتا تو بھی مکتوب الیہ پر اُس شخصی رشتے کو بھی ظاہر کرنے کی بڑی کوشش کرتا ہے جو ہر ایک مسیحی براہ راست اپنے خُداوند سے رکھتا ہے۔ چُنانچہ جب کرنتھیوں کو لکھتا ہے تو پہلے کلیسیا سے مُخاطب ہوکر کہتا ہے۔ "خُدا کی اُس کلیسیا کے نام جو کرنتھس میں ہے"۔ اُس کے بعد سب مسیحیوں سے مُخاطب ہوکر یہ بھی لکھتا ہے۔ یعنی اُن کے نام جو مسیح یسوع میں پاک کئے گئے اور مُقدّس لوگ ہونے کے لئے بُلائے گئے ہیں اور اُن سب کے نام بھی جو ہر جگہ ہمارے اور اپنے خُداوند یسوع مسیح کا نام لیتے ہیں (۱ کرنتھیوں ۱:۲) "دُوسرے خطوں میں کلیسیا سے مُخاطب ہوکر اِس طرح سے لکھتا ہے "فلپی کے سب مُقدّسوں کے نام جو مسیح یسوع میں ہیں" (فلپیون ۱:۱) "اُن مُقدّسوں کے نام جو افسس میں ہیں اور مسیح یسوع میں ایماندار ہیں" (افسیون ۱:۱) "مسیح میں اُن مُقدّسوں اور ایماندار بھائیوں کے نام جو کلوسے میں ہیں" (کلسیوں ۱:۲) "اُن سب کے نام جو روما میں خُدا کے پیارے ہیں اور مُقدّس ہونے کے لئے بُلائے گئے ہیں" (رومیوں ۱:۷)

کلیسیا کی نعمتیں

پھر پَولُوس نے اپنے خطوں میں رُوحانی نعمتوں کا بیان کیا جو کلیسیا کو ملیں۔ اِن نعمتوں سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مسیح اپنی کلیسیا

میں ہمیشہ مَوجود ہوتا ہَے اور اپنے لوگوں کے ساتھ شراکت رکھتا ہَے۔ رسُولوں اور نبیوں اور اُستادوں اور پاسبانوں اور مددگاروں مُعجزہ دِکھلانے والوں اور شفا دینے والوں کو جو نعمتیں ملی تھیں۔ وہ سب کی سب رُوحُ القُدس کی طرف سے کلیسیا کو دی گئیں اور وہ سب کی سب اِس بات پر شہادت دیتی تھیں کہ مسیح اپنے لوگوں کے درمیان رہتا اور اُن کے ساتھ زندہ شراکت رکھتا ہَے۔

پس نئے عہدنامے کی کلیسیا اُس شراکت سے بنتی ہَے جو ایماندار لوگ مسیح سے اور مسیح میں ایک دوسرے سے رکھتے ہیں اور ہر ایک زمانے میں کلیسیا اِس شراکت کی بُنیاد پر بنائی جاتی ہَے۔وہ جو ہندوستان میں مسیح کی کلیسیا قائم کیا چاہتے ہَیں۔اُن کو لازم ہَے کہ اس بڑی حقیقت کو محسُوس کریں اور اِس بات کی کوشش کرتے رہیں کہ جتنے مسیح پر ایمان لاتے پہلے اُس کے ساتھ اور پھر مسیح میں ایک دُوسرے کے ساتھ شراکت رکھیں سچّی کلیسیا اِسی بُنیاد پر قائم ہَے۔

× چَوتھا باب

نئے عہدنامے کی کلیسیا ایک ہَے

”اور اِسی کوشش میں رہو کہ رُوح کی یگانگی صُلح کے بند سے بندھی رہے۔ ایک بدن ہَے ایک ہی رُوح۔چُنانچہ تُمہیں جو بُلائے گئے تھے اپنے بُلائے جانے سے اُمید بھی ایک ہی ہَے“ (افسیوں ۴:۴)

شراکت سے یگانگی کا تعلّق

نئے عہدنامے کی کلیسیا کی دُوسری خاصیّت یگانگی ہَے۔ شراکت اور یگانگی ایک دُوسرے کے ساتھ نزدیکی تعلّق رکھتی ہَیں۔بلکہ ایک دُوسرے کے ساتھ جُڑی ہُوئی ہَیں۔ لہٰذا جہاں شراکت ہَے • وہاں ضرُور یگانگی بھی مَوجُود ہوگی۔ یگانگی شراکت کا ثبُوت ہَے۔ جب ہم مسیحی کلیسیا میں یگانگی دیکھتے ہَیں تو یقین کرتے ہَیں کہ وہاں پر لوگوں کا مسیح کے ساتھ اور اُن کی آپس میں بھی شراکت ہَے۔پس مسیحی کلیسیا جس کی بنا شراکت پر ڈالی گئی۔یگانگی میں اپنے کمال تک پہنچتی ہَے۔ جب مسیحی مسیح میں اِس طرح سے ایک ہوگئے ہَیں جیسے کہ وہ اور باپ ایک ہَیں (یُوحنّا ۱۷: ۲۳۔ افسیوں ۴ : ۱۳) تو خُدا کا وہ اِرادہ

جو وہ کلیسیا کے بارے میں رکھتا ہے پُورا ہو جاتا ہے۔ بنی اسرائیل کی جماعت اور یونانی شہروں کی خُود مُختار مجلس ایک تھی پس گُمان غالب ہے کہ مسیحی کلیسیا بھی ایک ہوگی۔

نئے عہدنامے کی کلیسیا کیونکر ایک ہے؟

لیکن شاید کوئی اِعتراض کرکے کہے کہ نئے عہدنامے کی کلیسیا ایک معلوم نہیں ہوتی بلکہ بہت سی جماعتوں میں منقسم ہے جو سب کی سب خُود مُختار اور ایک دُوسرے سے علیحدہ معلُوم ہوتی ہیں۔ لفظ کلیسیا تقریباً ۱۱۰ دفعہ نئے عہدنامے کی کتابوں میں آیا ہے لیکن اُن میں سے ۱۰۰ مقاموں میں عالمگیر کلیسیا یا کلیسیائے جامع کی طرف کچھ اشارہ نہیں۔ متّی کی انجیل کے ایک مقام میں اور پولُس کے دو خطوں میں جو اُس کی پہلی قید کے وقت لکھے گئے لفظ کلیسیا اِس عام اور وسیع معنے میں اِستعمال ہُوا ہے۔ باقی سب مقاموں میں کلیسیا سے مسیحیوں کی مقامی جماعتیں مُراد ہے۔ پھر نئے عہدنامے کی کلیسیا کس طرح ایک تھی؟ ایک روز جب مَیں نے ایک مسیحی بھائی سے ذِکر کیا کہ مَیں نئے عہدنامے کی کلیسیا کے مضمون پر ایک درس تیّار کر رہا ہُوں۔ تو اُس نے مجھے کہا کہ آپ اِس عُنوان کو بدل دیجئے اور نئے عہدنامے کی کلیسیا کے بجائے نئے عہدنامے کی کلیسیائیں لکھیں۔ تو موضوع اور زیادہ دُرست ہوگا۔ پولُس نے اِس اِعتراض

کا جواب یُوں دیا "کیونکہ جس طرح بدن ایک ہے اور اُس کے اعضا بہت سے ہیں اور بدن کے سارے اعضا گو بہت سے ہیں مگر تاہم مِل کر ایک ہی بدن ہیں۔ اُسی طرح مسیح بھی ہے" (۱ قرنتی ۱۲: ۱۲)۔ یگانگی سے یہ مُراد نہیں کہ ہم سب کے سب ایک ہی ظاہری جماعت کے شریک ہوں اور ایک ہی اِنتظام اور ایک ہی حکُومت کے ماتحت ہوں۔ نئے عہدنامے کی کلیسیا ایک تھی۔ اِس لئے کہ مسیحی سب کے سب بھائی تھے۔ وہ بھائیوں کی ایک جماعت تھی۔ پطرس اپنے خطوں میں لفظ کلیسیا اِستعمال نہیں کرتا تو بھی مختلف طریقوں پر اِس یگانگی کا ذِکر کرتا ہے مثلاً سب مسیحیوں سے مخاطب ہوکر کہتا ہے کہ "تُم ایک برگزیدہ نسل۔ شاہی کاہنوں کا ایک فرقہ مُقدّس قوم اور ایسی اُمّت ہو جو خُدا کی خاص مِلکیت ہے" (۱ پطرس ۲: ۹) لفظ برادری میں بھی جو اُس نے اِستعمال کیا (۱ پطرس ۲: ۱۷)۔ اِس یگانگی کا اِشارہ پایا جاتا ہے۔ پہلی اور دُوسری صدی میں یہ دو لفظ یعنی کلیسیا اور برادری مترادف تھے۔ پس بھائی اور برادری کے الفاظ کے اِستعمال کئے جانے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ نئے عہدنامے کی کلیسیا ایک تھی۔

پولُس کے خطوں میں یگانگی کی تعلیم

پولُس کے خطوں میں اِس یگانگی کا بہت ذِکر ہے۔ خواہ مسیحی یروشلیم یا دِمشق یا اِفسس یا رُوما کے رہنے والے

تھے۔ پولُس کے نزدیک وہ سب کے سب بھائی اور مُقدّس تھے تھسلنیکی کے مسیحیوں کے لئے خُدا کا شکر کرتا ہے۔ اِس لئے کہ خُدا کی اُن کلیسیاؤں کی مانند بن گئے جو یہُودیہ میں مسیح یسوع میں تھیں۔ جس طرح تھسلنیکی کی کلیسیا خُود بھی خُدا باپ اور خُداوند یسوع مسیح میں تھی (۱ تھسلنیکی ۲: ۱۴- ۱: ۱) قُرنتس کے مسیحیوں کو رسُول سخت ملامت کرتا ہے اِس لئے کہ اُن میں تفرقے پڑ گئے تھے (۱ قرنتی ۱: ۱۲ و ۱۳) اور یگانگی کی ترغیب دے کر اُن کو یاد دلاتا ہے کہ تُم سب کے سب ایک ہی بادشاہت کے وارث (۱ قرنتی ۶: ۹-۱۱) اور کہ مَیں نے ہر جگہ میں ہر کلیسیا کو ایک ہی طرح کی تعلیم دی (۱ قرنتی ۴: ۱۷) اور جو رواتیں مَیں نے کلیسیا کو پہنچائیں اور جو رسم وطریق مَیں نے اُن میں مُقرّر کیئے۔ وہ سب کے سب ایک قسم کے تھے (۱ قرنتی ۷: ۱۷- ۱۱: ۲، ۲۳- ۱۶: ۱)۔

اِس یگانگی کا ایک بڑا ثبُوت

لیکن پولُس کے خطوں میں نہ صرف اِس یگانگی کے اِشارے کیئے گئے بلکہ مسیحی مذہب کی ایک عجیب تاثیر سے بھی وہ ثابت کیا جاتا ہے۔ جو باتیں آدمیوں میں اِختلاف کا باعث ہوتی اور اُن میں نفرت اور دُشمنی اور جُدائیاں پیدا کرتی ہیں۔ اُن کو مسیحی کلیسیا نے دُور کر دیا اور اُن کو جو ایک دُوسرے سے عداوت رکھتے تھے۔ مسیح

میں ایک بنا دیا۔ پولُس اِس تاثیر کا بیان اِس طرح سے کرتا ہے "نہ کوئی یہودی رہا نہ یُونانی نہ کوئی غُلام نہ آزاد۔ نہ کوئی مرد نہ عَورت۔ کیونکہ تُم مسیح یسوع میں ایک ہو (گلاتیوں ۳: ۲۸) وہاں نہ یُونانی رہا نہ یہُودی نہ ختنہ نہ نامختُونی۔ نہ وحشی نہ سکوُتی نہ غُلام نہ آزاد صرف مسیح سب کُچھ اور سب میں ہے (کلسّی ۳: ۱۱) یہ مسیحی کلیسیا کی یگانگی کی ایک ایسی قطعی دلیل ہے۔ جس کی تردید کوئی کر نہیں سکتا

قَومیت کا اِختلاف

جو اِختلافات آدمیوں میں پائے جاتے ہیں وہ اکثر چار قسم کے ہوتے ہَیں یعنے قَومیت کا اِختلاف۔ رسُومات کا اِختلاف۔ جِنسیت کا اِختلاف اور تمدنی حالت کا اِختلاف۔ جو تنفّر اور کینہ صدیوں تک مُختلف قَوموں کے درمیان جوش مارتا رہا۔ اُسکو کوئی بُجھا نہیں سکا۔ کتنی لڑائیاں دُنیا میں اِسی وجہ سے ہوئی ہَیں۔ جب یُورپ کی آخری لڑائی شُروع ہُوئی اور سرکار اِنگلشیہ بلجیم کو جرمنی کے ظُلم سے بچانے کے لئے لڑائی میں شامل ہُوئی۔ تو جرمنی کے ایک شاعر نے ایک گیت لکھا جو عداوت کے گیت (Hymn of Hate) کے نام سے مشہُور ہوگیا ہے۔ اِس گیت کی غرض یہ تھی کہ جرمنی کے لوگوں کے دِلوں میں انگریزوں کی طرف عداوت و تنفّر پیدا کرے۔ وہ گیت

بچوں کو سکھلایا گیا اور لوگ بڑی جوش کے ساتھ عرصے تک اُس کو گاتے رہے۔ آجکل جو دُشمنی انگریزوں اور اہلِ جرمنی کے درمیان پیدا ہو گئی ہے۔ کون بتا سکتا ہے کہ یہ آگ کب بُجھ جائیگی؟ لیکن شاید یہ عداوت بھی اُس عداوت کے برابر نہیں جو یُونانی اور یہُودی ایک دُوسرے سے رکھتے تھے۔ لیکن اِنجیل اِس دُشمنی پر غالب آئی اور یہُودی اور یُونانی دونوں ایک ہی جماعت میں شریک ہو کر خُدا کی عبادت کرنے اور ایک دُوسرے کو بھائی کہنے لگے۔

رسُومات کا اِختلاف — دُوسرا اِختلاف دینی رسُومات سے پیدا ہوتا ہے۔ اکثر لوگ رسموں کی بڑی قدر کرتے ہیں اور کبھی کبھی اپنے مذہب کو رسموں پر محدُود رکھتے ہیں اور جب دُوسرے لوگ اُن کے ساتھ مُتّفق نہیں ہوتے یا جو رسُوم اُنھوں نے مُقرّر کیں نہیں مانتے تو اُن سے عداوت کرنے لگتے ہیں۔ لُوتھر اور زونگل صاحبان کے بیچ میں پاک عشاء کی تعمیل کے ایک لفظ کی نسبت کیسا سخت جھگڑا پیدا ہُوا! لیکن اِن سب جھگڑوں میں وہ جھگڑا جو ختنے کے بارے میں ہُوا۔ سب سے بڑا جھگڑا تھا۔ یہُودی کو غیر قوم والے سے صحبت رکھنی یا اُسکے ہاں جانا ناجائز تھا اور اُسی طرح غیر قوم بھی یہودیوں سے ملنا باعثِ بے عزّتی خیال کرتے

تھے۔ لیکن اِنجیل اِس اِختلاف پر بھی غالب آئی۔ پطرس کرنیلیوس کے گھر میں جاتا اور غیر قوموں کو اِنجیل سُناتا اور اُن کو مسیحیوں کی جماعت میں شریک کرتا ہے۔ آخرکار یروشلیم کی کلیسیا بھی پطرس کے مُونہہ سے اِس عجیب ماجرے کا بیان سُنکر خُوش ہُوئی اور خُدا کی بڑائی کرنے لگی کہ اُس نے غیر قوموں کو بھی زندگی کے لئے توبہ کی توفیق بخشی۔

علمیّت کا اِختلاف — پھر علمیّت میں جو فرق لوگوں میں پایا جاتا ہے۔ اُس سے بھی اِختلاف پیدا ہوتا ہے۔ ہر زمانے میں تعلیم یافتہ لوگ اُن لوگوں کو جو تعلیم سے محرُوم رہے ہیں۔ نظرِ حقارت سے دیکھتے رہے۔ جو تمام ان پڑھ لوگوں سے منسُوب کئے گئے۔ اُن سے یہ نفرت ظاہر ہوتی ہے۔ مثلاً انگریزی میں لفظ بور اور ولین اور اُردُو میں لفظ گنوار اور جاہل۔ لیکن جس حقارت سے رومی وحشیوں اور سکوتیوں کو دیکھتے تھے وہ سب سے بڑھ کر حقارت تھی۔ لیکن کلیسیا ایسے لوگوں کو بھی ایک دُوسرے کے ساتھ ملا دیتی ہے۔ نہ وحشی رہا نہ سکوتی بلکہ مسیح سب کُچھ اور سب میں ہے۔

مدنی اِختلاف — ایک اور اِختلاف بہت بڑا اور زورآور ہے۔ یعنے وہ جو مدنی حالت سے پیدا ہوتا ہے۔ امیر اور غریب۔ حاکم اور محکوم۔

جاگیردار اور کاشتکار۔ مالک اور نوکر وہ ایک دُوسرے سے کِس قدر دُور ہیں۔ ذات پات کے سبب سے جو جُدائیاں اور خرابیاں ہندوستان کے لوگوں میں پیدا ہُوئیں۔ وہ سب کو بخُوبی معلُوم ہیں۔ لیکن جو بے اِنصافیاں اور ظُلم اور بے رحمیاں قدیم زمانوں میں غُلامی کے سبب سے ہُوئیں اُن کے مُقابلے میں ذات کی بُرائی ایک خفیف بات ہے۔ اِس اِختلاف کو بھی مسیحی کلیسیا نے رفع کیا۔ پَولُس ایک بھاگے ہوئے غُلام کو جو مسیح پر ایمان لایا تھا۔ اُس کے آقا فلیمون کے پاس بھیجتا اور فلیمون سے یہ کہتا ہے۔"اب غُلام کی طرح نہیں بلکہ غُلام سے بہتر ہوکر یعنے ایسے بھائی کی طرح رہے جو جسم میں بھی اور خُداوند میں بھی میرا نہایت عزیز ہے اور تیرے لئے اِس سے بھی کہیں زیادہ۔ پس اگر تُو مُجھے شریک جانتا ہے۔ تو اُسے اِس طرح قبُول کرنا جس طرح مُجھے (فلیمون ۱۶ و ۱۷)۔

ایک بڑا مُعجزہ | پس ان سارے اِختلافات کو اِنجیل نے دُور کردیا اور آدمیوں میں میل پیدا کیا اور کینہ اور دُشمنی کو محبت میں بدل دیا۔ سب کے سب مسیح میں بھائی بن گئے۔ وہ جو پیشتر ایک دُوسرے کا خُون پینے کو تیّار تھے۔ اب مسیح میں بھائی ہوکر ایک دُوسرے کو

محبت کا بوسہ دیتے ہیں۔ ہر کہیں بھائیوں کی ایسی مجلسیں قائم کی گئیں اور ہر قوم اور اہلِ زبان سے مرد اور عورتیں اُن میں شریک کئے گئے۔ اُن کے نام اِس عجیب یگانگی پر شہادت دیتے ہیں۔ لُوقا اور تمطاؤس۔ لُدیہ اور اِپفرودِیتُس کلیمنٹ اور یُوؤدیہ اور سنتخے باقی ایمانداروں سمیت جن کے نام کتابِ حیات میں درج ہیں۔ یہ سب کے سب ایک ہی جماعت میں شریک ہوکر خُداوند کی حمد کرتے ہیں۔ رومیوں کے نام کے خط کے آخری باب میں ایمانداروں کی جو فہرست درج کی گئی ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مسیح میں یہ سارے اِختلافات مَوقُوف ہوگئے ہیں۔ فی الواقع یہ رسُولی زمانے کا سب سے بڑا مُعجزہ تھا اور ہر زمانے میں جہاں کہیں اِنجیل قبُول کی جاتی ہے۔ وہاں پر یہ معجزہ پھر وقوع میں آتا ہے۔ پس صاف ظاہر ہے کہ نئے عہدنامے کی کلیسیا ایک تھی۔

افسیوں کے نام کے خط میں یگانگی کی تعلیم | پَولُس کے سارے خطوں میں کلیسیا کی یگانگی کی تعلیم دی گئی لیکن افسیوں کے نام کا خط جو غالباً اُس کے خطوں میں سب سے بڑا ہے۔ خاص طور پر اِس اعلیٰ اور جلالی خیال سے بھرا ہُوا ہے۔ اُس خط میں پَولُس ہمیں وہ ایک نادیدہ کلیسیا

دِکھاتا ہَے جو مسیح کا بدن اور رُوحُ القُدس کی ہیکل ہے اور جو اُس سے معمُور ہَے۔ جو ہر طرح سے سب کا معمُور کرنے والا ہَے۔ اِس باطنی کلیسیا کی یگانگی کا بیان اِس طرح سے کیا گیا ہَے۔ "ایک ہی بدن اور ایک ہی رُوح۔ چُنانچہ تُمہیں جو بُلائے گئے تھے اپنے بُلائے جانے سے اُمید بھی ایک ہی ہَے"۔ نادیدنی کلیسیا کی یگانگی اِن تین باتوں کی بِنا پر ہَے۔ ظاہری کلیسیا کی یگانگی یُوں بیان کی گئی ہَے۔ "ایک ہی خُداوند' ایک ہی اِیمان' ایک ہی بپتسمہ اور سب کا باپ ایک ہی ہَے جو سب کے اُوپر اور سب کے درمیان اور سب کے اندر ہَے"۔ ظاہری اور باطنی کلیسیا کی یگانگی کی تعلیم یہی ہَے۔ جو اِن باتوں میں سے کُچھ نِکالنا چاہتا ہَے۔ وہ یگانگی کی تعلیم کو جو بائبل میں دی گئی گھٹا دیتا ہَے اور جو یگانگی کے مُتعلّق اِن باتوں کے سِوا ہم سے اور بھی باتیں طلب کرتا ہَے۔ وہ بائبل کی تعلیم کو بڑھانے کی کوشش کرتا اور اِنسان کی اِیجاد کی ہُوئی باتیں ہم کو سِکھاتا ہَے۔

اِس یگانگی کے خصائص مذکورۂ بالا بیان سے کسی قدر ظاہر ہُوا ہوگا کہ نئے عہدنامے کی کلیسیا کی یگانگی کِس طرح کی یگانگی تھی۔ اُس کی بڑی خاصیتیں یہ ہَیں (۱) وہ مسیح میں یگانگی ہَے۔ (۲) وہ رُوح کی یگانگی ہَے۔ (۳) وہ ایک ہی اُمید کی

یگانگی ہَے۔ (۴) یہ یگانگی تفرقات کو منسُوخ نہیں کرتی۔ بلکہ اُن کو بھی قائم رکھتی۔ وہ تفرقات ہی میں یگانگی ہَے۔

مسیح میں یگانگی نئے عہدنامے کی کلیسیا مسیح میں ایک تھی۔ کِسی نے کہا کہ پَولُس کے خطوں کی تعلیم دو لفظوں پر مُشتمل ہَے۔ یعنے لفظ "مسیح میں"۔ یہ لفظ پَولُس کے خطوط میں ۱۶۴ دفعہ آتے ہَیں۔ پَولُس کی تعلیم یہ ہَے کہ مسیح میں ہوکر اور اُس کے ساتھ وابستہ ہوکر ہم ایک ہَیں۔ کلیسیا مسیح کا بدن ہَے۔ وہ اُس سے اَیسا تعلّق رکھتی ہَے۔ جَیسا کہ بدن کے اعضا سر سے رکھتے ہَیں۔ یہ تعلُّق ایک زِندہ تعلُّق ہَے۔ اُس کی بُنیاد اور اُس کا مبدا وہ زِندگی ہَے جو بدن کے سارے اعضا میں مَوجُود ہَے اور جو ہر ایک عضو کو سر کے ساتھ مِلا دیتی ہَے۔ یگانگی کا ظہُور میں آنا ضرُور ہَے لیکن اُس کا مبدا ہم دیکھ نہیں سکتے اِس لئے مسیحی خُود کبھی کبھی اِس یگانگی کو محسُوس نہیں کرتے۔ لیکن جِس طرح درخت کی شاخیں باوجُود اِس کے کہ باہر کی طرف بڑھ کر ایک دُوسرے سے دُور ہو جاتی ہَیں۔ تو بھی سب کی سب اُس زِندگی کے سبب جو اُن میں جوش مارتی۔ درخت میں مِل کر ایک ہی درخت بن جاتی ہَیں۔ اُسی طرح مسیحی بھی گو کبھی کبھی اپنی ناوانی اور کوتاہ نظری کے سبب ایک دُوسرے سے دُور ہو جاتے اور ایک

دُوسرے کو نہیں پہچانتے یا قبول کرنے نہیں چاہتے بلکہ کبھی کبھی ایک دوسرے سے حقارت بھی کرتے۔ باوجود اِس افسوسناک کوتاہ نظری کے۔ اگر وہ مسیح سے سچا اور زندہ تعلق رکھتے اور مسیح کی زندگی اُن میں رہتی ہے۔ تو وہ مسیح میں ایک ہوتے ہیں۔ اکثر اِتحاد و اِتفاق پیدا کرنے میں ہم اِس لئے ناکام رہتے ہیں کہ ہم اِنسان میں اور اِنسان کے ذریعے سے یگانگی قائم کرنے کی کوشش کررہے ہیں۔ نہ کہ خُداوند میں۔ بعض لوگ اپنے مسیحی بھائیوں کو کلیسیا سے خارج کرنے چاہتے ہیں اِس لئے کہ تعلیم میں اور اِنتظام میں یا طریقۂ عبادت میں وہ اُن کے ساتھ متفق نہیں ہوتے لیکن یہ محض اُن کی نادانی اور غلط فہمی ہے۔ مسیح نے اپنی کلیسیا کی بُنیاد تعلیم یا اِنتظام یا کسی طریقۂ اِنتظام پر نہیں ڈالی۔ وہ خُود کلیسیا کی بُنیاد ہے اور جو اُس کے ساتھ شریک ہے کوئی اُسے کلیسیا سے خارج نہیں کرسکتا۔ کلیسیا کی یگانگی مسیح میں یگانگی ہے۔

رُوح کی یگانگی پھر وہ رُوح کی یگانگی ہے۔ پُولُس نے افسیوں کو یہ نصیحت کی کہ "تُم اِسی کوشش میں رہو کہ رُوح کی یگانگی صُلح کے بند سے بندھی رہے۔ ایک ہی بدن ہے اور ایک ہی رُوح" (افسی ۴: ۳ و ۴) اور قرنتیوں کو یہ لکھتا کہ "ہم سب نے خواہ یہُودی ہوں خواہ یُونانی

خواہ غُلام خواہ آزاد ایک ہی رُوح کے وسیلے سے ایک بدن ہونے کے لئے بپتسمہ لیا اور ہم سب کو ایک ہی رُوح پلایا گیا" (اقرنتی ۱۲: ۱۳) اعلیٰ سے اعلیٰ یگانگی وہ ہے۔ جو فطرت میں دیکھی جاتی ہے اور جس کا مبدا اور سبب وہ زندگی ہے جو فطرت کی چیزوں میں مَوجُود ہے۔ عمارت میں بھی یگانگی پائی جاتی ہے۔ ہر ایک پتھر دُوسرے پتھر کے ساتھ جُڑا ہُوا ہے۔ عمارت کا ہر ایک حصّہ دُوسرے حصّوں کے ساتھ مِلتا ہے اور یہ ایک ہی خُوبصُورت عمارت ہمارے سامنے نظر آتی ہے۔ جس نے عمارت کو بنایا اُس کے تصوُّر میں بنائے جانے سے پیشتر وہ مَوجُود تھی اور اِس سبب سے وہ ایک ہی بن گئی۔ تو بھی عمارت کی یگانگی ادنیٰ قسم کی یگانگی ہے۔ کیونکہ اُس میں زندگی نہیں جو ہر وقت اُس میں یگانگت قائم رکھے اور اِس لئے وہ اُس یگانگی کے برابر نہیں۔ جو پھُول میں یا درخت میں یا اِنسان کے بدن میں پائی جاتی ہے۔ کلیسیا کی یگانگی پھُول اور درخت اور بدن کی سی یگانگی ہے۔ رُوح القدس جو کلیسیا میں رہتا ہے۔ وُہی اُسکا بانی ہے۔ وہ سارے اعضا کو سر یعنے مسیح کے ساتھ اور ہر ایک عضو کو دوسرے عضو کے ساتھ مِلاکر ایک ہی کلیسیا بنا رہا ہے۔ جو ہر طرح سے پاک اور کامل اور جلالی ہو۔ رُوح کے

کے وسیلے سے ہم سب کے سب مسیح میں ایک ہی خاندان اور ایک ہی بدن میں شامل کیئے گئے ہیں۔ اگر ہم بدن کے کسی عضو کو کاٹ کر بدن سے علیحدہ کریں۔ تو بدن کو بے عزّت کرتے اور اُسے برباد کرتے اور ایک ایسا کام کرتے ہیں جو وضعِ فطرت کے خلاف ہے۔ پس جب کوئی مسیحی اپنے آپ کو یا اپنے بھائیوں کو جو مسیح میں شریک کیئے گئے ہیں مسیح کے بدن سے الگ کرنے کی کوشش کرتا تو یہ محض نادانی نہیں بلکہ سخت گناہ ہے۔ خدا ہم کو اِس گناہ سے بچائے رکھے۔ رُوح القدس کلیسیا میں یگانگی پیدا کرتا ہے۔ جب وہ خُدا کے لوگوں پر نازل ہوتا اور کثرت سے اُن میں رہتا ہے تو یگانگی بھی اُن میں زیادہ نظر آئیگی۔ جہاں اُس کی قلّت ہے وہاں یگانگی کم ہوتی جائیگی اور جب وہ کلیسیا سے علیحدہ ہو جاتا ہے تو یگانگی بالکل موقوف ہو جائیگی۔ پس جو کلیسیا میں یگانگی چاہتے ہیں۔ وہ محض اِس بات کی کوشش نہ کریں کہ ہم مسیحی تعلیم اور اِنتظام اور عبادت میں ایک ہو جائیں بلکہ خُدا سے دُعا مانگتے رہیں کہ اُس کے لوگ رُوح سے معمُور ہوتے جائیں۔ مسیحی کلیسیا کی یگانگی رُوح کی یگانگی ہے۔

اُمید ایک ہے پھر مسیحی کلیسیا اِس لیئے بھی ایک ہے کہ "ہمیں جو بُلائے

گئے تھے ہمارے بُلائے جانے سے اُمید بھی ایک ہی ہے"۔ ہمارے بُلاوے کی اُمید ایک ہی ہے اور اِس اُمید کے سبب سے کلیسیا ایک ہوتی ہے۔ خُدا کے لوگوں کا خاندان اُن سب خاندانوں سے جو زمین پر ہیں ایک بات کے بارے میں بالکل مُتفرّق ہے۔ ہمارا خاندان جو زمین پر ہے۔ جس وقت وہ بنایا جاتا اور جب تک بچّے چھوٹے ہیں۔ تب تک اُس کی یگانگی قائم رہتی ہے۔ لیکن جب بچّے بڑے ہو جاتے تو خاندان پُورا خاندان نہیں رہتا۔ جب اُس کے پہلے حال کا خیال کیا جاتا تو وہ خاندان معلُوم ہوتا ہے۔ لیکن جب بچّے گھر چھوڑ کر شادی کر لیتے ہیں تو وہ مُختلف خاندانوں میں مُنقسم ہوتے ہیں۔ لیکن کلیسیا کا حال اور طرح کا ہے۔ اِس وقت اُس کے شُرکا ساری زمین پر تتّر بتّر کیئے ہوئے ہیں۔ اِسرائیل کے بارہ قبیلوں کی مانند جو جا بجا رہتے ہیں لیکن ایک ہی اُمید اُن کے سامنے رکھی ہُوئی ہے (عبرانی ۶ : ۱۸) وہ ایک بہتر مُلک ایک پائدار شہر اور باپ کے گھر جو آسمان پر ہے۔ اُس کے مُنتظر رہتے ہیں۔ جہاں کہ وہ سب کے سب مل کر اپنے خُداوند کے ساتھ ہمیشہ تک رہینگے۔ یہ اُمید اُن پر بڑا اثر کرتی ہے اور اُن کو اِس ہی دُنیا میں ایک دُوسرے کے ساتھ مِلاکر ایک کر دیتی ہے۔ اپنے بُلاوے کی اُمید کے سبب مسیحی ایک ہیں

متفرقات میں یگانگی

اِس یگانگی کی آخری خاصیت یہ ہے کہ وہ مُتفرقات کو منسوخ نہیں کرتی بلکہ اُن کو قائم رکھتی ہے۔ وہ مُتفرقات میں یگانگی ہے۔ جو یگانگی خُدا پیدا کرتا ہے۔ وہ اِس طرح کی یگانگی ہے یعنے اُس میں بہت سے تفرقات پائے جاتے ہیں۔ فطرت کی چیزوں میں جو یگانگی ہے وہ ایسی ہے۔ درخت کی ہر ایک شاخ اور ہر ایک پتّی مُتفرق ہوتی ہے۔ تو بھی وہ سب کی سب ایک ہی درخت میں شامل ہیں اور اُن کے مِلنے سے درخت کی یگانگی پیدا ہوتی ہے۔ بدن کا بھی یہی حال ہے۔ اعضا تو بہت سے ہیں لیکن بدن ایک ہی ہے۔ جس قدر کسی چیز میں مُتفرقات زیادہ ہوتے ہیں۔ اُسی قدر زیادہ اُس کی یگانگی بھی اعلیٰ قسم کی یگانگی ہوتی ہے۔ کلیسیا کی یگانگی اِس طرح کی یگانگی ہے۔ "اِسی طرح تُم مِل کر مسیح کا بدن ہو اور فرداً فرداً اعضا ہو" (۱ قرنتی ۱۲: ۲۷) بعض لوگ یگانگی کو غلط طَور سے سمجھ کر کلیسیا میں تفرقات کو بالکل مَوقُوف کرنا چاہتے اور مسیحیوں کو اور مسیحی کلیسیاؤں کو سب کی سب ایک ہی سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ لیکن اِس کو یگانگی نہیں بلکہ یکسانی کہنا چاہئے۔ یگانگی اور یکسانی میں بہت فرق ہے۔ آپ دس چوکیاں یا کوئی اور اَیسی چیزیں اِس طرح سے بنوا سکتے

ہیں کہ وہ بالکل یکساں ہوں۔ لیکن یکساں ہونے کے سبب وہ کبھی ایک نہیں ہونگی۔ کُل دُنیا میں اَیسے دو آدمی آپ کو نہ ملینگے جو بالکل یکساں ہوں۔ تو بھی بنی نوع اِنسان ایک ہیں۔ کلیسیا کا بھی یہی حال ہے۔ اِنسان کی عقل یکسانی نہیں چاہتی اور نہ اُس کے دیکھنے سے خُوش ہوتی بلکہ مُتفرقات جن میں یگانگی بھی ہو اُسے دیکھنے چاہتی ہے۔ کلیسیا میں مُتفرقات کی ضرُورت ہے اور اعلیٰ سے اعلیٰ یگانگی اُس کے سبب سے پیدا ہوتی ہے۔ پَولُس نے اِس حقیقت کو اپنے خطوں میں صاف صاف ظاہر کیا ہے۔ "نعمتیں طرح طرح کی ہیں مگر رُوح ایک ہی ہے اور خدمتیں بھی طرح طرح کی ہیں مگر خُداوند ایک ہی ہے اور تاثیریں بھی طرح طرح کی ہیں مگر خُدا ایک ہی ہے جو سب میں ہر طرح کا اثر پیدا کرتا ہے" (۱ قرنتی ۱۲: ۴-۶)۔ پس ہم اِس ہی کوشش میں رہیں کہ "رُوح کی یگانگی صُلح کے بند سے بندھی رہے اور اُس وقت تک کوشش کرتے رہیں جب تک ہم سب کے سب خُدا کے بیٹے کے اِیمان اور اُس کی پہچان میں ایک نہ ہوئیں اور کامل اِنسان نہ بنیں یعنے مسیح کے پُورے قد کے اندازے تک نہ پہنچیں" (افسی ۴: ۳ و ۱۳)۔

پانچواں باب

نئے عہدنامے کی کلیسیا ایک دیدنی جماعت ہے

"تم دُنیا کے نُور ہو۔ جو شہر پہاڑ پر بسا ہُوا ہے۔ وہ چھپ نہیں سکتا اور چراغ جلاکر پیمانہ کے نیچے نہیں ہیں بلکہ چراغدان پر رکھتے ہیں۔ تو اُس سے گھر کے سب لوگوں کو روشنی پہنچتی ہے"۔ متی ۵: ۱۴-۱۵

"تاکہ تم بےعیب اور بھولے ہوکر ٹیڑھے اور کجرو لوگوں میں خُدا کے بےنقص فرزند بنے جن کے درمیان تم دُنیا میں چراغوں کی طرح دکھائی دیتے ہو اور زندگی کا کلام پیش کرتے ہو"۔ فلپیّ ۲: ۱۵و۱۶

وہ سات چراغدان سات کلیسیائیں ہیں۔ مُکاشفات ۱: ۲

مسیحی مذہب خاص تواریخی واقعات پر مبنی ہے

مسیحی مذہب کس کو کہتے ہیں اور ہم کس طرح اُس کی تعریف کریں؟۔ اِس سوال کا جواب مُختلف طریقوں پر دیا جاسکتا ہے۔ بعض کہینگے کہ مسیحی مذہب خاص واقعات پر مُنحصر ہے۔ جو دُنیا میں سرزد ہُوئے یعنی جو مُخلصی خُدا نے ہم کو مسیح کے وسیلے سے بخشی۔ اُس کے متعلق

واقعات پر۔ خاصکر مسیح کی زندگی پر اور اُن عجیب کاموں پر جو اُس نے دُنیا میں رہتے ہُوئے کئے اور اُس کی موت اور اُس کے جی اُٹھنے اور رُوح القدس کے نازل ہونے اور رسُولوں کے کاموں پر۔ مسیحی مذہب ہندو مذہب کی طرح محض ایک فلسفہ نہیں اور نہ آدمیوں کے خیالوں پر مشتمل ہے اور نہ رسُومات کا ایک مجمُوعہ ہے۔ بلکہ وہ بڑی حقیقتوں پر مبنی ہے۔ ایسے تواریخی واقعات پر جو سچ مُچ وقُوع میں آئے اور سب پر بخُوبی ظاہر ہوسکتے ہیں۔ پُولُس نے اگرپہ کے سامنے شہادت دیکر اُس سے کہا "اِن باتوں میں سے کوئی تُم سے چھپی نہیں۔ کیونکہ یہ ماجرا کونے میں نہیں ہُوا" (اعمال ۲۶: ۲۶)۔ مسیحی مذہب کے بڑے واقعات کا اِنکار کوئی نہیں کرسکتا اور جب یہ واقعات بخُوبی ثابت ہوگئے تو مسیحی مذہب کی حقیقت بھی ثابت ہوگئی۔

مسیحی مذہب عقائد کا ایک مجمُوعہ ہے

پھر یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ مسیحی مذہب سے چند خاص عقائد یا مسئلے اور تعلیمات مُراد ہیں۔ جب ہم مسیحی مذہب کا ذکر کرتے ہیں تو وہ تعلیم ہماری نظروں کے سامنے پھر جاتی ہے جو خُداوند یسُوع مسیح اور اُس کے رسُولوں نے دی جو اِس تعلیم کو مانتے اور ان عقیدوں کا اقرار کرتے ہیں۔ وُہی مسیحی کہلاتے ہیں۔

مسیحی مذہب سے زندگی بھی مُراد ہے

یہ دونوں باتیں صحیح اور دُرست ہیں۔ لیکن ہمارے سوال

میں آتی ہے۔ تو نادیدنی کلیسیا بیرونی صُورت کو اِختیار کرتی اور ظاہری کلیسیا دیکھنے میں آتی ہے۔

حال کی اور زمانۂ اِستقبال کی کلیسیا

دُنیا کی ہرایک شئے اچھّی ہو یا بُری اِختیار کرتی ہے۔ ایک زمانۂ حال کی صُورت ہے یعنے جو کُچھ وہ اب ہے اور دُوسری زمانۂ اِستقبال کی صُورت یعنے جو کُچھ وہ بعد میں بن جائیگی۔ دُوسری صُورت اب تک دیکھنے میں نہیں آئی۔ لیکن ہمارے تصوُّر میں وہ مَوجُود ہے اور جو کُچھ وہ بعد میں بن جائیگی۔ وُہی فی الواقع ہمارے تصوُّر میں وہ اب بھی ہے۔ ہم خُدا کے فرزند ہیں تَو بھی بےپالک ہونے کی راہ دیکھتے ہیں (۱ یُوحنّا ۳: ۲ رُومی ۸: ۲۳) ہم کو مخلصی حاصِل ہوئی ہے (کُلسّی ۱: ۱۴) لیکن پھر بھی ہماری مخلصی نزدیک آرہی ہے (لُوقا ۲۱: ۲۸) اُس نے ہم کو نجات دی (طِطُس ۳: ۵) تَو بھی ہم کو یہ حُکم دیا گیا ہے کہ ڈرتے۔ کانپتے ہُوئے اپنی نجات کا کام کئے جاؤ (فلپّی ۲: ۱۲) کلیسیا کا بھی یہی حال ہے۔ ایک کلیسیا وہ ہے جو ابھی ہماری نظر میں ہے اور ایک کلیسیا وہ ہے جو آیندہ زمانوں میں ظاہر ہو جائیگی اور حقیقی کلیسیا زمانۂ اِستقبال کی کلیسیا ہے۔ یہ وہ جلال والی کلیسیا ہے۔ جِس کے بدن میں داغ یا جُھرّی یا کوئی اور ایسی چیز نہ ہوگی۔ بلکہ پاک اور بے عَیب ہوگی۔ یہ

کلیسیا بھی خُدا کے سامنے مَوجُود ہے۔ اور خُدا ہر وقت اُسے دیکھ رہا ہے۔ جِس طرح یروشلم سے اُس نے کہا باوُجُود اِس کے کہ وہ اُس وقت ویران پڑا ہُوا تھا "تیری شہر پناہ ہمیشہ تک میرے سامنے ہے"۔ اُسی طرح آجکل بھی وہ اُس کامِل کلیسیا کو جو ہونے والی ہے۔ ہر وقت دیکھتا ہے اور اِیمان کے وسیلے سے ہم بھی اُس کلیسیا کو ہر وقت دیکھ سکتے ہیں۔

مخفی چیز اور تصوُّر کی ہوئی چیز کو ظہُور میں لانا چاہئے

لیکن جو چیز اَن دیکھی اور مخفی ہے اور جو اِس وقت ہمارے تصوُّر میں مَوجُود ہے۔ جس کو ہم گویا رویا کے ذریعے سے دیکھ رہے ہیں وہ اِس لئے ہم پر ظاہِر کی گئی ہے کہ ہم اُس کو ظہُور میں لائیں اور دُنیا پر ظاہِر کریں۔ جو حُکم مسیح نے اپنے شاگردوں کو دیا اُس کے معنی یہی ہیں۔ "تُم دُنیا کے نُور ہو جو شہر پہاڑ پر بسا ہُوا ہے۔ چھپ نہیں سکتا"۔ اور یہ پَولُس کا بھی خیال تھا۔ جب اُس نے فلپّی کے مسیحیوں کو لِکھا کہ "تُم بے عَیب اور بھولے ہوکر ٹیڑھے اور کج رَو لوگوں میں خُدا کے بے نُقص فرزند بنے رہو۔ جِن کے درمیان تُم دُنیا میں چراغوں کی طرح دِکھائی دیتے ہو اور زِندگی کا کلام پیش کرتے رہو"۔ چاہئے کہ مسیحیوں کی ہرایک جماعت اُس شہر کی مانند ہو جو پہاڑ پر بسا ہُوا ہے اور دُنیا میں ایک چراغ کی مانند ہے۔ وہ اُسی وقت ایک ایسا چراغ

بن جائیگی۔ جبکہ وہ خُدا کا کلام ہاتھ میں اُٹھا کر پیش کریگی۔

پَولُس ایک دانا معمار تھا

پس خُدا کی کلیسیا جو پاک اور کامل اور جلالی ہے۔ جس کے شُرکا مسیح کے ساتھ اور ایک دُوسرے کے ساتھ شراکت رکھتے ہیں اور جو ایک ہے ضرور ہے کہ وہ اپنے تئیں دُنیا پر ظاہر کرے۔ خُدا کی مرضی یہی ہے۔ یہی اُس کا حُکم ہے۔ جب ہم اِس حُکم پر عمل کرتے اور اُس فرض کو انجام دیتے ہیں تو خُدا کا جلال ظاہر ہو جائیگا اور دُنیا ایمان لائیگی بیشک خُدا اپنی کلیسیا کو بنا رہا ہے۔ لیکن ہماری بھی بڑی ذِمہ داری ہے۔ خُدا اپنے اِس مقصد کو انجام دینے کے لِئے آدمیوں کو اپنا وسیلہ بناتا ہے۔ چُنانچہ پَولُس قرنتیوں کو لِکھ کر یہ کہتا ہے کہ "ہم خُدا کے ساتھ کام کرنے والے ہیں۔ تُم خُدا کی کھیتی اور خُدا کی عمارت ہو میں نے اُس تَوفیق کے مُوافق جو خُدا نے مجھے بخشی۔ دانا معمار[لہ] کی طرح نیو رکھّی اور دُوسرا اُس پر عمارت اُٹھاتا ہے۔ پس ہر ایک خبردار رہے کہ کَیسی عمارت اُٹھاتا ہے (۱ قرنتی ۳: ۹-۱۱) جب پَولُس اپنے آپ کو ایک دانا معمار

لہ یُونانی میں لفظ **آرکی ٹیکٹون** انگریزی لفظ آرکی ٹیکٹ اُس سے مُشتق ہے۔ لیکن یُونانی لفظ سے آرکی ٹیکٹ یعنے نقشہ نویس اور میر عمارت نہیں بلکہ عمارت کا سپرنٹنڈنٹ یا اوورسیئر مُراد ہے۔ میر عمارت خُدا ہے۔ عمارت کا نقشہ اُس نے تیار کیا اور ہمارا کام یہ ہے کہ اِس نقشے کے مُطابق عمارت کو اُٹھائیں۔

کہتا ہے تو بیجا فخر نہیں کرتا۔ وہ ایک اِلہامی شخص اور دانا معمار تھا اور جو پَولُس اور اُس کے ہم خدمتوں کی طرح مُختلف جگہوں میں کلیسیا کی عمارت کو اُٹھا رہے ہیں اُن کو لازِم ہے کہ غور کے ساتھ پَولُس کے اُن طریقوں کا مُطالعہ کریں جن سے اُس نے اِس بڑے کام کو انجام دِیا۔ دو تین صدیوں تک کلیسیا پَولُس کے طریقوں پر کام کرتی رہی۔ تیسری صدی کے بعد پَولُس کے طریقوں کو چھوڑ کر بُت پرست رُومی سلطنت کے اِنتظام کو پسند کرنے لگی اور اِسی وجہ سے کلیسیا صدیوں تک اپنے اعلیٰ مقصد کو انجام دینے میں قاصِر رہی۔

ایک غلطی

اب ہم دریافت کیا چاہتے ہیں کہ پَولُس کے طریقے کیا تھے۔ پہلی بات جو قابل غور یہ ہے کہ گو پَولُس نے مسیحیوں کی ایک کلیسیا کو قائم کرنے اور اُن میں اِتحاد و یگانگی قائم کرنے کی بڑی کوشش کی توبھی اُس آزادی کو جس سے مسیح نے ہمیں آزاد کیا۔ بیرُونی اِتحاد و یگانگی کو قائم رکھنے کی خاطِر ہاتھ سے جانے نہ دِیا۔ بعض یہُودی مسیحی غیر قوم مُریدوں کو مُوسوی شریعت اور ختنے کی رسم کے ماننے پر مجبُور کرنے چاہتے تھے۔ وہ یہ خیال کرتے تھے کہ عہدِ عتیق کی کلیسیا کا سلسلہ اِس طرح سے قائم رکھا جاتا ہے۔ لیکن پَولُس نے اُن کے تابع رہنا گھڑی بھر بھی

منظور نہ کیا تاکہ خوشخبری کی سچائی قائم رہے۔ اُس نے جان لیا کہ نئے عہد کی کلیسیا موسوی شریعت کی رسموں سے آزاد ہے اور وہ ایک عالمگیر کلیسیا ہے۔ اُس کی یگانگی رسموں کے ایک بیرونی سلسلے پر موقوف نہیں بلکہ وہ ایک رُوحانی یگانگی ہے اور صرف ایمان کے ذریعے سے آدمی اس کلیسیا میں شریک ہونے کے حقدار ہوتے ہیں۔ پس اُس نے بڑی جانفشانی کے ساتھ کوشش کی کہ مسیحی لوگ رسموں کی اِس غلامی سے بچائے جائیں۔ ورنہ عالمگیر کلیسیا کے بجائے۔ مسیحیوں کی جماعت زمانۂ ماضی کا گویا ایک یہودی فرقہ رہتی۔ جو لوگ آجکل رسُولوں یا اُسقفوں کے ایک بیرونی سلسلے پر بہت زور دیتے اور گویا مسیحی کلیسیا کی بِنا اِس سلسلے پر رکھنے کی کوشش کرتے۔ وہ فی الواقع اُن مختونوں کی طرح مسیحی آزادی ہم سے چھین لینا اور ہم کو رسُولوں کی غُلامی تلے لانا چاہتے ہیں۔ ہم پر فرض ہے کہ ہندوستان میں مسیحیوں کو اِس خطرے سے آگاہ کریں اور اِنجیل کی سچائی کو باہمی یگانگی پر قربان نہ کریں۔

پولُس نے مقامی جماعتوں کو کِس طرح سے قائم کیا

اب ہم دیکھیں کہ پولُس نے کِس طرح کلیسیا کو ظہور میں لانے اور مسیحیوں میں یگانگی قائم رکھنے کی کوشش کی۔ پہلے پہل اُس نے ہر کہیں مقامی جماعتیں قائم کیں۔ اگر ہم ہندوستان میں

بھی کلیسیا کی یگانگی کو دُنیا پر ظاہر کرنا چاہتے تو ضرور ہے کہ جہاں کہیں لوگ مسیح پر ایمان لاتے ہیں وہاں پر مسیحیوں کی ایک جماعت بنائیں۔ جس کے شُرکا مِل کر خُدا کی عبادت کریں۔ رُوحانی باتوں میں ایک دُوسرے کی ترقی کے باعث ہوویں اور مسیح کی بادشاہت کے پھیلانے میں کوشش کریں۔ پولُس نے ایسا ہی کیا۔ چار خطوں کو چھوڑ کر باقی سب خط مقامی جماعتوں کے پاس بھیجے گئے۔ جو اُس نے قائم کی تھیں۔ شخصی خطوں میں بھی ایسی کلیسیاؤں کا ذِکر ہے اور وہ اپنے ہم خدمتوں کو ہدایت کرتا ہے کہ خُدا کے گھر یعنے زندہ خُدا کی کلیسیا میں کیونکر برتاؤ کرنا چاہئے۔ یہ کلیسیائیں دیدنی جماعتیں تھیں۔ اُن میں سے بعض شُمار کے لحاظ سے بڑی تھیں اور بعض بہت چھوٹی تھیں۔ ایسا معلُوم ہوتا ہے کہ روما شہر میں اگرچہ مسیحی بہت تھے۔ تو بھی کوئی منتظمہ کلیسیا اب تک قائم نہ کی گئی تھی۔ لیکن کئی ایک مسیحیوں کے گھروں میں کلیسیائیں قائم ہوگئی تھیں۔ مثلاً اَکوِلہ اور پرسقلا کے گھر میں اور اَرِستُس اور ہرمیس اور فِلُگُس کے گھروں میں (رومیوں ۱۶- ۵: ۱۱و۱۴و۱۵) (۱ قرنتھی ۱۶: ۱۹) اور نُمفاس اور فلیمون کے گھر میں بھی (کلسیوں ۴: ۱۵- فلیمون ۲ آیت) ایسی کلیسیائیں تھیں جس سے یہ معلُوم ہوتا ہے کہ جب منتظمہ جماعت بنانے کا موقعہ ملا تو گھر میں ایک مسیحی جماعت قائم کی گئی

رسولی قواعد و قوانین کے سرچشمے

دُوسری صدی کی ایک تصنیف ہے جو رسولی قواعد و قوانین کے سرچشمے کے نام سے مشہور ہے۔ اُس میں یہ بیان ہے کہ اگر کسی جگہ میں مسیحیوں کے بارہ خاندان ہوں تو وہ خُود بغیر بیرُونی اِمداد کے اپنی اپنی ایک جماعت قائم کریں اور اگر ایسے بارہ خاندان نہ ہوں تو وہ اُن کے قریب کی ایک جماعت سے درخواست کریں کہ وہ تین لائق آدمیوں کو چُن کر اُن کے پاس بھیجے تاکہ پاسبان کے اور عُہدیداروں کے اِنتخاب کرنے میں اُن کی مدد کریں۔ پس خواہ مسیحی تھوڑے تھے یا بہت اُن پر فرض تھا کہ ہر ایک جگہ میں ایک مسیحی جماعت کو قائم کریں۔ آجکل بھی ہندوستان میں اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمارا کام پائدار ہو تو اِس طریقے پر عمل کرنا چاہئے۔ یہ کافی نہیں کہ آپ نے کسی جگہ میں اِنجیل سُنائی اور چند لوگ اِیمان لائے اور اُنہوں نے بپتسمہ لیا جب تک آپ نے وہاں پر ایک مسیحی جماعت قائم نہ کی۔ تو یہ سمجھئے کہ آپ کے کام میں اب تک کُچھ پائداری نہیں اور نہ اُس کا مقصد پُورا ہُوا ہے۔

نیک چالی سے اپنی مسیحیت کو ظاہر کرنے کی ضرورت

پھر جس بات پر پَولُس نے سب سے زیادہ زور دیا وہ یہ تھی کہ یہ جماعتیں اپنی زندگی سے اور اپنے نیک

چال چلن سے اپنی مسیحیت کو دُوسروں پر ظاہر کریں (فلپیوں ۲:۱-۵-۱: ۹ سے ۱۱کلیسوں ۳: ۱۲ سے ۱۷) مسیح کی طرح پَولُس کو اِس بات کی کم فِکر تھی کہ بھیڑ سالے کیسے بنیں اُس کو زیادہ تر بھیڑوں کی فِکر تھی کہ وہ اُس ایک چرواہے کے پاس ایک ہی گلّے میں اکٹھی کی جاویں اور ہروقت اُس کی نگرانی میں رہیں۔ اُس نے کسی خاص اِنتظام کا حُکم نہیں دیا اور نہ یہ تعلیم دِی کہ ہم ایسے اِنتظام کے وسیلے سے اپنی مسیحیت کو دُنیا پر ظاہر کریں۔ جِتنی جماعتیں اُس نے قائم کیں وہ سب کی سب خُود مختار جماعتیں تھیں۔ ایک جماعت دُوسری جماعت کے ماتحت نہ تھی۔ صرف ایک بات پر اُس نے زور دیا یعنے اِس بات پر کہ وہ سب بھائی ہیں اور سب کو بھائی جان کر ایک دُوسرے سے محبت رکھیں جِتنے بھائی کسی مقامی جماعت میں شامل ہوں سب کے سب آپس میں شراکت رکھیں۔ اِسی طرح ہر ایک علاقے کی جماعتیں آپس میں شراکت رکھیں۔ غیر قوم جماعتوں پر فرض تھا کہ مادری کلیسیا سے جو یروشلم میں تھی برادرانہ محبت رکھیں۔ پَولُس بیان کرتا ہے کہ جب یعقوب اور کیفا اور یُوحنّا نے اُس توفیق کو معلوم کیا جو مُجھے مِلی تھی تو اُنہوں نے مُجھے اور برنبا کو شراکت کا دہنا ہاتھ دِیا تاکہ ہم

غَیر قَوموں کے پاس جائیں اور وہ مختونوں کے پاس (گلتی ۲: ۹) اُن کا ایک ہی خُداوند تھا اور وہ سب کے سب بھائی تھے۔ اِبتدائی کلیسیا کی تصنیفات میں اِس عالمگیر برادری کا بہت ذِکر آتا ہے۔

پَولُس کا اپنی تعلیم پر عمل کرنا پَولُس نے نہ صِرف اِن باتوں کی تعلیم دی۔ بلکہ اُس نے اُس پر ہروقت عمل بھی کیا۔ پَولُس یروشلم کی کلیسیا کے اُن بزرگوں سے جو اُس سے پیشتر مسیح میں تھے بڑے ادب کے ساتھ مِلتا اور اُن کی تعظیم کرتا تھا۔ یروشلم کے غریب مُقدّسوں کے لئے وہ فِکرمند رہا اور اُس نے اُن کی حاجتوں کو رفع کرنے کی بڑی کوشش کی (اعمال ۱۱: ۳۰-۱۲: ۲۵) جب کلیسیاؤں کے پاس خط بھیجتا ہے۔ تو یہ درخواست کرتا ہے کہ وہ جماعت کے سارے شُرکا کو سُنائے جائیں اور کبھی کبھی دُوسری جماعتوں کے پاس بھیجنے کا حُکم بھی دیتا ہے (کُلسّی ۴: ۱۶) جب یہ سُننا کہ فُلاں فُلاں کلیسیا بھائیوں سے برادرانہ محبّت رکھتی تو اُس کو کِس قدر خُوشی حاصل ہوتی ہے۔ پہلا تسلونیکی ۴: ۹-۱۱ ایک کلیسیا کی طرف سے دُوسری کلیسیا جن کے پاس سلام بھیجتا ہے اور واحد شخصوں کی طرف سے بھی اور اپنے ہمخِدمتوں کی طرف سے سلام اور پیغام بھیج دیتا ہے (رُومی ۱۶: ۱۶- ۱ قُرنتی ۱۶: ۱۹ رُومی ۱۶: ۲۱-۲۳- گلتی ۱: ۲-

فلپّی ۴: ۲۱ و ۲۲ کُلسّیوں ۱۱ و ۲)۔ اِن سب باتوں سے معلُوم ہوتا ہے کہ وہ ہروقت اِس بات کی کوشش میں رہا کہ مسیحیوں کی ایک عالمگیر برادری قائم کرے اور اُسے دُنیا پر ظاہر کرے۔

کلیسیاؤں کے مجمُوعے پَولُس کی حِکمت ایک اور بات سے ظاہر ہوتی ہے۔ یعنے اِس بات سے کہ اُس نے عِلاقوں کی جماعتوں کو ایک ایک مجمُوعہ میں شامِل کِیا تاکہ وہ سب مِل کر ایک ہی برادری بنیں اور ایک دُوسرے کو رُوحانی فوائد پہنچا دیں۔ ہر ایک عِلاقے میں ایک مرکزی جماعت تھی اور باقی جماعتیں اُس کے ساتھ شریک کی گئیں۔ مثلاً قُرنتس کی کلیسیا اخایہ کی کلیسیاؤں کا مرکز (۲ قُرنتی ۱: ۱) اور اِفسس آسیہ کی کلیسیاؤں کا مرکز تھی۔ ۱ قُرنتی ۱۶: ۱۹- اعمال ۱۹: ۱۰۔ بہت سی کلیسیائیں اِس آخری مجمُوعے میں شامِل تھیں۔ یعنے سمرنہ - پرگمُس - تواتیرہ - سار دیس - فلاڈلفیہ اور لاودیکیہ اور تروآس اور وادیٔ لوکس کی کلیسیائیں اور یہ سب کی سب آسیہ کی کلیسیائیں کہلائیں - مقدُونیہ کی کلیسیا کا مرکز تھسلونیکی تھا (۱ تسلونیکی ۴: ۱۰) گلتیہ کی کلیسیاؤں کا بھی ایک مجمُوعہ تھا لیکن معلُوم نہیں کہ اُن کی مرکزی کلیسیا کَون سی کلیسیا تھی۔ ۱ قُرنتی ۱۶: ۱-

ایک ہی کلیسیا جس میں یہودی اور غیر اقوام دونوں شریک تھے

پولُس غیر قوموں کا رسُول تھا اِس لئے ہر وقت غیر قوم کلیسیاؤں کی خدمت میں مشغُول رہا۔ لیکن ساتھ اِس کے اُس نے یروشلم اور یہودیہ کی کلیسیاؤں کو بھی فراموش نہیں کیا۔ بلکہ یہ حکم دیا کہ غیر قوم والی کلیسیائیں۔ یہودیہ کی کلیسیاؤں کے ساتھ میل و ملاپ رکھیں۔ مسیحی کلیسیا اُس کے خیال میں ایک ایسی کلیسیا تھی۔ جس میں یہودی اور غیر قوم دونوں شریک ہوں اور مل کر ایک بن جائیں۔ چُنانچہ قرنتیوں کو یہ نصیحت کرتا ہے کہ "تم نہ یہودیوں کے ٹھوکر کے باعث بنو نہ یُونانی کے نہ خُدا کی کلیسیا کی"۔ ا قرنتی ۱۰: ۳۲۔ اور پھر یہ بھی لکھتا کہ "ہم سب نے خواہ یہودی ہوں خواہ یُونانی خواہ غُلام خواہ آزاد ایک ہی رُوح کے وسیلے سے ایک بدن ہونے کے لئے بپتسمہ لیا اور ہم سب کو ایک رُوح پلایا گیا"۔ ا قرنتی ۱۲: ۱۳۔

چندے کا اِنتظام

آخرکار اپنی زندگی کے خاتمے کے قریب پولُس ایک بڑی خدمت میں مشغُول ہُوا۔ جس کا خاص مقصد یہ تھا کہ وہ اُس بدگمانی کو جو یروشلم کے بھائی غیر قوم والی کلیسیاؤں کی طرف رکھتے تھے رفع ہوجائے اور دونوں ایک دوسرے کے ساتھ مِلائے جائیں۔ یہ خدمت وہ چندہ تھا۔ جو اُس نے غیر قوم کلیسیاؤں یعنے مقدونیہ۔ اخایہ۔ آسیہ اور گلاتیہ کی

کلیسیاؤں سے جمع کیا اور خاص شخصوں کے ساتھ جو اِن کلیسیاؤں کی طرف سے چُنے گئے تھے۔ یروشلم میں پہنچا دیا اِس خدمت کی غرض وہ خُود بتاتا ہے۔ "کیا تو رضامندی سے مگر وہ اُن کے قرضدار بھی ہیں۔ کیونکہ جب غیر قومیں رُوحانی باتوں میں اُن کے شریک ہوئیں تو لازم ہے کہ جسمانی باتوں میں اُنکی خدمت کریں"۔ رومی ۱۵: ۲۷۔ یعنے مسیحی کلیسیا میں ہم سب کے سب بھائی ہیں اور ساری چیزوں میں شریک ہیں اور یہ شراکت اِس چندے کے ذریعے سے ظہور میں آئی۔

بارہوں کے طریقے

اعمال کی کتاب کے مُطالعہ کرنے سے معلُوم ہوتا ہے کہ بارہوں کے طریقے پولُس کے طریقوں سے کچھ مُتفرق نہ تھے۔ جب اُن کے پاس خبر پہنچی کہ فلاں جگہ میں لوگ اِیمان لائے۔ تو اپنی طرف سے ایلچیوں کو اُس امر کے دریافت کرنے کے لئے بھیج دیا۔ چُنانچہ پطرس اور یُوحنّا سامریہ کو اور برنبا انطاکیہ کو اِسی غرض سے بھیجے گئے۔ اُنہوں نے اِن نو مُریدوں کی جانچ کس بات سے کی؟۔ کیا کیا ثبُوت اُن سے طلب کئے پیشتر اُس سے کہ اُن کو اپنے ساتھ کلیسیا میں شریک کیا؟ وہ ثبوت یہ تھا کہ آیا اُن میں رُوح القُدس کا پھل نظر آتا ہے یا نہیں۔ جو بات انطاکیہ میں واقع ہوئی اُس پر غور کیجئے۔ وہاں پر انجیل سُنائی گئی تھی۔ معلُوم نہیں کہ کس نے سُنائی۔ صاف ظاہر ہے کہ رسُولوں میں سے

کوئی انطاکیہ میں نہ آیا تھا۔ نہ تو اُنہوں نے کسی کو وہاں بھیجا تھا۔ بغیر اُن کی مدد کے وہاں پر ایک مسیحی جماعت مَوجُود تھی۔ اُس کے قائم کیئے جانے کا بیان کسی نے نہیں لکھا۔ اُس کی تاریخ سے ہم ناواقف ہیں۔ جب رسُولوں کے پاس اِس بات کی خبر پہنچی تو کلیسیا قائم ہو چُکی تھی۔ یروشلم کی طرف سے جو ایلچی بھیجا گیا۔ جب وہ انطاکیہ میں پہنچا اور حال کو دریافت کیا۔ تو اُس کو کیونکر اِس بات کا یقین ہُوا کہ یہاں پر خُدا کی ایک کلیسیا قائم ہو گئی ہے اور ہم کو لازِم ہے کہ اِن بھائیوں کو اپنے ساتھ شریک کریں؟ اِنتظام کا کُچھ ذِکر نہیں عقیدوں کا کُچھ ذِکر نہیں کسی رسُولی سِلسلے کا کُچھ ذِکر نہیں۔ صرف یہی لکھا جاتا ہے کہ "برنبا وہاں پہنچکر اور خُدا کا فضل دیکھکر خُوش ہُوا اور اُن سب کو نصیحت کی کہ دِلی اِرادے سے خُداوند سے لپٹے رہیں۔ کیونکہ وہ نیک مرد اور رُوح القُدس اور اِیمان سے بھرپُور تھا اور بہت سے لوگ خُداوند کی کلیسیا میں آ ملے۔" اعمال ۱۱: ۲۳ و ۲۴ بھائیو! آجکل بھی اِس کسوٹی پر ہم مسیحیوں اور مسیحی کلیسیاؤں کی جانچ کریں۔ جب خُدا کا فضل اِیمان لانے والوں پر ہے تو یقین کرو کہ وہاں پر اُس کی ایک دِینی کلیسیا ہے اور یہ کلیسیا پوشیدہ نہ رہ سکیگی وہ صرف دُنیا پر ظاہر ہو جائیگی اور لوگ اُسے دیکھکر اِیمان لائینگے اور خُدا کی بڑائی کرینگے۔

چھٹا باب

اِختیار جو دِینی کلیسیا کو دیا گیا

آسمان اور زمین کا کُل اِختیار مُجھے دیا گیا ہے۔ متی ۲۸: ۱۸

"جو کُچھ تُم زمین پر باندھوگے وہ آسمان پر بندھیگا اور جو کُچھ تُم زمین پر کھولوگے وہ آسمان پر کُھلیگا" متی ۱۸: ۱۸

اُس اِختیار کے مُطابِق جو خُداوند نے مُجھے تعمیر کرنے کے لیئے دیا ہے نہ ڈھانے کے لیئے"۔ ۲ کرنتھیوں ۱۳: ۱۰

اِختیار کی ضرورت چُونکہ مسیحی کلیسیا ایک دِینی جماعت ہے اِس لیئے دُنیا کی اور جماعتوں کی طرح اُس کو اِختیار کی ضرورت ہے کہ ضرور اِس کو اِختیار دیا جائے تاکہ وہ اُن کو جو اِس کے لائق ہیں اپنی جماعت میں شریک کرے اور شریک کیئے ہُوئے لوگوں کی نگرانی کرے۔ جو شریک اپنے فرائض کو ادا نہیں کرتے اُن کی تنبیہ کرے۔ اُن کو سزا دے یا خارج کرے اور جو کام اُس کے سپُرد کیا گیا ہے اُسے انجام دینے کا اِنتظام کرے۔ اِس طرح کے اِختیار کے بغیر کسی جماعت کے قائم رہنے کی اُمید نہیں وہ تھوڑے ہی دِنوں میں نیست ہو جائیگی پس جب مسیح نے اپنی کلیسیا کو قائم کیا تو اُس کو اِختیار بھی دیا۔

تین مشہور مقامات

ذیل کے تین مشہور مقامات میں مسیح نے اپنے شاگردوں سے صاف طور پر اس اختیار کا وعدہ کیا یعنی متی ۱۶: ۱۳-۱۹- متی ۱۸: ۱۵-۲۰ اور یوحنا ۲۰: ۲۱-۲۸ یہ وعدہ مختلف موقعوں پر اور مختلف اشخاص سے کیا گیا۔ پہلی دفعہ وعدہ پطرس سے کیا گیا اُس کے عمدہ اور اعلیٰ اقرار کے بعد۔ لیکن چونکہ پطرس بارہوں کا ہادی اور ریپریزینٹیٹو تھا اس لئے یہ وعدہ اُس وقت محض پطرس سے نہیں بلکہ بارہوں سے بھی کیا گیا۔ دوسرے موقعے پر مسیح نے بھائیوں کے جھگڑوں کے فیصلہ کرنے کی نسبت حکم دیا تھا۔ اس وقت وعدہ بارہ رسولوں سے کیا گیا۔ لیکن چونکہ رسول مسیحی کلیسیا کے پیشوا اور ریپریزینٹیٹو تھے اس لئے وعدہ اُس وقت کُل کلیسیا سے بھی کیا گیا۔ آخری دفعہ مسیح کی قیامت کے دن شام کو شاگردوں کی کُل جماعت بالاخانے پر حاضر تھی اور مسیح اُن کے بیچ میں کھڑا ہوکر اُن سے بولا اور اُن سے وہ وعدہ کیا جو پہلے دو وعدوں سے بھی بڑا ہے۔ پس صاف ظاہر ہے کہ اختیار نہ تو کسی ایک شخص کو اور نہ خاص عہدے داروں کی ایک جماعت کو بلکہ مسیحیوں کی کُل جماعت کو دیا گیا ہے۔ بہتر ہوگا کہ ہم سلسلے وار ان تین مقامات کا مختصر مطالعہ کریں۔

متی ۱۶: ۱۶-۱۹- پہلے موقعے پر پطرس کے اقرار کے بعد مسیح نے اُس سے

کہا کہ "مبارک ہے تو شمعون بریونا۔ کیونکہ یہ بات گوشت اور خون نے نہیں بلکہ باپ نے جو آسمان پر ہے تجھ پر ظاہر کی ہے اور میں بھی تجھ سے کہتا ہوں کہ تو پطرس ہے اور میں اس پتھر پر اپنی کلیسیا بناؤنگا اور عالم ارواح کے دروازے اُس پر غالب نہ آئینگے"۔ اس کے بعد اُس سے یہ وعدہ کیا کہ "میں آسمان کی بادشاہت کی کنجیاں تجھے دونگا اور جو کچھ تو زمین پر باندھیگا وہ آسمان پر بندھیگا اور جو کچھ تو زمین پر کھولیگا آسمان پر کھُلیگا۔

اختیار اقرار کرنے والوں کو دیا گیا

اب سوال پیش آتا ہے کہ یہ اختیار کس کو دیا گیا؟ صاف ظاہر ہے کہ پطرس کو دیا گیا کیونکہ مسیح نے کہا کہ "میں آسمان کی بادشاہت کی کنجیاں تجھے دونگا" لیکن یاد رہے کہ پطرس نے بارہوں کا ہادی اور ریپریزینٹیٹو ہوکر یہ اقرار کیا اور وہ سب کے سب اُس کے ساتھ متفق تھے لہٰذا یہ انکا بھی اقرار تھا اس لئے جو اختیار اُس کو اس اقرار کے سبب دیا گیا وہ بارہوں کو دیا گیا۔ علاوہ بریں پطرس کے اس اقرار میں کلیسیا کے سارے اقرارات جو مابعد کے زمانوں میں تیار کئے گئے تخم کی صورت میں موجود ہیں۔ لہٰذا پطرس نہ صرف بارہ رسولوں کے لئے بلکہ ایک بے شمار گروہ کی طرف سے بولنے والا ہے

اُن سب کی طرف سے جو ہر زمانے میں پطرس کی طرح یسُوع پر ایمان لاتے اور اُس کا مسیح اور زندہ خُدا کے بیٹے ہونے کا اِقرار کرتے ہیں۔پطرس نے پہلے اِقرار کیا لیکن وہ اکیلا نہ رہا بلکہ ایک بڑی گروہ کا پیش رو تھا جس پر خُدا نے اِس بھید کو ظاہر کیا اور اُن کو مسیح پر ایمان لانے اور اُس کا اِقرار کرنے کی توفیق بخشی لہٰذا یہ اِختیار بھی صِرف پطرس کو نہیں بلکہ بارہوں اور اِقرار کرنے والوں کی کُل جماعت کو دِیا گیا۔

کُنجیوں کے اِختیار سے کیا مُراد ہے

اب ایک اور سوال پَیدا ہوتا ہَے یعنی یہ کہ یہ اِختیار کیا ہَے ؟ آسمان کی بادشاہت کی کُنجیوں سے کیا مُراد ہَے ؟ یہ یہُودیوں کا ایک محاورہ تھا اور مسیح کے شاگِرد اُس کے معنوں سے بخُوبی واقف تھے۔جس وقت شبنا خزانچی کے عُہدے سے خارج کیا گیا تو نبی کی معرفت اُس کو یہ پَیغام سُنایا گیا کہ "مَیں اپنے بندے اِلیاقیم بن خِلقیاہ کو بُلاؤُنگا اور مَیں تیرا خلعت اُسے پہناؤُنگا اور تیرا پٹکا اُس پر کسُونگا اور تیری حکُومت اُس کے ہاتھ میں سپُرد کرونگا اور وہ اہلِ یروشلم کا اور بَیت یہُوداہ کا باپ ہوگا اور مَیں داؤد کے گھر کی کُنجی اُس کے کندھے پر دھرُونگا سو وہ کھولیگا اور کوئی بند نہ کریگا اور وہ بند کریگا اور کوئی نہ کھولیگا" (یسعیاہ ۲۲: ۲۰-۲۲) پس جب یہ کہا جاتا ہَے

کہ کسی شخص کو گھر کی کُنجیاں دی گئیں تو اِس کے یہ معنی ہیں کہ وہ اُس گھر کا مُختار مُقرّر کیا گیا اور اُسے اِختیار دِیا گیا ہَے کہ وہ لوگوں کو اُس کے اندر جانے اور رہنے کی اِجازت دے یا اُن کو گھر سے باہر رکھے۔پس اِسی طرح خُداوند نے پطرس اور اُن سب کو جن کا وہ رپریزینٹیٹو یعنی نمائندہ تھا اِیماندروں کے گھر میں مُختار مُقرّر کیا اور اُن کو اِختیار دِیا کہ باندھیں اور کھول دیں لوگوں کو کلیسیا میں شریک کریں یا اُس میں شامل ہونے سے منع کریں یا خارج کریں۔یہ اِختیار لامحدُود نہیں بلکہ ہر بات میں مسیح کے زیرِ حکُومت ہَے اور ہم پر فرض ہَے کہ اُسے اُس کی مرضی کے مُطابق اِستعمال کریں۔فقیہ اور فریسی مسیح کے وقت عہدِ عتیق کی کلیسیا میں یہ اِختیار رکھتے تھے لیکن اُنہوں نے اُس کی بد اِستعمالی کی۔چُنانچہ مسیح نے اُن کو اِس طرح سے ملامت کی کہ "فقیہ اور فریسی مُوسیٰ کی گدّی پر بیٹھے ہَیں۔پس جو کُچھ وہ تُمہیں بتائیں وہ سب کرو اور مانو لیکن اُن کے سے کام نہ کرو کیونکہ وہ کہتے ہَیں اور کرتے نہیں۔اَے ریاکار فقیہو اور فریسیو تُم پر افسوس ہَے کہ آسمان کی بادشاہت لوگوں پر بند کرتے ہو کیونکہ نہ تو آپ داخل ہوتے ہو اور نہ داخل ہونے والوں کو داخل ہونے دیتے ہو" (متی ۲۳: ۲و۳و۱۳) مسیحی کلیسیا میں بھی کُنجیوں کے

اِختیار کی بداستعمالی ہُوئی جب کوئی شخص اپنے عہدے کے بنا پر کُنجیوں کے اِختیار کا دعویٰ کرتا ہے اِس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ جو کُچھ وہ زمین پر کریگا اُس کی تصدیق آسمان پر کی جائیگی بلکہ آسمان پر اُس کے فیصلے کی تصدیق صِرف اُس وقت کی جائیگی جب وہ مسیح کی مرضی کے مُطابق اُس اِختیار کو جو اُسے دیا گیا اِستعمال کرتا ہے۔

داؤد کی کُنجیاں مسیح کے ہاتھ میں ہیں

پھر جو پیغام فلِدلفیہ کی کلیسیا کے پاس بھیجا گیا اُس میں یہ الفاظ ہیں۔ "جو قدوس اور برحق ہے اور داؤد کی کُنجیاں رکھتا ہے جس کے کھولے ہوئے کو کوئی بند نہیں کرتا اور بند کئے ہوئے کو کھولتا نہیں (مکاشفات ۳:۷) لہٰذا آسمان کی بادشاہت کی کُنجیاں اب بھی خداوند کے ہاتھ میں ہیں جب کہ وہ کسی کو داخل کرتا تو کوئی اِنسان خواہ وہ کیسا دعویٰ کیوں نہ کرے اُس کو داخل ہونے سے روک نہیں سکتا اور جب وہ کسی کے لئے بند کرتا ہے تو کسی کو اِختیار نہیں کہ اُس کو داخل کرے پس ضرور ہے کہ ہمارا فیصلہ مسیح کی مرضی کے مُوافق اور خُدا کے کلام کے مُطابق ہو ورنہ آسمان پر اُس کی تصدیق نہیں کی جائیگی۔

متی ۱۸:۱۵--۲۰- متّی کی اِنجیل میں ایک اور موقع کا بیان ہے جبکہ مسیح نے یہ اِختیار دینے کا وعدہ کیا۔اِنجیل نویس براہِ راست یہ نہیں بتاتا کہ وعدہ

کِن کِن سے کیا گیا کہ آیا بارہ رسُولوں سے یا شاگردوں کے کُل زُمرے سے لیکن قرینے سے ہم اِس بات کی تحقیق کرسکتے ہیں۔مسیح اپنے شاگردوں کو ہدایت دے رہا تھا کہ جو جھگڑے بھائیوں کے بیچ میں پیدا ہوتے ہیں اُن کا فیصلہ کِس طرح کرنا چاہئے۔ایسے موقعوں پر ہماری کوششوں کا یہ مقصد ہونا چاہئے کہ ہم اپنے بھائی کو پا لیں یعنی اُس کو بچائیں۔تین دفعہ اِس بات کی کوشش کرنا ہم پر فرض ہے اور جب تک ہم نے اِس طرح سے کوشش نہ کی سزا دینے کا خیال نہ کرنا چاہئے۔جب وہ کلیسیا کی سُننے سے اِنکار کرتا تو کلیسیا اُسے خارج کرے اور غیر قوم اور محصُول لینے والے کے برابر سمجھے یعنی ایک ایسے شخص کی مانند جو کبھی خُدا کی جماعت میں شریک نہیں ہُوا ہے۔جب کلیسیا اِس ہدایت کے بموجب فیصلہ کرتی ہے تو آسمان پر اُس کی تصدیق کی جاتی ہے۔جو کُچھ وہ زمین پر باندھینگے وہ آسمان پر بندھیگا اور جو کُچھ زمین پر کھولینگے وہ آسمان پر کُھلیگا۔پھر اُس وعدے کے بعد مسیح اپنے شاگردوں کو دُعا مانگنے کے بارے میں نصیحت کرتا ہے۔پس قرینے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کون اُس اِختیار کو اِستعمال کرنے کے لائق ہیں یعنی وہ جو مسیح کا سا مزاج رکھتے بھائیوں سے محبت رکھتے اور اُن کی رُوحانی بہتری کی فکر میں رہتے اور دُعا میں مشغول رہتے ہیں۔یہ نصیحتیں نہ صِرف بارہوں کو بلکہ مسیح کے سارے شاگردوں

کو دی گئیں اور گمان غالب ہے کہ اختیار بھی مسیحیوں کی کُل جماعت کو دیا گیا ہے۔

یُوحنّا ۲۰: ۱۹-۲۳- ایک دفعہ اور مسیح نے اپنے شاگردوں کو اختیار دینے کا وعدہ کیا یعنی اپنی قیامت کے دن شام کے وقت جب شاگرد بالا خانے پر جمع تھے اور دروازے یہودیوں کے ڈر سے بند تھے تو یسوع آکر بیچ میں کھڑا ہُوا اور اُن سے کہنے لگا "تمہاری سلامتی ہو اور یہ کہکر اُس نے اپنے ہاتھ اور پسلی اُنہیں دکھائی پس شاگرد خداوند کو دیکھکر خُوش ہُوئے۔ یسوع نے پھر اُن سے کہا کہ تمہاری سلامتی ہو جس طرح باپ نے مجھے بھیجا ہے اُسی طرح مَیں تمہیں بھیجتا ہُوں اور یہ کہکر اُن پر پھُونکا اور اُن سے کہا کہ رُوح القدس لو۔ جن کے گناہ تم بخشو اُن کے بخشے گئے ہیں" (یُوحنّا ۲۰: ۱۹-۲۳) لُوقا بھی مسیح کے اِس ظہور کا بیان کرتا ہے لیکن اِس وعدے کا ذکر نہیں کرتا اور لُوقا یہ بتاتا ہے کہ جب کلیوپس اور دُوسرا شاگرد جو اُس کے ساتھ تھا اماؤس سے واپس آئے تو اُن گیارہ اور اُن کے ساتھیوں کو اکٹھا پایا لفظ ساتھیوں سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کُل شاگردوں کی مجلس تھی جن سے بعد میں مسیحی کلیسیا بنی۔ پس جس اختیار کا ذکر مسیح نے اِس موقعے پر کیا وہ شاگردوں کی اِس مجلس کو یعنی نہ صرف رسُولوں کی مجلس کو بلکہ مسیحیوں کی کُل جماعت کو دیا گیا۔

رسالت جو کلیسیا کو ملی | قرینے کا مُطالعہ کرنے سے بھی معلُوم ہوتا ہے کہ یہ رائے صحیح

درُست ہے۔ اِن آیات میں تین خاص باتیں ہمارے سامنے پیش کی جاتی ہیں یعنی (۱) رسالت جو شاگردوں کو ملی (۲) قُوّت اور لیاقت جو اِس رسالت کی انجام دہی کے لیئے اُن کو دی گئی اور (۳) اِس قُوّت کے ذریعے گُناہ پر اُنکا اختیار۔ "جس طرح باپ نے مجھے بھیجا ہے اُسی طرح مَیں بھی تمہیں بھیجتا ہوں" کون مسیح کے بھیجے ہوئے ہیں؟ محض رسُول نہیں بلکہ وہ سب جنہوں نے خُداوند کو دیکھا۔ ہر ایک مسیحی دُنیا میں اُس کا ایلچی اور ریپریزنٹیٹو ہے۔ سارے شاگردوں کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ "جیسا کہ وہ ہے ویسا ہی دُنیا میں ہم بھی ہیں" (۱ یُوحنّا ۴: ۱۷) جو رسالت اُن کو ملی وہ یہ تھی کہ وہ مسیح کو دُنیا میں دِکھائیں اُس کو دُنیا پر ظاہر کریں محض منادی کرنے سے نہیں بلکہ اپنی زندگی اور مسیحی مزاج اور نیک چال چلن سے۔ مسیح گویا اپنے لوگوں میں مُجسّم ہوتا ہے اور یہ رسالت کُل کلیسیا کو ملی۔

رسالت کے لیے قُوّت | پھر مسیح نے اپنے شاگردوں کو وہ قُوّت دی جس سے وہ اِس رسالت کو انجام دے سکیں۔ لکھا ہے کہ "یہ کہکر اُس نے اُن پر پھُونکا اور کہا کہ رُوح القدس لو" یہ قُوّت اور لیاقت کن کو ملی؟ کیا صرف رسُولوں کو؟ نہیں۔ بلکہ اُس کُل مجلس کو جو پینتیکوست کے دن بالا خانے پر باپ کے وعدے کے اِنتظار میں تھی۔ آج کل بھی یہ قُوّت محض خادمانِ دین اور پاسبانوں یا ایلڈروں

کے لئے نہیں بلکہ سارے مسیحیوں کے لئے ہے۔جب کبھی کلیسیا نے شکست کھائی اُس کی وجہ یہ تھی کہ رُوح القدس سے محروم رہی۔ساری کلیسیا سے یہ کہا جاتا ہے کہ "رُوح القدس لو" "وہ رُوح سے معمور ہوتے جاؤ"۔

گناہ کو بخشنے اور گناہ کو قائم رکھنے کا اختیار

پس مسیح کے وعدے کی شرط یہی ہے۔اگر ہم اِس شرط پر عمل کریں یعنی رُوح القدس کو لیں تو یہ نتیجہ نکلیگا کہ جن کے گناہ ہم بخشینگے اُن کے گناہ بخشے گئے ہیں اور جن کے گناہ ہم قائم رکھینگے اُن کے قائم رکھے گئے ہیں۔مسیح کا ہر ایک مبشر اِس اختیار کے ساتھ بھیجا جاتا ہے۔ یُوحنّا اصطباغی کی طرح وہ گنہگاروں سے یہ کہہ سکتا ہے کہ "دیکھو خدا کا برّہ جو جہان کے گناہ اُٹھائے جاتا ہے" (یُوحنّا ۱: ۲۹)۔"اگر تم ایمان لاؤ تو یقین کرو کہ وہ تُمہارے گناہوں کو بھی اُٹھا لے گیا ہے" (۱ یُوحنّا ۳: ۵) گناہوں کو بخشنے کے یہی معنی ہیں یعنی ایمان لانے والوں کو خلصی کا مُژدہ سُنانا اور اُن کو گناہوں کی معافی کی خُوش خبری دینا۔مسیح کے جی اُٹھنے کے بعد رسُولوں نے یہی کیا۔پطرس نے ہیکل کے برآمدے میں کھڑے ہوکر لوگوں سے کہا کہ "توبہ کرو اور رُجُوع لاؤ تاکہ تُمہارے گناہ مِٹائے جائیں" (اعمال ۳: ۱۹) اور پولُس نے بھی انطاکیہ پسدیہ کے عبادت خانے میں یہ خُوش خبری سُنائی کہ "اے بھائیو! تُمہیں معلُوم ہو کہ اُسی کے وسیلے سے تم کو گناہوں کی معافی کی خبر

دی جاتی ہے" اور جو ایمان نہیں لاتے اُن سے وہ یہ کہتا تھا کہ "تمہارے قائم گناہ رکھے گئے ہیں اور خدا کا غضب تُم پر رہتا ہے" چنانچہ پُولُس کرنتھیوں کو لکھتا ہُوا یہ کہتا ہے کہ "ہم خُدا کے نزدیک نجات پانے والوں اور ہلاک ہونیوالوں دونوں کے لئے مسیح کی خُوشبُو ہیں۔بعض کے واسطے تو مرنے کے لئے موت کی بُو اور بعض کے واسطے جینے کے لئے زندگی کی بُو ہیں اور کون اِن باتوں کے لائق ہے؟" (۲ کرنتھیوں ۲: ۱۵ و ۱۶)۔وہی اِس کام کے لائق ہوگا جس کو مسیح نے بھیجا اور جو رُوح القدس لیتا ہے خواہ وہ خادمُ الدّین ہو یا کلیسیا کا عام شریک ہو پس جو اختیار پہلے پطرس کو اور اُس کے بعد بارہوں کو دیا گیا۔اخیر میں کُل کلیسیا کو بھی دیا گیا ہے۔پطرس مرگیا اور بارہ بھی سب کے سب فوت ہوگئے لیکن جس جماعت کو مسیح نے اپنا اختیار دیا وہ ہمیشہ قائم رہی یہی وہ حقیقی سلسلہ ہے جو کبھی ٹوٹ نہیں سکتا۔

یروشلیم کی جماعت کا حال

اعمال کی کتاب اور رسُولوں کے خطُوط سے بھی اِس رائے کی تائید ہوتی ہے یعنی یہ ثابت ہوتا ہے کہ جو اختیار مسیح نے کلیسیا کو دیا وہ مقامی جماعتوں کے شُرکا کے سپرد کیا گیا۔سب سے پہلی جماعت یروشلیم کی جماعت تھی۔رسُولوں نے اُس کو قائم کیا اور قریباً تمام وقت وہاں پر وہ حاضر رہے تو بھی اُنہوں نے جماعت کی حکومت اپنے ہاتھ میں نہیں رکھی۔رسُولوں کی کوئی

حیرار[1] کی نہیں بنائی گئی بلکہ جماعت سب باتوں میں خُود مُختار تھی۔ جماعت نے ایلڈروں کو مُقرّر کیا اور اپنے عُہدے داروں کو چُنا۔ اُنہوں نے متھیاس کو یہُوداہ اِسکریوتی کی جگہ میں چُن لیا (اعمال ۱: ۲۳) سات ڈیکنوں کو بھی چُن لیا (اعمال ۶: ۵) اور برنباؔ کو ایلڈر مُقرّر کر کے اِنطاکیہ میں بھیج دیا (اعمال ۱۱: ۲۲) اِس مقامی جماعت نے خُود رسُولوں کو بھی اپنے سامنے بُلا لیا اور اُن کی کارروائی کی بابت اُن سے جواب طلب کیا (اعمال ۱۱: ۱-۴) اور صاف ظاہر ہوتا ہے کہ رسُولوں کے خیال میں اعلیٰ اِختیار مقامی جماعت کے ہاتھ میں تھا۔

پولُس کے خطوط کی تعلیم

پھر اگر یرُوشلیم کی کلیسیا کو چھوڑ کر ہم اُن جماعتوں کا مُلاحظہ کریں جن کو پولُس نے قائم کیا تو اِس بات کے بہت سے ثبُوت ہم کو ملینگے کہ وہ خُود مُختار جماعتیں تھیں اور خود اپنا اِنتظام کیا کرتی تھیں۔ جب رسُول نے دیکھا کہ کلیسیا نے قصُوروار کو سزا دینے میں دیری کی یا جس وقت اُس گنہگار شخص نے توبہ کی اُسے بحال نہیں کیا تو پولُس نے اُس کام کو اپنے ہاتھ میں نہیں لیا بلکہ جماعت کو لکھا کہ وہ اُس کام کو انجام دے (۱کرنتھیوں ۵: ۳-۵) جو نعمتیں کلیسیا کو عنایت ہُوئیں اُن میں اِنتظام کرنے اور حکُومت اور پاسبانی کرنے کی نعمتیں شامل تھیں۔ نئے عہدنامے کی کلیسیا ایک تھیوکریسی تھی یعنی ایک ایسی مجلس جس کا اِنتظام خُدا کی ہدایت سے ہوتا تھا۔ خُداوند اپنی کلیسیا

[1] یعنی کاہنوں یا خادمانِ دین کی ایسی حکومت جس میں تمام [illegible]

میں ہر وقت مَوجُود رہتا اور اپنے کلام اور پاک رُوح سے اُس کی ہدایت کرتا رہتا ہے لیکن وہ ایک آٹوکریسی[51] نہیں یعنی ایک ایسی مجلس جس کی حکُومت ایک ہی آدمی کے ہاتھ میں ہو اور حیرارکی بھی نہیں یعنی ایک ایسی مجلس جس کی حکُومت کاہنوں کے ایک فریق کے ہاتھ میں ہو بلکہ وہ ایک ڈیموکریسی[52] ہے جس کا انتظام اور جس کی حکُومت کُل جماعت کے سپُرد ہے۔

[51] Autocracy [52] Democracy

× **ساتواں باب**

کلیسیا کاہنوں کی ایک مُقدّس مجلس ہے

"تُم بھی زندہ پتھروں کی طرح رُوحانی گھر بنتے جاتے ہو تاکہ کاہنوں کا مُقدّس فرقہ بنکر ایسی رُوحانی قُربانیاں چڑھاؤ جو یسوع مسیح کے وسیلے سے خُدا کے نزدیک مقبُول ہوتی ہیں" ۱ پطرس ۲: ۵

3A

اعلٰے سے اعلٰے خدمت کاہن کی خدمت ہے

نئے عہدنامے کی کلیسیا کے تصوّر میں اعلٰی سے اعلٰی خاصیت یہ ہے کہ وہ کاہنوں کی ایک مُقدّس مجلس ہے مسیح اپنی سفارشی دُعا میں یہ کہتا ہے کہ "اُن کی خاطِر مَیں اپنے آپ کو مُقدّس کرتا ہُوں تاکہ وہ بھی سچّائی کے وسیلے مُقدّس کِئے جائیں (یُوحنّا ۱۷: ۱۹) مسیح نے کلیسیا کو اِس اعلٰی خدمت کے لِئے چُن لیا۔ چُنانچہ یُوحنّا سات کلیسیاؤں کو سلام بھیجتا ہُوا مسیح کی تمجید اِس طرح سے کرتا ہے کہ "جو ہم سے محبّت رکھتا ہے اور جِس نے اپنے خُون کے وسیلے سے ہم کو گُناہوں سے خلاصی بخشی اور ہم کو ایک بادشاہت بھی اور اپنے خُدا اور باپ کے لئے کاہن بھی بنا دیا اُس کا جلال اور سلطنت ابدالآباد رہے (مکاشفہ ۱: ۵-۶) اور چاروں

جاندار اور چوبیس بُزرگوں کے گیت میں یہ الفاظ آتے ہیں کہ "تُو نے ذبح ہوکر اپنے خُون سے ہر ایک قبیلے اور اہلِ زبان اور اُمّت اور قَوم میں سے خُدا کے واسطے لوگوں کو خرید لیا اور اُن کو ہمارے خُدا کے لئے ایک بادشاہت اور کاہن بنا دیا اور وہ زمین پر بادشاہت کرتے ہیں" (مکاشفہ ۵: ۹-۱۰) اور نہ صِرف مُقدّسوں کی وہ جماعت جو آسمان پر ہے بلکہ دیدنی کلیسیا بھی جو زمین پر ہے کہانت کی خدمت کے لِئے بُلائی گئی ہے۔

سارے ایمان دار کاہن ہوتے ہیں

عہدِ عتیق کی کلیسیا میں کہانت کا کام ہارون کے خاندان پر محدُود رکھا گیا۔ خُدا کا یہ حکم تھا کہ پہلوٹھے اِس کے لِئے مخصوص کِئے جائیں۔ لیکن جب رُوبن اِس اعلٰی خدمت میں نالائق ٹھہرا تو لیوی اُس کی جگہ میں چُنا گیا اور خُدا نے لیوی کے قبیلے میں سے ہارون کے بیٹوں کو کاہن مُقرّر کیا وہ ساری اُمّت کی جگہ میں خُدا کے سامنے کھڑے ہوتے تھے اور کُل قَوم کے ریپریزنٹیٹو تھے۔ نئے عہدنامے کے اِنتظام میں کاہنوں کا کوئی خاص عُہدہ نہ رہا۔ سارے ایمانداروں کو یہ حق عطا ہُؤا اور وہ سب کے سب خُدا کی کلیسیا میں کاہن ہیں چُنانچہ پطرس اپنے پہلے خط میں یُوں لکھتا ہے کہ "تُم بھی زندہ پتھروں کی طرح رُوحانی گھر بنتے جاتے ہو تاکہ کاہنوں کا ایک مُقدّس فرقہ بنکر ایسی رُوحانی قُربانیاں چڑھاؤ جو

یسوع مسیح کے وسیلے سے خُدا کے نزدیک مقبول ہوتی ہیں" (۱ پطرس ۲: ۵)۔ کاہن کا کام تین طرح کا ہے یعنی (۱) خُدا کے نزدیک آنا اور اُس کے حضور میں کھڑا ہونا (۲) نذریں اور قربانیاں چڑھانا اور (۳) اوروں کی خاطر خُدا کے رُوبرُو حاضر ہونا اور اُن کے لئے سفارش کرنا۔ مسیح کی کلیسیا ان تینوں خدمات کے لئے بُلائی گئی ہے۔

خُدا کے پاس جانے کی اِجازت پانا

عہدِ عتیق کے وقت بھی خُدا کے لوگوں کو یہ حق ملا کہ اُس کے نزدیک آئیں لیکن محدُود صُورت میں۔ زبُور نویس لکھتا ہے کہ "مُبارک ہے وہ جسے تُو نے چُن لیا اور اپنے نزدیک کیا تاکہ وہ تیری بارگاہوں میں سکُونت کرے۔ ہم تیرے گھر کی یعنی تیری ہی مُقدّس ہیکل کی خُوبی سے سیر ہونگے" (زبور ۶۵: ۴) لیکن لوگوں کو براہِ راست خُدا کے حضُور جانے کی اِجازت نہ ملی تھی۔ یہ حق صرف خاص آدمیوں کو عطا ہُوا۔ مثلاً مُوسیٰ اور ہارون کو۔ باقی لوگوں کو یہ کہا گیا کہ "خبردار لوگ پہاڑ پر نہ چڑھیں اور اُس کی سرحد کو نہ چھوئیں۔ جو کوئی پہاڑ کو چھوئیگا جان سے مارا جائیگا۔ کوئی ہاتھ اُس تک نہ پہنچے نہیں تو وہ لاکلام سنگسار کیا جائیگا یا تیر سے مارا جائیگا وہ خواہ اِنسان ہو خواہ حیوان جیتا نہ بچیگا" (خروج ۱۹: ۱۲، ۱۳) صرف سردار کاہن کو پاک ترین مکان میں

جانے کی اِجازت تھی اور اُس کو بھی سال میں صرف ایک ہی دفعہ لیکن مسیح نے اپنے خُون کے وسیلے اُن سب باتوں کو جو ہمیں خُدا کے پاس جانے سے باز رکھتی ہیں بالکل دُور کر دیا۔ اُس نے پردے یعنی اپنے جسم میں سے ہو کر ہمارے واسطے ایک نئی اور زندہ راہ مخصُوص کی جس راہ سے اب ہم کو اُس کے خُون کے سبب پاک مقام میں داخل ہونے کی دلیری ہے۔ اور چونکہ ہمارا ایک ایسا بڑا کاہن ہے جو خُدا کے گھر کا مُختار ہے تو آؤ ہم سچے دِل اور پُورے ایمان کے ساتھ اور دِل کے اِلزام کو دُور کرنے کے لئے دِلوں پر چھینٹے لیکر اور بدن کو صاف پانی سے دُھلوا کر خُدا کے پاس چلیں" (عبرانیوں ۱۰: ۱۹-۲۲) "اُسی کے وسیلے سے ایک ہی رُوح میں باپ کے پاس ہم دونوں کی یعنی یہودیوں اور غیر قَوموں کی بھی رسائی ہوتی ہے" (افسیوں ۲: ۱۸) اِس میں ہم کو اُس پر ایمان رکھنے کے سبب دلیری ہے اور بھروسے کے ساتھ رسائی" (افسیوں ۳: ۱۲) "مسیح نے بھی یعنی راستباز نے ناراستوں کے لئے گُناہوں کے باعث ایک بار دُکھ اُٹھایا تاکہ ہم کو خُدا کے پاس پہنچائے" (۱ پطرس ۳: ۱۸) اب ہم سب سے یہ کہا جاتا ہے کہ "پاس آؤ۔" "ہم فضل کے تخت کے پاس چلیں تاکہ ہم پر رحم ہو اور وہ فضل حاصل کریں جو ضرورت کے وقت ہماری مدد کرے"

مسیح کے وسیلے سے ہم کو قربانیاں گذراننے کا حق ملا ہے

قربانیاں گذراننا کاہن کا دوسرا اور سب سے بڑا کام ہے اور اس اعلیٰ خدمت میں بھی خداوند نے اپنے لوگوں کو شریک کیا۔ البتہ ہم اس بات کو بخوبی سمجھ لیں کہ ہم گناہوں کا کفارہ نہیں دے سکتے۔ "خداوند یسوع مسیح زمانوں کے آخیر میں ایک بار ظاہر ہُوا تاکہ اپنے آپ کو قربان کرنے سے گناہ کو مٹا دے" (عبرانیوں ۹: ۲۶) لیکن اس نے اپنے آپ کو مخصوص کیا تاکہ ہم بھی سچائی کے وسیلے سے مخصوص کیے جائیں اور کاہن بنکر ہروقت قربانیاں چڑھایا کریں۔ چنانچہ عبرانیوں کے نام کے خط میں یہ لکھا ہے۔ "پس ہم اس کے وسیلے سے" یعنی اس کی قربانی کی بنیاد پر "حمد کی قربانی یعنی اُن ہونٹھوں کے پھل جو اس کے نام کا اقرار کرتے ہیں خدا کے لئے ہروقت چڑھایا کریں" (عبرانیوں ۱۳: ۱۵) پرانے عہدنامے میں دو قسم کی قربانیوں کا ذکر ہے یعنی (۱) سوختنی قربانی۔ جو گناہ کے کفارے کے واسطے چڑھائی جاتی تھی اور (۲) نذر کی قربانی جو شکرگذاری کے لئے گذرانی جاتی تھی۔ اس سے پیشتر کہ ہم ایسی قربانیاں جو خدا کے نزدیک مقبول ہوں چڑھا سکیں گناہ کا دور کیا جانا اور اس کا مٹا دیا جانا ضرور ہے۔ مسیح نے ہمارے لئے یہی کیا "اس کے بیٹے یسوع کا خون ہم تمام کو گناہ سے پاک کرتا ہے" (۱یوحنا ۱: ۷) پس اس کے وسیلے سے ہم کو بھی حمد کی قربانی چڑھانے کا حق مل گیا ہے۔

بدن کی قربانی

نئے عہدنامے کے نوشتوں میں مسیحیوں کی چار قسم کی قربانیوں کا ذکر کیا گیا یعنی (۱) بدن کی قربانی (۲) حمد کی قربانی (۳) مسیحی خدمت کی قربانی اور (۴) موت قربانی اولاً بدن کی قربانی کا ذکر اس طرح سے کیا گیا "پس اَے بھائیو! مَیں خدا کی رحمتوں کو یاد دلاکر تم سے التماس کرتا ہوں کہ اپنے بدن ایسی قربانی ہونے کے لئے نذر کرو (پیش کرو) جو زندہ اور پاک اور خدا کو پسندیدہ ہو یہی تمہاری معقول (روحانی) عبادت ہے" (رومیوں ۱۲: ۱) مسیحی زندگی میں قربانی کے خاص معنے اپنے آپ کو خدا کے حوالے کرنے۔ اپنی مرضی کو خدا کی مرضی کے سپرد کرنے کے ہیں۔ دنیا میں آتے وقت ہمارے خداوند نے کہا "تُو نے قربانی اور نذر کو پسند نہ کیا بلکہ میرے لئے ایک بدن تیار کیا۔ پوری سوختنی قربانیوں اور گناہوں کی قربانیوں سے تُو خوش نہ ہُوا تاکہ اَے خدا! تیری مرضی پوری کروں" (عبرانیوں ۱۰: ۵-۷) بدن روح کا اور مرضی کا آلہ ہے پس جب ہم اپنی مرضی کو خدا کے حوالے کرتے تو بدن کے سارے اعضا اس کی خدمت کے لئے گذرانے جاتے ہیں۔ بدن کو قربان کرنے سے اس کو نیست کرنا یا اسکا کوئی عضو کاٹنا یا برباد کرنا مراد نہیں بلکہ بدن کی محافظت کرنی چاہئے تاکہ وہ خدا کی خدمت کے لائق بنے۔ چاہئے کہ ہماری کل زندگی ایک قربانی ہو کہ ہم اپنے اعضا ناراستی کے ہتھیار ہونے کے لئے گناہ کے حوالے

نہ کریں بلکہ اپنے آپ کو مُردوں میں زندہ جان کر خُدا کے حوالے کریں اور اپنے اعضا راستبازی کے ہتھیار ہونے کے لئے خُدا کے سپرد کریں مِس فرنسس رِڈلی حیورگل صاحبہ نے اِس مخصُوصیّت کا کِس قدر عُمدہ بیان کیا:۔

میری زِندگی تُو لے   اپنی مُہر اُس پہ دے
لے تُو دِن اور وقت بھی سب   ثنا تیری ہو اَے رب
کر قبُول اِن ہاتھوں کو   ان سے تیری خِدمت ہو
پاؤں بھی کر تو تابعدار   ہوویں تیز اور خُوش رفتار
یہ آواز بھی تیری ہے   تیری حمد میں میری ہے
میرے دل کو بھی تُو لے   اُس میں آ کے رونق دے
عقل کی کُل طاقتیں   کام میں تیرے صرف ہوویں
مرضی اپنی دیتا ہوں   تیری مرضی لیتا ہوں
اُلفت کا خزانہ بھی   لاتا ہُوں مَیں با خُوشی
مُجھ کو لے سب سرتا پا   تیرا نت مَیں رہُونگا

ضرور ہے کہ سب کُچھ خُدا کے لئے مخصُوص کیا جائے۔ اُسی دِن گھوڑوں کی گھنٹیوں پر یہ رقم ہوگا "قُدس یہوواہ کو اور خُداوند کے گھر کی دیگیں اُن پیالوں کے جو مذبح کے آگے دھرے گئے برابر ہونگی" (ذکریاہ ۱۴: ۲۰)۔

حمد کی قُربانی

دُوسری قُربانی حمد کی قُربانی ہے۔ پس ہم اس کے وسیلے سے حمد کی قُربانی یعنی اِن ہونٹھوں کا پھل جو اُس کے نام کا اِقرار کرتے ہیں خُدا کے لئے ہر وقت چڑھایا کریں۔ اکثر ہم لفظوں کی جو ہمارے مُنہ سے نکلتے ہیں بہت قدر نہیں کرتے بلکہ اُن کو ایک خفیف سی چیز سمجھتے ہیں لیکن بائبل میں اُن کی بڑی قدر کی جاتی ہے۔ آدمی اپنی گُفتگو سے پہچانا جاتا کہ وہ کیسا ہے اُس سے اُس کی خصلت کا اِظہار ہوتا ہے۔ "جو دِل میں بھرا ہُوا ہے وہی مُنہ پر آتا ہے۔ آدمی اپنی باتوں کے سبب راستباز ٹھہرایا جائیگا اور اپنی باتوں کے سبب قصُوروار ٹھہرایا جائیگا" (متّی ۱۲: ۳۴-۳۷) زبان ہم کو کِس کام کے لئے دی گئی ہے؟ وہ انسان کی ایک عجیب اور بیش قیمت طاقت ہے اور وہ اُس کو اِس غرض سے دی گئی ہے کہ وہ اپنے خالق کی بڑائی کرے۔ لکھا ہے "کہ جو کوئی ستائش کے ذبیحے گذرانتا ہے وہ میرا جلال ظاہر کرتا ہے (زبُور ۵۰: ۲۳)" اَے صادِقو! خُداوند کے سبب خُوشی کرو کہ حمد کرنا سیدھے لوگوں کو سجتا ہے" (زبُور ۳۳: ۱)۔

بنی آدم کے سامنے خُدا کے عجیب کاموں کا بیان کرنا

حمد کی قُربانی کے ایک اور معنی یہ ہیں کہ ہم اوروں کے سامنے خُدا کی خُوبیوں اور اُس کے عجیب کاموں کا بیان کریں۔ ہم صُبح سے شام تک بہت سے مضمُونوں کی نسبت لوگوں کے ساتھ

بات چیت تو کرتے لیکن اپنے خُدا کا کُچھ ذِکر نہیں کرتے۔ چاہئے کہ ہم خُداوند کے آگے اُس کی رحمت کو اور بنی آدم کے آگے اُس کے عجائب کاموں کی ستائش کریں (زبور ۱۰۷: ۸) چاہئے کہ زبور نویس کے ساتھ ہم یہ کہیں کہ "اے سارے خُدا ترسو آؤ سُنو کہ اُس نے میری جان سے یہ کُچھ کیا" (زبور ۶۶: ۱۶)۔

بھلائی اور سخاوت کی قربانیاں

پھر مسیحی خدمت بھی ایک قُربانی ہے جو خُدا کے نزدیک مقبول ہوتی ہے۔ "بھلائی اور سخاوت کرنا نہ بھُولو اِس لئے کہ خُداوند ایسی قُربانیوں سے خُوش ہوتا ہے" (عبرانیوں ۱۳: ۱۶) اِس قُربانی کے بغیر حمد کی قُربانی بےمعنی ہے اور خُدا کے نزدیک مقبول نہیں ہوتی۔ خُدا نے پُرانے عہدنامے کے وقت بھی اپنے ایک نبی سے فرمایا کہ "مَیں نے رحم چاہا اور نہ قُربانی اور خُداشناسی سوختنی قُربانی کی نسبت زیادہ طلب کی" (ہوسیاہ ۶: ۶۔ متی ۱۲: ۷) نئے عہدنامے کی کلیسیا نے اِس خدمت پر بہت زور دیا۔ یعقوب یُوں لکھتا ہے کہ "ہمارے خُدا اور باپ کے نزدیک خالص اور بےعیب دینداری یہ ہے کہ یتیموں اور بیوہ عورتوں کی مُصیبت کے وقت اُن کی خبر لیں اور اپنے آپ کو دُنیا سے بےداغ رکھیں" (یعقوب ۱: ۲۷) اور یُوحنا یُوں لکھتا ہے کہ "ہم نے محبّت کو اِسی سے جانا ہے کہ اُس نے ہمارے واسطے اپنی جان دی اور ہم پر بھی بھائیوں کے واسطے جان دینا فرض ہے۔ جس کسی کے پاس دُنیا کا مال ہو اور وہ اپنے بھائی کو محتاج

دیکھ کر رحم کرنے میں دریغ کرے، تو اُس میں خُدا کی محبّت کیونکر قائم رہ سکتی ہے (۱ یُوحنا ۳: ۱۶ و ۱۷) نئے عہدنامے کی کلیسیا اِس خدمت کے سبب مشہور تھی شُروع سے اُس نے بیوہ عورتوں اور یتیموں کی خبرگیری کی (اعمال ۶: ۱) غیر قوم کلیسیاؤں نے یروشلیم کے مُقدّسوں کے پاس چندہ بھیجا اور پَولُس اپنی قوم کو خیرات پہنچانے اور نذریں چڑھانے یروشلم میں آیا (اعمال ۲۴: ۱۷) فلپّی کی کلیسیا نے بار بار پَولُس کی مدد کی اور پَولُس اُن کی نذروں کو خُوشبُو اور مقبُول قُربانی کہتا ہے جو خُدا کو پسندیدہ ہے (فلپّی ۴: ۱۸)۔

پَولُس اپنی ایک اور قُربانی کا ذِکر اِس طرح سے کرتا ہے "اگر مَیں تمہارے ایمان کی قُربانی اور خدمت کے ساتھ ارگھ کے طور پر بہایا جاتا ہُوں تو بھی خُوش ہوں" (فلپّی ۲: ۱۷) اور پھر "کیونکہ مَیں اب قُربان ہو رہا ہوں (ارگھ کے طور پر بہایا جاتا ہوں) اور میرے کُوچ کا وقت آ پہنچا ہے" (۲ تمتھیس ۴: ۶) موت جو خُداوند کی بےشمار رحمتوں کی گویا مُہر ہے ہماری زندگی کی قُربانی کو کمال تک پہنچا دیتی ہے۔ جب پولی کارپ نے مسیح کی خاطر اپنے بدن کو جلانے کے لئے دیا تو وہ کہتا ہے کہ یہ میری ایک قُربانی ہے۔ نہ صرف شہید بلکہ ہر ایک مسیحی مرتے وقت یہ کہکر کہ "اے باپ مَیں اپنی رُوح تیرے سپرد کرتا ہُوں اپنی جان کو قُربانی کے طور پر خُدا کے ہاتھ میں سونپ سکتا ہے۔

عبرانیوں کے نام کے خط میں بیان کیا جاتا ہے کہ "جب مسیح ہمارا سردار کاہن ہوکر ہمیشہ کے لئے گُناہوں کے واسطے ایک ہی قُربانی گُذران چُکا تو آسمان ہی میں

داخل ہُؤا تاکہ اب خُدا کے رُوبرُو ہماری خاطر حاضِر ہو" یہ اُس کی کہانت کا ایک ضروری حِصّہ ہے اور اِس کام میں کوئی اُس کے ساتھ شریک نہیں ہو سکتا۔ تو بھی وہ ہر بات میں ہمارا نمُونہ ہے اور ہم کو بھی حق مِلا ہے کہ دُوسروں کے لِئے خُدا کے حضُور میں حاضِر ہُوں اور اپنے بھائیوں کے لِئے اور دُنیا کے لِئے سفارشی دُعا کرتے رہیں۔ یہ اعلیٰ قِسم کی خِدمت ہے جو خُدا ہر ایک سے طلب کرتا ہے وہ اپنی کلیسیا سے یہ کہتا ہے کہ "اَے یروشلم مَیں نے تیری دیواروں پر نگہبان بِٹھلائے ہیں وے سارے دِن اور ساری رات کبھی چُپ نہ رہینگے۔ تُم جو خُداوند کا ذِکر کرتے ہو چُپکے نہ رہو اور جب تک وہ یروشلم کو قائم نہ کرلے اور اُسے دُنیا میں ستُوُدہ کراوے اُسے چَین نہ دو" (یسعیاہ ۶۲: ۷،۸) نئے عہدنامے کی کلیسیا اِس خِدمت میں نہایت سرگرم تھی وہ ایک دُعا مانگنے والی کلیسیا تھی اور اِس لئے اُس کو بڑی کامیابی حاصِل ہُوئی۔ ہماری شکست کھانے کی وجہ اکثر یہ ہے کہ ہم اِس خِدمت میں بہت غفلت کرتے ہیں۔ کِتنی بار خُدا کو یہ کہنا پڑتا کہ "مَیں نے اُن کے درمیان ایک شخص ڈھونڈا جو دیوار اُٹھاوے اور اُس سرزمین کے لِئے اُس کی دراڑ میں میرے سامنے کھڑا ہوتا کہ مَیں اُسے ویران نہ کرُوں پر کوئی نہ مِلا" (حِزقیل ۲۲: ۳۰) خُدا کو ہندوستان کی کلیسیا میں سب سے زیادہ سفارش کرنے والوں کی ضرُورت ہے۔ وہ اپنی کلیسیا سے

یہ کہتا ہے کہ "مَیں نے تُم کو چُن لیا اور تُم کو مقرر کیا کہ جاکر پھل لاؤ اور تُمہارا پھل قائم رہے تاکہ میرے نام سے جو کُچھ باپ سے مانگو وہ تُم کو دے" (یُوحنّا ۱۵: ۱۶) کاشکہ ہندوستان کی کلیسیا اِس مُبارک خِدمت کی ضرُورت کو محسُوس کرے اور ایک دُعا مانگنے والی کلیسیا بن جائے۔

BA

*آٹھواں باب

نادیدنی کلیسیا

"ان پہلوٹھوں کی عام جماعت یعنی کلیسیا جن کے نام آسمان پر لکھے ہیں" عبرانیوں ۱۲: ۲۳

اصل اور حقیقی کلیسیا

جیسا کہ ہم نے پہلے باب میں ذکر کیا کلیسیا اکثر دو اقسام کی بتائی جاتی ہے یعنی کلیسیائے ظاہری اور کلیسیائے باطنی یا دیدنی اور نادیدنی کلیسیا اس کتاب میں ہماری غرض ظاہری کلیسیا سے ہے لیکن یہ ایک لازمی بات ہے کہ اس ظاہری کلیسیا میں ہر وقت اُس کلیسیا کو بھی دیکھتے رہیں جو آنکھوں سے نہیں بلکہ ایمان سے دیکھی جاتی ہے۔ نفسانی آدمی صرف دیکھی ہوئی چیزوں کا یقین کرتا ہے لیکن ایمان لانے والے اَن دیکھی چیزوں پر نظر کرتے ہیں۔ ظاہری کلیسیا البتہ حقیقت رکھتی خدا اُس میں رہتا ہے اور اُس کے ذریعے سے اپنے فضل اور دانائی کی بے حد دولت دکھاتا رہتا ہے تو بھی وہ محض نادیدنی کلیسیا کا عکس ہے جب اُس کا مقصد پورا ہؤا اور یہ زمانہ ختم ہو گیا تو ظاہری کلیسیا تو موقوف ہو جائیگی لیکن نادیدنی کلیسیا ابدی ہے وہ ہمیشہ تک قائم رہیگی۔ اصلی اور حقیقی کلیسیا نادیدنی کلیسیا ہے۔ جو ایمان لائے ہیں اُس پائدار

شہر کے اُمیدوار ہیں جس کا معمار اور بنانیوالا خدا ہے (عبرانیوں ۱۱: ۱۰)۔

نادیدنی کلیسیا کا علم کلام سے ہم کو ملا

اِس کلیسیا کے وجود کو ہم نے کس طرح معلوم کیا؟ بذریعہ حواسِ خمسہ کے نہیں کیونکہ وہ حواسِ خمسہ کی پہنچ سے بعید ہے اور بذریعہ اِنسان کی عقل کے بھی نہیں۔ کیونکہ ممکن نہیں کہ اِنسان اپنی ناقص عقل سے اُس کا تصوّر کرے۔ اِس کلیسیا کا علم خُدا کے کلام سے ہم کو مل گیا ہے۔ پُرانے عہدنامے کے نوشتوں میں اِس نادیدنی کلیسیا کے کئی ایک اِشارے ملتے ہیں۔ مثلاً "جب یہودی قوم کی مذہبی حالت بہت ابتر ہو گئی تھی اور وہ خُدا کی اُمّت کہلانے کے لائق نہیں رہی۔ تو یسعیاہ نبی کی اِس خیال سے خاطرجمعی ہوئی کہ اب بھی خُدا نے ہمارا تھوڑا بقیہ باقی چھوڑ دیا ورنہ ہم صدوم کی مثل اور عمورہ کی مانند ہو جاتے (یسعیاہ ۱: ۹) ایک اور مقام میں یُوں کہتا کہ "دیکھ مَیں اُن لڑکوں سمیت جو خُداوند نے مجھے بخشے رب الافواج کی طرف سے جو کوہِ صیہون میں رہتا ہے۔ بنی اسرائیل کے درمیان نشانیوں اور عجائب و غرائب کے لئے ہوں" (یسعیاہ ۸: ۱۹) اِن آیات میں اِس نادیدنی کلیسیا کا ذکر آیا ہے۔

مقدس رسولوں پر بھید کا ظاہر کیا جانا

لیکن یہ بھید قدیم زمانوں میں کسی قدر انسان سے چھپا رہا ہمارے اِس آخری زمانے میں ہمارے خُداوند یسوع مسیح نے

آسمان پر سربلند ہوکر اور رُوحُ القُدس کو بھیج کر اِس بھید کو اپنے رسُولوں پر صاف ظاہر کیا۔خاصکر پَولُس کو اِس عجیب بھید کا مُکاشفہ ہوا اور اُس نے افسیوں کے نام کے خط میں بڑی دِلچسپی سے اُس کا بیان کیا اور خاصکر اُس کی پاکیزگی اور یگانگی ہم کو دِکھائی اور آخرکار یُوحنّا عارِف نے اُسے رویا میں دیکھا اور وہ اُس کا بیان اِن عجیب الفاظ میں کرتا ہے "اِن باتوں کے بعد جو مَیں نے نگاہ کی تو کیا دیکھتا ہُوں کہ ہر ایک قَوم اور قبیلے اور اُمّت اور اہلِ زبان کی ایک ایسی بڑی بھیڑ جسے کوئی شُمار نہیں کرسکتا۔سفید جامہ پہنے اور کھجور کی ڈالیاں اپنے ہاتھوں میں لئے ہُوئے تخت اور برّے کے آگے کھڑی ہے" (مُکاشفہ ۷:۹) اور پھر "مَیں نے شہرِ مُقدّس نئے یروشلم کو آسمان پر سے خُدا کے پاس سے اُترتے دیکھا اور وہ اُس دُلہن کی مانند آراستہ تھی جس نے اپنے شوہر کے لِئے سنگار کیا ہو۔پھر مَیں نے تخت میں کسی کو بلند آواز سے یہ کہتے سُنا کہ دیکھ خُدا کا خیمہ آدمیوں کے درمیان ہے۔وہ اُن کے ساتھ خیمہ کریگا اور وہ اُس کے لوگ ہونگے اور خُدا آپ اُن کے ساتھ رہیگا اور اُن کا خُدا ہوگا" (مُکاشفہ ۲۱: ۲و۳)

وہ ایک نادیدنی کلیسیا ہے | اِس کلیسیا کے خصائص اُن القاب سے جو اُس سے منسوب کِئے گئے بخُوبی معلوم ہوسکتے ہیں۔اوّلاً وہ ایک نادیدنی جماعت ہے۔وہ مسیح کا

مجازی بدن ہے اور جیساکہ سر یعنی مسیح ہماری نظر سے چھپا ہُوا ہے وَیسے ہی بدن بھی جسمانی آنکھوں سے دیکھا نہیں جاتا۔اِس بدن کے بہت سے اعضا اِس وقت فردوس میں مسیح کے ساتھ مَوجُود ہیں اور بعض ہنوز دُنیا میں ہیں اور بعض وہ ہیں جو آنے والے زمانوں میں مسیح پر اِیمان لاکر اُس کلیسیا میں شریک کِئے جاوینگے۔وہ جو اب دُنیا میں ہیں اگرچہ دِکھائی دیتے ہیں تو بھی کوئی اِنسان یقین کے ساتھ نہیں جانتا کہ وہ کون ہیں۔وہ جو دِلوں کو دیکھتا اور پوشیدہ خیالوں سے واقف ہے صرف وہی جانتا ہے کہ سچّے اِیمان دار کون ہیں۔لیکن مسیح کی دُوسری آمد کے وقت یہ کلیسیا ظہُور میں آئیگی اور سب اُسے دیکھینگے۔" اب اِیماں داروں کی زندگی مسیح کے ساتھ خُدا میں چھپی ہُوئی ہے۔لیکن جب مسیح جو اُن کی زِندگی ہے ظاہر کیا جائیگا تو وہ بھی اُس کے ساتھ جلال میں ظاہر کِئے جائینگے" (کُلسّیوں ۳: ۳و۴) "ابھی تک یہ ظاہر نہیں ہُوا کہ ہم کیا کُچھ ہونگے۔اِتنا جانتے ہیں کہ جب وہ ظاہر ہوگا تو ہم بھی اُس کے مانند ہونگے۔کیونکہ اُس کو وَیسا ہی دیکھینگے جیسا وہ ہے" (۱ یُوحنّا ۳: ۲)۔

وہ پاک اور کامِل اور جلالی ہے | دوّم نادیدنی کلیسیا پاک اور کامِل اور جلالی ہے۔دیدنی کلیسیا بھی پاک کہلاتی ہے اِس لِئے کہ اُس کی بُلاہٹ پاک

ہے اور اُس میں ہزاروں نیک مرد اور عورتیں شامل ہیں جو خُداوند کو پیار کرتے اور اُس کے خون سے پاک کئے گئے ہیں۔لیکن چونکہ اُس میں بدکار بھی شریک ہوتے ہیں اور ہنوز ایمانداروں میں بھی طرح طرح کے نقص پائے جاتے ہیں اس لئے وہ بدرجہ کمال تک پاک نہیں ٹھہر سکتی ہے۔ صرف نادیدنی کلیسیا پاک اور کامل ہے۔پولُس نے اُس کا بیان اس طرح سے کیا کہ "مسیح نے اپنی کلیسیا سے محبت کرکے اپنے آپ کو اُس کے حوالے کردیا۔تاکہ اُس کو کلام کے ساتھ پانی سے غُسل دیکر اور صاف کرکے مُقدّس بنائے اور ایک ایسی جلال والی کلیسیا بنا کے اپنے پاس حاضر کرے۔جس کے بدن میں داغ یا جُھرّی یا کوئی اور ایسی چیز نہو بلکہ پاک اور بے عیب ہو" (افسیوں ۵: ۲۵-۲۷)۔

وہ کیتھلک ہے وہ کیتھلک یا کلیسیائے جامع ہے۔یعنی وہ کلیسیا جس میں خُدا کے برگزیدے سب کے سب شریک ہیں۔ یا شریک کئے جائینگے۔ظاہری کلیسیا بھی کیتھلک کہلا سکتی ہے۔ اِس لئے کہ وہ ایک عالمگیر جماعت ہے اور جو مسیح پر ایمان لاتے ہیں وہ سب کے سب مع اپنی اولاد کے اُس میں شامل ہیں لیکن نادیدنی کلیسیا اس عالمگیر جماعت پر محدُود نہیں اور نہ وہ اُس کے ساتھ ایک ہی ہے۔ظاہری کلیسیا کے

بہت سے شُرکا ہیں جو "اَے خُداوند! اَے خُداوند!" کہتے ہیں لیکن کبھی نادیدنی کلیسیا میں داخل نہونگے اور آخری دِن خُداوند اُن سے یہ کہیگا کہ "میری کبھی تم سے واقفیت نہ تھی اَے بدکارو! میرے پاس سے چلے جاؤ" (متی ۷: ۲۱-۲۳) نادیدنی کلیسیا محض خُدا کے برگزیدوں کی جماعت ہے اور وہ کسی ایک مُلک یا ایک زمانے کی مُقدّسوں کی جماعت پر محدُود نہیں بلکہ ہر مُلک اور ہر زمانے کے مُقدّسوں سے بنی ہُوئی ہے۔سارے نجات یافتہ لوگ جو اَب مسیح کے ساتھ فِردوس میں ہیں اور وہ جو ہنوز مسیح میں ہیں اور وہ بھی جو مابعد کے زمانوں میں مسیح پر ایمان لاکر نجات پائینگے۔وہ سب کے سب اِس بڑی جماعت میں جسے کوئی شُمار نہیں کرسکتا شامل ہیں۔حقیقی کیتھلک کلیسیا یہی ہے۔

وہ ایک دائمی جماعت ہے اور ابد تک قائم رہیگی۔دیکھی ہوئی چیزیں چندروزہ ہیں مگر ان دیکھی چیزیں ابدی ہیں۔

نادیدنی کلیسیا دائمی ہے یہ وہ سلطنت ہے جس کو آسمان کا خدا برپا کریگا۔جو تا ابد نیست نہوگی۔بلکہ ہمیشہ تک قائم رہیگی۔

تاج و تخت ہیں فانی۔راج ہیں بے قیام   یسوع کی کلیسیا۔رہتی تا دوام
یہ ہے اُس کا وعدہ۔کہ سب پھاٹکیں   دوزخ کی نہ غالب۔اُس پر آوینگی

نادیدنی کلیسیا ایک ہے اور آخرالامر یہ کلیسیا بدرجہ کمال تک ایک ہی ہے۔ہم ظاہری کلیسیا

یعنے عالمگیر کلیسیا کو بھی ایک تصوّر کرتے ہیں۔ گو اُس میں بہت سے حِصّے اور تفرقے پائے جاتے ہیں تو بھی ساری کلیسیا ایک ہی کتاب مُقدّس کو مانتی ہے مسیحی تعلیم اور ضرُوری باتیں جو رسُولوں اور نِکایا کے عقیدوں میں مندرج ہیں اور جن سے ہر طرح کی بدعت رفع کی جاتی ہے۔ ساری کلیسیائیں اِن کا اِقرار کرتی ہیں۔ مسیح کی دو رسمیں یعنی پاک بپتسمہ اور پاک اعشا ربّانی سب کی سب اُس کی تعمیل کرتی ہیں اور اُن کا ایک ہی خُداوند اور ایک ہی اِیمان اور ایک ہی بپتسمہ ہے۔ تو بھی ظاہری کلیسیا کی یگانگی ناقص ہے۔ اُس میں نہ صرف بہت سے ایسے تفرقے ہیں جنکی ضرورت نہیں اور جو اکثر نقصان کے باعث ہوتے ہیں بلکہ ایسے جھگڑے اور پھُوٹ اور لڑائیاں بھی اُس میں پائی جاتی ہیں جو سراسر بُری ہیں اور جن سے مسیحی مذہب کی بڑی بدنامی ہوتی ہے۔ لیکن ہمیشہ تک کلیسیا کا یہ حال نہ رہیگا۔ جس کلیسیا کو خُدا بنا رہا ہے وہ ایک ہوگی۔ خُداوند نے خُود اُس کے لئے دُعا کی کہ "وہ سب ایک ہوں یعنی جس طرح اَے باپ! تُو مُجھ میں ہے اور مَیں تُجھ میں ہوں۔ وہ بھی ہم میں ہوں اور دُنیا ایمان لائے کہ تُو نے مُجھے بھیجا" (یُوحنّا ۱۷: ۲۱)۔

یگانگی جو تفرقات پر مبنی ہے

خُدا اپنے اِس اِرادے کو کِس طرح انجام دے رہا ہے؟ ظاہری کلیسیا کے تفرقات کو دیکھکر ہم اکثر گھبرا جاتے اور اپنے دِلوں میں یہ سوچتے ہیں کہ اَیسی یگانگی محض خیال ہی ہے اور کہ وہ بعیدالامکان ہے۔ لیکن جیسا کہ ہم اِس سے پیشتر بتا چُکے جو یگانگی خُدا کی طرف سے ہے وہ تفرقات کی بنا پر قائم ہے جو انجمن دُنیا میں اِنسان کی طرف سے قائم کی جاتی ہیں وہ اکثر اِس اُصول کی بُنیاد پر قائم کی جاتی ہیں۔ کہ جو لوگ اُن میں شریک کئے جاتے ہیں اُن کے خیال اور اُن کی طبیعت اور اُن کے مقاصد یکساں ہوں۔ اِس یکسانی کے بغیر اتحاد کرنا ایک امرِ ناممکن معلُوم ہوتا ہے۔ مسیحی کوشش کی انجمن مسیحی جوانوں اور مسیحی جوان عورتوں کی انجمن طرح طرح کی مُلکی (پولیٹکل) انجمن علم و ہُنر کی مُختلف انجمنیں اکثر اِس اُصول پر بنائی جاتی ہیں۔ لیکن جو مجلسیں خُدا کی طرف سے ہیں مثلاً خاندان اور قوم اور کلیسیا اُن کی بنا یکسانی کے اُصول پر نہیں بلکہ متفرقات کے اصُول پر ہے۔ جن اشخاص سے خاندان بنتا ہے یعنی مردوں عورتوں اور بچّوں سے اور کوئی اشخاص دُنیا میں نہیں ہوتے جو اُن کی بہ نسبت ایک دُوسرے سے زیادہ فرق رکھتے ہوں۔ اِن مُتفرقات کے سبب خاندان کی یگانگی جاتی نہیں رہتی بلکہ قائم رکھی جاتی اور اُس کو زیادہ زینت دی جاتی ہے۔ شوہر بیوی اور بچّے ایک دُوسرے کی کمی پُوری کرتے اور اُن کی باہمی مدد اور کوشش سے گھر سنبھالا جاتا اور ایک ایک شریک کی تربیت و ترقّی ہوتی ہے۔ اِن مُتفرقات کے بغیر خاندانی زندگی کا

اِمکان نہیں۔قوم یا ریاست کا بھی یہی حال ہے۔جس طرح بدن مختلف اعضاء سے ہی ریاست مختلف قسم کے لوگوں سے بنتی ہے۔اِسی طرح کلیسیا بھی متفرقات کی بنا پر بنائی جاتی ہے۔جب ہم مسیحیوں کو ایک ہی سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کرتے اور تعلیم میں عبادت میں یا حکومت میں (یونی فارمِٹی) یعنے یکسانی طلب کرتے ہیں تو یقین جانو کہ یہ اِنسان کی ایک بنائی ہوئی جماعت ہوگی جس طرح خاندان میں اور قوم اور ریاست میں اُسی طرح کلیسیا میں بھی متفرقات کی ضرورت ہے اور اُن کے ذریعے سے اعلٰی قسم کی یگانگی پیدا ہوتی ہے۔

یہودیوں اور غیر قوموں کا ایک ہی کلیسیا میں شامل کیا جانا۔

اِبتدائی کلیسیا کی تواریخ سے یہ حقیقت بخوبی ظاہر ہوتی ہے رسُولوں کے زمانے میں جب کلیسیا قائم کی گئی۔اُس وقت دو قسم کے لوگ اُس میں داخل ہوتے تھے یعنی یہودی اور غیر قوم۔شاید دُنیا میں آج کل کوئی ایسے دو فرقے نہ ملینگے جو ایک دوسرے سے اِس قدر متفرق ہوں۔جس قدر یہ فریق ہوتے تھے۔اِنسان کے نزدیک اِن دونوں کا ایک دوسرے کے ساتھ ملانا اور ایک اِنسان کو پیدا کرنا ایک امرِ محال معلوم ہوتا تھا۔لیکن جو اِنسان سے نہ ہوسکا وہ ہی خُدا نے کیا۔سچ۔سچ یہ ایک معجزہ تھا۔پولُس اُس کا بیان اِس طرح سے کرتا ہے۔"مگر تُم جو پہلے دُور تھے اب مسیح یسوع میں مسیح کے خُون کے سبب سے نزدیک ہوگئے ہو کیونکہ وہ

ہماری صلح ہے جس نے دونوں کو ایک کردیا اور جُدائی کی دیوار کو جو بیچ میں تھی ڈھا دیا۔چنانچہ اُس نے اپنے جسم کے ذریعے سے دُشمنی یعنے وہ شریعت جس کے حکم ضابطوں کے طور پر تھے موقوف کردی۔تاکہ دونوں سے اپنے آپ میں ایک نیا اِنسان پیدا کرادے اور صلیب پر دُشمنی مٹاکر تُمہیں جو دُور تھے اور اُنہیں جو نزدیک تھے دونوں کو صُلح کی خُوش خبری دے کیونکہ اُسی کے وسیلے سے ہم دونوں کی ایک ہی رُوح میں باپ کے پاس رسائی ہوتی ہے۔پس اب تم پردیسی اور مسافر نہیں بلکہ مُقدّسوں کے ہم وطن اور خُدا کے گھرانے کے ہوگئے اور رسُولوں اور نبیوں کی نیو پر جس کے کونے کے سرے کا پتھر خُود مسیح یسوع ہے تعمیر کئے گئے ہیں۔اُسی میں ہر ایک عمارت مل ملا کے خُداوند میں ایک پاک مقدس بنتی جاتی ہے اور تُم بھی اُس میں باہم تعمیر کئے جاتے ہو تاکہ رُوح میں خُدا کا مسکن ہو" (افسیوں ۲: ۱۴ - ۲۲)۔

ہمارے زمانہ پر نادیدنی کلیسیا کی رویا کی تاثیر

جو خُدا نے رسُولوں کے وقت کیا سو ہمارے زمانے میں بھی کررہا ہے یعنی ہر ایک قوم اور قبیلے اور اُمت اور اہلِ زبان میں سے ایک بڑا گروہ جمع کررہا ہے جس میں وہ فضل و دانائی کی بے حد دولت دکھاتا رہتا ہے۔نادیدنی اور پاک کیتھولک کلیسیا یہی ہے اور وہ بدرجۂ کمال ایک ہے۔اگر ہم صرف ظاہری کلیسیا پر نظر کریں تو جلد مایُوس ہوجائینگے۔لیکن

جب ظاہری اور نامکمل کلیسیاؤں کے پرے نظر ڈال کر اُس نادیدنی اور کامل کلیسیا کو دیکھتے رہیں جسے خدا تیار کر رہا ہے تو کبھی ہمت نہ ہارینگے بلکہ خدا کی بادشاہت کی فتح دیکھکر ہروقت اُس کا شکر کرتے رہینگے۔ ہم اِس بات کا یقین کرینگے کہ تاریکی اور جہالت کے زمانوں میں جب ظاہری کلیسیا میں سچائی دینداری بہت گھٹ گئی تھی اُس وقت بھی خدا کا ایک تھوڑا بقیہ باقی رہا۔ شروع سے آج تک وہ ایک ہی سچی کلیسیا جاری رہی اور انجیل کی صحیح تعلیم اور رُوح القُدس کی نعمتیں اُس کے ذریعے سے ہم تک پہنچیں۔ ایک رسُولی سلسلہ یعنی سچے ایمانداروں کا سلسلہ رسُولوں کے وقت سے آج تک برابر چلا آیا اور زمانے کے آخر تک قائم رہیگا۔ ہم جو ایمان لاتے ہیں اِس سلسلے میں شریک کئے جاتے اور قدیم کلیسیا بزرگوں اور اِقراریوں اور شہیدوں اور مصلحوں کے قائم مقام ہوتے ہیں۔ ہم ساری کلیسیا اور گذشتہ زمانوں کے سب بزرگوں اور مقدسوں کے وارث ہوتے ہیں۔ خواہ پولُس ہو یا پطرس یا اتھاناسیس یا کری سالتم یا اگسٹن یا کلیمنٹ یا برنارڈ یا اسسی کا فرانسیس یا لوتھر یا کالون یا رڈلے یا ناکس یا جان ودھر فورڈ یا جان ویسلی یا کاردی نل نیومین یا موڈی یا سپرجن سب کے سب ہمارے ہیں اور ہم مسیح کے ہیں اور مسیح خدا کا ہے۔

نادیدنی کلیسیا کی طرف ہمارے فرائض

اِس میں کچھ کلام نہیں کہ جب خدا نے ہمکو ایک ایسا بڑا حق دیا اور اس اعلےٰ جماعت میں شریک کیا تو ہمارے بھی فرائض ہیں۔ بعض لوگ صرف اُس کلیسیا کے خیال میں رہتے جس سے وہ ظاہری طور پر تعلق رکھتے ہیں لیکن ہم پر فرض ہے کہ اُس کی بہ نسبت زیادہ تر نادیدنی کلیسیا کی قدر کریں اور سارے مُقدّسوں کے ساتھ شراکت رکھنے کی کوشش کریں۔ چاہئے کہ ہم زبُور نویس کے ساتھ یہ دُعا کرتے رہیں کہ "اے خداوند! مجھ پر یاد کرکے وہ مہربانی کر جو تُو اپنے لوگوں پر کرتا ہے ہاں مجھ پر اپنی نجات سے کے مُتوجہ ہو تاکہ میں تیرے برگزیدوں کی بھلائی دیکھوں اور تاکہ میں تیری قوم کی خُوشی وقتی سے خُوش ہُوں اور تیری میراث کے ساتھ فخر کروں (زبُور ۱۰۶: ۴-۵)۔ خدا نے ہم کو مُقدّسوں کی اِس جماعت میں اِسلئے شریک کیا کہ ہم اُس کے ساتھ کام کرنے والے ہوکر اُس ارادے کو جو وہ کلیسیا کی نسبت رکھتا ہے انجام دیں۔ ہم سے وہ التماس کی جاتی ہے جو پُولُس نے افسیوں سے کی کہ "جس بلاوے سے تم بُلائے گئے ہو اُسی کے مُناسب چال چلو۔ یعنی کمال فروتنی اور حلم کے ساتھ تحمّل کرکے محبّت سے ایک دوسرے کی برداشت کرو اور اِسی کوشش میں رہو کہ رُوح کی یگانگی صُلح کے بند سے بندھی رہے" اور اگر کوئی پُوچھے کہ کب تک اِسی کوشش میں رہنا چاہئے تو یہ جواب دیا جاتا ہے "جب تک ہم سب کے سب خدا

کے بیٹے کے ایمان اور اُس کی پہچان میں ایک نہ ہوجائیں اور کامل اِنسان نہ بنیں یعنے مسیح کے پُورے قد کے اندازے تک نہ پہنچیں" جب تک کہ یہُودی اور غیر قوم انگریز اور ہندوستانی حبشی اور چینی ایک نہ کئے جائیں اور وہ جلالی کلیسیا پیدا نہ کی جائے جس میں کوئی داغ یا جُھرّی یا کوئی اور اَیسی چیز نہو بلکہ بالکل پاک اور بےعیب ہو۔ اِس عجیب مقصد کو انجام دینے کے لئے خُدا نے ہم کو بُلالیا اور اپنے ساتھ کام کرنے والے مُقرر کیا۔

کیا مَیں اِس نادیدنی کلیسیا سے تعلّق رکھتا ہُوں

آخر میں آپ سے یہ سوال کیا چاہتا ہُوں کہ آپ کس کلیسیا سے تعلّق رکھتے ہَیں کیا اِس نادیدنی کلیسیا سے یا صِرف کسی ظاہرا کلیسیا سے؟ کیا آپ کا نام صِرف ظاہری کلیسیا کی کِتاب میں درج کیا گیا ہے یا آسمان پر کِتابِ حیات میں لکھا ہے؟ کیا آپ سر سے تعلّق رکھتے ہیں اور پطرس کی طرح یسوع کو رُوبرُو دیکھ کر اُس سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ "تُو زِندہ خُدا کا بیٹا مسیح ہے مَیں تُجھ پر بھروسہ کرتا اور اپنا سب کُچھ تیرے سپُرد کرتا ہُوں۔ اَے خُداوند ہم کس کے پاس جاؤں ہمیشہ کی زِندگی کی باتیں تو تیرے پاس ہیں" اگر ہم نے ایسا عہد مسیح کے ساتھ باندھا ہے تو ہم سچ مچ اِس حقیقی کلیسیا میں شامل ہوگئے ہَیں جو دائمی ہے اور جس پر عالمِ اَرواح کے دروازے کبھی غالب نہ آئینگے۔

نواں باب

رسُولی زمانے میں ایک مقامی کلیسیا کی تصویر

"خُدا کی اُس کلیسیا کے نام جو کرنتھس میں ہَیں" ا کرنتھیوں ا: ۲ آیت

کرنتھس میں خُدا کی ایک کلیسیا

"کرنتھس میں خُدا کی ایک کلیسیا" سچ مچ یہ ایک نہایت عجیب نظّارہ تھا۔ بُت پرستی اور ناپاکی اور اوباشی کے خوفناک سمندر کے بیچوں بیچ میں ایک چھوٹا سا خُوشنما جزیرہ شَیطان کے صدر مقام میں اُن لوگوں کی ایک چھوٹی جماعت جو مسیح یسوع میں پاک کئے گئے اور مُقدّس ہونے کے لئے بُلائے گئے تھے۔ اگر آپ مُعجزہ دیکھنا چاہتے ہَیں تو قدیم کرنتھس شہر میں جاکر مسیحیوں کی اِس جماعت کو دیکھ لیجئے۔

اِس کلیسیا کی اندرونی حالت کی تصویر

ظاہری کلیسیا مقامی جماعتوں سے بنی ہُوئی ہے۔ اِن مقامی جماعتوں میں اِس کلیسیا کا آغاز نظر آتا ہے۔ اعمال کی کِتاب میں لُوقا نے مقامی جماعتوں کے قائم کئے جانے کا بیان کیا۔ جب لوگوں نے مسیح پر اِیمان لاکر بپتسمہ لیا تو وہاں اُن کی ایک جماعت بھی بن گئی اور وہ دُعا اور نصیحت کے لئے اور ایک دُوسرے کی رُوحانی ترقی اور تقویت دینے کے لئے اور مسیح کی پاک رسموں کو ماننے کے لئے مُقرری وقتوں پر اکٹھے ہونے لگے پنتکوست کے دن یروشلم میں ایسا ہی ہُوا۔ اِبتدا میں ظاہری کلیسیا ایک ہی مقامی

جماعت پر محدُود تھی لیکن تھوڑے دِنوں میں سُوریہ کے سارے علاقوں میں ہر جگہ مقامی جماعتیں قائم ہوگئیں۔ بعد میں پَولُس نے ایک شہر سے دُوسرے شہر میں جاکر اِنجیل سُنائی اور بہت سی کلیسیائیں قائم کیں۔ اِن جماعتوں کو قائم کرتے وقت جو واقعات سرزد ہُوئے وہ اعمال کی کتاب میں مُندرج ہیں۔ بیان بہت دلچسپ ہے تو بھی نامکمل ہے اِس لئے کہ وہ اکثر محض اِن جماعتوں کی بیرُونی حالت ہمیں دکھاتے ہیں۔ خُوشی کی بات ہے کہ پَولُس کے خط خاصکر کرنتھیوں کے نام کا پہلا خط اِس کمی کو پُورا کرتے ہیں اور رسُولی زمانے کی مقامی جماعتوں کی اندرُونی حالت ہم پر ظاہر کرتے ہیں۔ مذکورۂ بالا خط کو پڑھکر ہم گویا جادُو کے ذریعے آنکھیں بند کرتے ہی دو ہزار برس پہلے کے زمانے میں جا پہنچتے اور ایک بڑے یُونانی شہر میں جو اوباشی اور ناپاکی کے سبب کُل دُنیا میں مشہور تھا۔ خُدا کی ایک کلیسیا دیکھ سکتے ہیں۔ ہم ذرا دریافت کریں کہ یہ جماعت کیسی تھی اور اِس کے شُرکا کَون تھے اور وہ کِس طرح غَیر قوموں کے بیچ میں رہکر خُدا کی بڑائی کرتے اور اپنے مسیحی فرائض کو ادا کیا کرتے تھے۔

اُس جماعت کے شُرکا کرنتھس شہر کی کلیسیا مُختلف قِسم کے لوگوں سے بنی ہُوئی تھی۔ بعض یہُودی تھے لیکن اکثر شُرکا غَیر قوموں میں سے تھے۔ بعض اشراف

اور صاحبِ مال تھے مثلاً گیُوس پَولُس کا اور ساری کلیسیا کا مہماندار اور شہر کا خزانچی اراستُس لیکن نہ تو اُن میں بہت دولتمند تھے نہ اہلِ ثروت نہ اعلیٰ خاندانی بلکہ اکثر اَیسے لوگ تھے جو دُنیا کی نظر میں نادان کمزور کمینے اور حقیر سمجھے جاتے ہیں (۱ کرنتھیوں ۱: ۲۵-۲۹) اور اگر کوئی پُوچھے کہ پیشتر اِن کا اخلاقی حال کیسا تھا تو یہ جواب دیا جاتا ہے کہ اِن میں سے بعض پہلے بُت پرست اور زناکار عیاش چور لالچی شرابی گالی بکنے والے اور ظالم تھے لیکن عجیب طرح کی تبدیلی اُن میں واقع ہوئی تھی وہ خُداوند یسوع مسیح کے نام سے اور خُدا کی رُوح سے دُھل گئے اور پاک ہُوئے اور راستباز بھی ٹھہرے (۱ کرنتھیوں ۶: ۹-۱۱)۔ نجات کی بڑی خُوشی اور خُدا کا اطمینان جو سمجھ سے بالکل باہر ہے اُن کے چہرے سے چمک رہا ہے ایک نیا گیت اُن کے مُنہ میں ڈالا گیا ہے یعنی یہ کہ "وہ مُجھے ہَولناک گڑھے اور دلدل کی کیچ سے باہر نکال لایا اور میرے پاؤں اُس نے چٹان پر رکھے اور میرے قدموں کو ثابت کیا" (زبور ۴۰: ۲)۔

جماعتی جلسے ممکن نہیں کہ اَیسی برکتیں پاکر وہ خاموش رہتے اور جو کام خُدا نے اُن کے لئے کیا تھا اُس کا ذکر نہ کرتے اور چُونکہ وہ خُداوند کے اُس وعدے کو جانتے تھے کہ "جہاں دو یا تین میرے نام پر اکٹھے ہیں میں

اُنکے بیچ میں ہُوں" (متی ۱۸: ۲۰) اِس لِئے ضرُور تھا کہ وہ عِبادت کے لِئے ایک دُوسرے کے ساتھ جمع ہُوا کریں۔ خط سے معلُوم ہوتا ہے کہ اُن کے جلسے تین قِسم کے تھے یعنی (۱) دُعا اور نصیحت کا جلسہ جو باہمی رُوحانی تقویت اور ترقّی کے لِئے ہُوا کرتا تھا (۲) حمد اور شُکرگُذاری کا جلسہ اُس کے شرُوع میں ایک عام کھانا ہوتا تھا جِس میں سب کے سب شریک ہوتے اور جو محبّت کا کھانا (یُونانی میں آگے پے) کہلاتا تھا اور آخر میں عشاءِ ربّانی کی تعلیم ہوتی تھی اور (۳) جماعت کے مُتعلّقہ مُختلف امُور کی کارروائی کا جلسہ

جماعت کا فراہم ہونا پس ذرا اپنے تصوُّر میں پہلے قِسم کے جلسے میں تشریف لیجاکر دیکھئے کہ اُن کی عِبادت کس قِسم کی تھی اور کس جگہ میں ہوتی تھی ایسی عالیشان عمارتوں میں نہیں جیسی کہ آج کل بڑے شہروں میں پائی جاتی ہیں۔ عِبادت کی جگہ یہُودیوں کے عِبادت خانے سے بھی ادنیٰ تھی۔ غالباً گیوس کے گھر کے ایک وسیع کمرے میں کرنتھس کے مسیحی ہفتے کے پہلے دن شام کے وقت فراہم ہُوا کرتے تھے یہُودی و یُونانی امیر و غریب آزاد و غُلام سب کے سب ہیں ایک دُوسرے کے پاس بیٹھے ہُوئے نظر آتے ہیں مرد ایک طرف اور عورتیں دوسری طرف۔ اُن کے پیچھے چند متلاشی ہیں اور دروازے کے پاس کئی ایک غیر مسیحی بھی ہیں جو اس لِئے آئے ہیں کہ دیکھیں کہ مسیحی اپنی

مجلسوں میں کیا کیا کرتے ہیں۔ خُوشی سے اُن کو اجازت دی جاتی ہے اِس اُمید پر کہ کلام سُنیں اور ایمان لائیں۔

عِبادت کا طریقہ اُن کی عِبادت کا طریقہ ہمارے نماز کے طریقے سے مُختلف ہے۔ کوئی مُقرّرہ ہادی نہیں جو دُعا میں ہادی بنے۔ وعظ سُنائے اور مزامیر بتائے بلکہ حاضرین میں سے ہر ایک عِبادت میں حِصّہ لینے کا حق رکھتا ہے بھائیوں میں سے ایک اِن الفاظ کے ساتھ عِبادت کو شرُوع کرتا ہے:۔ "ہمارے باپ خُدا اور خُداوند یسوع مسیح کی طرف سے تُمہیں فضل و اِطمینان حاصِل ہوتا رہے۔ اِس کے بعد سب کے سب کھڑے ہو کر مسیح کا نام لیتے اور اُس کے خُداوند ہونے کا اِقرار کرتے ہیں (۱ کرنتھیوں ۱۲: ۳) پھر بھائیوں میں سے پہلے ایک دُعا مانگنے لگتا اور پھر دُوسرا اور تیسرا دُعا کرتا ہے شاید ایک خُداوند کی دُعا کہنا شرُوع کرتا اور سب کے سب اُس دُعا میں اُس کے ساتھ شریک ہوتے ہیں۔ ہر ایک دُعا کے آخر میں سب کے سب ہم آواز ہو کر جوش سے "آمین" کہتے ہیں۔ اِس کے بعد جماعت زبُور یا گیت گانے لگتی پھر ایک اور گیت گایا جاتا اور پھر ایک اور کیونکہ کئی ایک بھائیوں نے جلسے میں آنے سے پیشتر اپنے گھروں میں مزامیر تیار کئے یا چُن لئے اور وہ چاہتے ہیں کہ وہ جماعت میں گائے جائیں۔ نئے عہد نامے کے

نوشتوں میں ایسے کئی ایک گیتوں کا پتہ لگتا ہے خاصکر مکاشفات کی کتاب میں مثلاً ایک یہ ہے :-

"اَے خداوندِ خدا قادرِ مطلق
تیرے کام بڑے اور عجیب ہیں
اَے ازلی بادشاہ
تیری راہیں راست اور درست ہیں
اَے خداوند کون تجھ سے نہ ڈریگا ؟
اور کون تیرے نام کی بڑائی نہ کریگا ؟
کیونکہ صرف تُو ہی قدوس ہے
ساری قومیں آکر تیرے سامنے سجدہ کرینگی
کیونکہ تیرے انصاف کے کام ظاہر ہوگئے ہیں" (مکاشفات ۱۵: ۳-۴)

دُعا اور مزامیر کے بعد پُرانے عہد نامے کے نوشتوں کا کوئی ورد پڑھا جاتا یا مسیح کی زندگی اور موت کے احوال سنائے جاتے پھر کوئی ان باتوں کے متعلق نصیحت بھی کرتا اور رُوحانی حکمت کا کلام یا علمیت کا کلام سناتا ہے۔ اب وہ وقت آ پہنچتا ہے جس کے لئے جماعت نہایت منتظر ہے یعنی جن کو نبوّت کی نعمت ملی تھی وہ جماعت سے کلام کرنے لگتے جب نبی خاموش ہوگئے

تو کبھی کبھی ایک اور اُس کے بعد دُوسرا اور تیسرا شخص یا دو تین شخص اکٹھے وجد کی سی حالت میں آکر دُعا مانگنے لگتے اور عجیب طرح کے فقرات اُن کی زبان سے نکلتے جن کو کبھی بولنے والا خود نہیں سمجھتا ہے۔ بعض دیگر اشخاص کو یہ طاقت عطا ہوئی ہے کہ ایسے جملوں کا مطلب جماعت پر ظاہر کریں۔ ٹھیک ٹھیک معلوم نہیں کہ یہ نعمت کیسی تھی اور چونکہ اُس کی بداستعمالی ہوئی اس لئے تھوڑے دنوں کے بعد وہ موقوف ہوگئی۔ آخرکار مجلس برکت کے اس کلمے کے ساتھ رُخصت کی جاتی کہ "خداوند یسوع مسیح کا فضل تُم پر ہوتا رہے" اور حاضرین ایک دُوسرے کو پاک بوسہ دے کر اپنے گھروں کو چلے جاتے ہیں۔ کبھی کبھی عبادت کے بیچ ہی میں اور اکثر اُس وقت جب نبی جماعت سے کلام کر رہے ہیں کمرے کے پیچھے کی طرف جماعت میں جنبش ہوتی اور غیرمسیحوں میں سے ایک شخص پر جو پہلے لاپروائی یا مضحکہ کے خیال سے سُن رہا تھا اُس پر کلام کا اثر پڑتا اور یکایک اُس کے دل کے بھید ظاہر ہوجاتے اور وہ سامنے آکر بولنے والے کے پاؤں پر گر کر اُس کے سامنے اپنے گناہ کا اقرار کرتا ہے جماعت اس ماجرے کو دیکھ کر کلمۂ تمجید سے خدا کا شکر اس طرح سے کرنے لگتی ہے کہ "خداوند یسوع کے خدا اور باپ کی ابد تک حمد ہو"۔

شکرگزاری کا جلسہ کب ہوتا تھا

دُوسرا جلسہ شکرگزاری کا جلسہ تھا۔ جس شراکت کا ہم نے تیسرے باب میں بیان کیا۔ یعنے مسیح کے شاگردوں کی شراکت اور مسیح میں اُن کی آپس کی شراکت ۔ یہ شراکت اِس جلسے کے ذریعے سے ظہور میں آتی تھی۔ اُس اِبتدائی کلیسیا میں یہ شراکت بھائیوں کے دِلوں میں اِس قدر زور مارتی تھی کہ وہ ساری چیزوں میں شریک ہوتے تھے اور جس وقت کھانے پر بیٹھتے تھے تو اپنے خُدا کی موت کی یادگاری میں روٹی توڑکر اُس کا شُکر کرتے تھے۔ لکھا ہے کہ پہلے وہ روز روز اپنے گھروں میں روٹی توڑکر خُوشی اور سادہ دِلی سے کھانا کھایا کرتے تھے (اعمال ۲: ۴۶)۔ جب شاگردوں کی تعداد بڑھ گئی اور اِس طرح سے روز روز کا ملنا ناممکن ہوگیا تو وہ خداوند کے دن یعنے ہفتے کے پہلے روز کسی جگہ میں شراکت کا کھانا کھانے اور پاک عشا کو ماننے کے لئے فراہم ہونے لگے۔

شکریہ کی دُعا

ایماندار لوگ سب کے سب اِس جلسے میں شریک ہوتے تھے لیکن غیرقوم والے اور متلاشی اور کیٹیکیومن یعنی بپتسمہ پانے کے اُمیدوار اور زیرِ تعلیم اِس میں شامل نہ ہو سکتے تھے اور جلسے کے شروع ہونے سے پیشتر ہی رُخصت کر دِئے جاتے تھے۔ شُرکا سب کے سب حسبِ لیاقت کھانے کی چیزیں ساتھ لائے۔ جن کو نبُوّت کی نعمت ملی تھی اُن میں سے چند جلسے

کے بادی بن گئے اور خوراک اُن کے سپُرد کی گئی اور جب سب موجود تھے تو بادیوں نے خوراک کو جماعت میں اُس طرح سے بانٹ دیا کہ دولتمندوں کی بہتاتیت نے غریبوں کی کمی کو پُورا کیا اور سب میں برابری ہوگئی۔ اِس کے بعد میرِمجلس نے کھانے کے لئے شُکر کیا[لے]۔ اِن مسیحیوں کے خیال میں یہ کھانا اُن کے خالق خُدا کے اِحسان کا ثبوت تھا اور اُن کو اِس بات کا یقین دلاتا تھا کہ خُدا اپنے مخلُوقات کو اپنی شراکت میں لانا چاہتا اور ہر وقت اُن کی خبرگیری اور پرورش کرتا رہتا اور نیز نجات کی بڑی نعمتوں کی طرف بھی اِشارہ کرتا تھا۔ پاک عشا جو اِس ضیافت کے آخر میں عمل میں لائی جاتی تھی اِن نعمتوں کو بذریعہ علامت صاف صاف ظاہر کرتی

نوٹ لے ذیل کی دُعا جو اِس ضیافت کے آخر میں کی جاتی تھی بارہوں کی تعلیم میں مندرج ہے۔ "اَے مُقدّس باپ! ہم تیرے پاک نام کا جس کو تُونے ہمارے دلوں میں بسایا دیا اور اُس علم اور ایمان اور حیاتِ ابدی کے لئے تیرا شُکر کرتے ہیں جن کو تُو نے اپنے بندے یسوع کے ذریعے سے ہم پر ظاہر کیا تیرا جلال ابدُالآباد رہے اَے خُداوند قادرِ مُطلق! تُونے اپنے نام کی خاطر ساری چیزیں اور بالخصوص اُس کھانے اور پینے کی چیزیں دونوں اِنسان کے لئے پیدا کیں کہ وہ اُن سے خُوشی حاصل کرکے تیرا شُکر ادا کرے۔ لیکن تُونے اپنے بندے کے وسیلے سے اپنی مہربانی کے مُطابق رُوحانی خوراک اور زندگی کا پانی بھی بخش دیا ہم خاص کر اِس لئے تیرا شُکر کرتے ہیں کہ تو قادرِ مُطلق ہے تیرا جلال ابدُالآباد رہے! اَے خُداوند! اپنی کلیسیا کو یاد کر ہر ایک بُرائی سے اُسے مخلصی دے اور اُسے اپنی محبّت میں کامل کر چاروں ہواؤں میں سے اپنے مُقدّسوں کو اپنی بادشاہت میں جمع کر خُدا کا فضل ہم پر آئے اور یہ دُنیا ہماری نظر سے گُذر جائے ابنِ داؤد کو ہوشعنا۔ جو پاک ہے نزدیک آئے اور جو پاک نہیں وہ دُور رہے۔ مارانا تھا ۔ آمین۔

اس ضیافت میں خوشی اور سنجیدگی

تھی[1] وہ اس بات کے قائل تھے کہ اس ضیافت میں خُداوند خُود ہمارے بیچ میں حاضر ہے اور ہم اُس کے مہمان ہیں۔ اس خیال سے دو نتیجے پیدا ہُوئے۔ اولاً یہ کہ اُنکے دِل خوشی سے بھر گئے۔ خُداوند کی حضُوری کے احساس نے اُن کی خُوشی کو گھٹایا نہیں بلکہ اُس کو زیادہ بڑھا دیا۔ وہ بڑی خوشی کی ضیافت ہوتی تھی۔ ہر کہیں یہ خُوشی ہمارے سامنے نظر آتی ہے۔ لُوقا یروشلم کی کلیسیا کا حال بیان کرکے لکھتا ہے کہ "وہ گھروں میں روٹی توڑ کر خُوشی اور سادہ دِلی سے کھانا کھایا کرتے تھے" (اعمال ۲: ۴۶) بارہوں کی تعلیم میں اس ضیافت کی ایک دُعا میں یہ لکھا ہے کہ "تُو نے اِنسان کو کھانے اور پینے کی چیزیں اس لئے دِیں کہ وہ خُوش ہوکر تیرا شُکر کرے اور ہیپولیوتس کے قوانین میں یہ بیان ہے کہ" وہ کھاتے اور پیتے سیر ہوتے ہیں لیکن زیادتی نہیں کرتے بلکہ خُدا کی حضوری کو محسوس کرکے اُس کی بڑائی کرتے ہیں"۔ پھر یہ جان کر کہ خُداوند اُن کے بیچ میں حاضر ہے وہ بڑی سنجیدگی سے

نوٹ [1] جہاں اناجیل میں بیان کیا جاتا ہے کہ ہمارے خُداوند نے اپنے شاگردوں کے ساتھ کھایا اور پیا۔ وہاں پر وہ عجیب دوستی اور رفاقت جو وہ اُن کے ساتھ رکھتا تھا ہم پر ظاہر ہوتی ہے۔ آسمان کی بادشاہت کی رفاقت کئی مقاموں میں ضیافت کی تشبیہ میں بیان کی گئی ہے (متی ۲۲: ۲-۱۴) (لُوقا ۱۴: ۱۵ اور ۲۲: ۱۴-۳۰؛ ۲۴: ۳۰-۴۳) (مکاشفات ۳: ۲۰) جن لوگوں نے اُس کے ساتھ زمین پر کھایا پیا تھا۔ وہ آسمان میں داخل ہونے کے حق کا دعویٰ کرتے ہیں (لُوقا ۱۳: ۲۶) پانچ ہزار اور چار ہزار کے کھلائے جانے کے معجزے میں بھی یہی تعلیم ہے۔

اِس ضیافت میں شریک ہوتے تھے اور یہ کوشش کرتے رہے کہ مسیح کا سا مزاج اور برتاؤ رکھیں اور نہ تو فعل اور نہ کلام اور خیال سے اُسے ناخُوش کریں۔ جب کبھی کسی کو ایک بھائی کے ساتھ شکر رنجی ہوتی تھی تو اُس کو یہ ہدایت کی جاتی تھی کہ پہلے بھائی کے ساتھ صُلح کرے اُس کے بعد ضیافت میں شریک ہوجائے۔ کئی ایک گیت یا زبُور سُنائے جاتے تھے اور نبی نصیحت بھی کرتے تھے۔ آخر کار جب سب کے سب کھا چُکتے تھے تو جماعت بڑی سنجیدگی سے رسُول کی ہدایت کے مُطابق پاک عشاء ربانی کی تعمیل کرتی تھی اور اس کے بعد جلسہ برخاست ہوتا تھا۔

کارروائی کا جلسہ

پس کرنتھس کی کلیسیا مسیحیوں کی ایک مجلس تھی جو مقررہ وقتوں پر خُدا کی عبادت کرنے اور دُعا مانگنے اور پاک کلام کی نصیحت سُننے اور حمد اور شُکرگُزاری کی قُربانیاں چڑھانے کے لئے جمع ہُوا کرتی تھی لیکن پولُس کے خیال میں کلیسیا اس سے بھی کُچھ بڑھ کر تھی۔ وہ ایک خُود مُختار مجلس تھی جو اپنے اِنتظام کرنے اور حکُومت کرنے کا اِختیار رکھتی تھی اور اِس سبب سے جماعت کے مُتعلقہ معاملات کی کارروائی کو انجام دینے کے لئے ایک اور جلسے کی ضرورت پڑی۔ مثلاً جب کلیسیا رسُول سے کسی اَمر کی نسبت صلاح طلب کرنا یا دُوسری کلیسیا کے پاس خط بھیجنا چاہتی

تھی تو جماعت جمع ہوگئی اور اُس نے خط تیار کیا اور کلیسیا کے نام سے بھیج دیا (اکرنتھیوں ۷: ۱ اور ۲ کرنتھیوں ۲: ۱-۲-۷-۱۹) ایسے جلسے میں جماعت نے ایلچیوں کو بھی مقرر کیا اور بھیج دیا۔ جو چندہ یروشلم کے مُقدّسوں کے لئے کیا گیا غالباً اِن ہی جلسوں نے اُس کا اِنتظام کیا (اکرنتھیوں ۱۶: ۱-۲۱) اور نہ صِرف بیرونی بلکہ اندرونی معاملات کا اِنتظام بھی جماعت کے ہاتھ میں تھا جب کبھی کسی بھائی نے گُناہ کیا تو جماعت نے جمع ہوکر اُس کی تنبیہ کی اور اُس کو واجبی سزا دی (اکرنتھیوں ۵: ۸) اور جب اُس نے توبہ کی تو جماعت نے صلاح مشورہ کرنے کے بعد اُسے پھر بحال کیا (۲ قرنتیوں ۲: ۶-۹) جب کبھی مُناسب سمجھا گیا تو شُرکا کی رائے لی گئی اور ہر ایک اَمر کا فیصلہ جماعت کی کثرت الرّائے سے ہُوا کرتا تھا (۲ قرنتیوں ۲: ۶) بھائیوں میں جھگڑے ہوتے تھے جماعت اُن کا فیصلہ کرتی تھی۔ ایسے جھگڑوں کو بے دینوں کے مُحکموں میں لانا روا نہ تھا چنانچہ پُولُس کرنتھیوں کو نصیحت کرکے اُن سے یہ پُوچھتا ہے کہ "کیا تُم میں سے کسی کو جُرأت ہے کہ جب دُوسرے کے ساتھ مُقدّمہ ہو تو فیصلے کے لئے بے دینوں کے پاس جانے اور مُقدّسوں کے پاس نہ جائے؟ کیا واقعی تُم میں ایک بھی نہیں ملتا جو بھائیوں کا فیصلہ کرے؟" (اقرنتیوں ۶: ۱-۸) رسُولوں کے قوانین میں یہ ہدایت کی گئی ہے "غیر قوم والوں سے اپنے جھگڑے

کا ذِکر نہ کرو اور نہ اُن کو اپنے مُقدّموں میں گواہ ہونے کے لئے بلاؤ اور نہ اُن کو مُنصف ٹھہراؤ بلکہ جو قیصر کا ہے قیصر کو دو مثلاً خراج اور جزیہ اور محصُول۔ تُمہارے مُحکمے ہفتے کے دُوسرے دِن اِجلاس کیا کریں کیونکہ اگر کوئی شخص فیصلے سے ناخُوش ہو تو سبت سے پیشتر جماعت اُس کا اِعتراض سُن سکتی اور طرفین میں صُلح کرا سکتی ہے۔ خادم (ڈیکا نوئی) اور بُزرگ (پریسبٹرائی) مُحکموں کے اجلاس میں حاضر ہوں اور بغیر طرفداری کے اِنصاف کریں جیساکہ مردِ خُدا کو جن کے دِل صاف ہیں کرنا واجب ہے۔ سزا ایک قسم کی نہ ہو بلکہ گُناہ کے مُطابق ہو فعلی گُناہ کے لئے ایک سزا زبانی گُناہ کی اور طرح کی سزا اور بُری نیّت کے لئے ایک اور قسم کی سزا۔ بعضوں کو سمجھانا اور ملامت کرنا اور بعضوں پر جرمانہ لگانا چاہئے۔ جُرمانہ غریبوں کی اِمداد کے لئے خرچ کیا جائے بعضوں کو روزہ رکھنے کا حُکم دو اور بعضوں کو کلیسیا سے خارج کرو۔"

اعلیٰ اِختیار جماعت کا تھا

پُولُس کے خطوں سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ رسُولی زمانے کی کلیسیا میں اعلیٰ اِختیار مقامی جماعت کا تھا۔ عُہدے داروں کا اور کوئی اِختیار نہ تھا مگر وہ جو جماعت کی طرف سے اُن کو دیا گیا۔ چنانچہ پُولُس اپنے خطوں میں عُہدے داروں سے یا محض عُہدے داروں سے نہیں بلکہ جماعت کو نصیحت کرتا اور ہر ایک ضروری کام کو انجام دینے کے لئے اُس کو

حُکم دیتا اور شُرکا کی بہبُودی اور ترقّی کا ذِمّہ اُس پر ڈال دیتا ہے۔ کرنتھیوں کے نام کے خطوں میں عُہدے داروں کا بہت تھوڑا ذِکر آیا ہے۔ اِس جماعت کا اِنتظام اب تک نامُکمّل معلُوم ہوتا ہے۔ بعضوں کا خیال ہے کہ جب پَولُس اُن سے یہ پُوچھتا کہ "کیا واقعی تُم میں ایک بھی نہیں مِلتا جو بھائیوں کا فیصلہ کرے" اور اِستفنس کا ذِکر کرتے وقت اُن سے یہ اِلتماس کرتا ہے کہ "اَیسے لوگوں کے تابع رہو" تو گویا اِس بات کا اِشارہ کرتی ہے کہ وہ اپنا اِنتظام کریں اور لائق آدمیوں کو کلیسیا میں عُہدے دار مُقرّر کریں۔ رومہ کی کلیسیا بھی ایک اِنتظام یافتہ جماعت نہ تھی بلکہ اَیسا معلُوم ہوتا ہے کہ وہاں پر کئی ایک مسیحی تھے جو رُتبہ اور دینی خِدمت کے سبب مشہُور تھے۔ اُنہوں نے اپنے گھروں کو بھائیوں کے سپُرد کیا اور چھوٹی چھوٹی جماعتیں اُن کے گھروں میں عِبادت کے لئے جمع ہُوا کرتی تھیں اور وہ اُن کو اپنے ہادی سمجھتے تھے۔ پَولُس اِن چھوٹے گھروں کو کلیسیائیں کہتا ہے (رومیوں ۱۶: ۳-۱۵) کُلسّے اور لودوکیہ کی کلیسیاؤں کا بھی یہ ہی حال تھا پَولُس مُختلف اشخاص کے پاس سلام بھیجتا ہے۔ لیکن اِن لفظوں سے نہیں کہ وہ کلیسیا میں عُہدے دار تھے۔ اُس نے اپنے مُریدوں کو بہت سی نصیحتیں لکھیں لیکن اُن میں کہیں اِس طرح کی نصیحت پائی نہیں جاتی کہ وہ جماعت کا کُل اِختیار عُہدے داروں کے ہاتھ میں چھوڑ دیں یعنی ایک ہیراکی

کو قائم کریں اور نہ کبھی یہ نصیحت کی گئی کہ کُل کلیسیا کا اِنتظام محض ایک ہی طریقے پر کیا جائے۔

مددگار اور مُنتظم

تو بھی پَولُس کے خطوں میں اِن جماعتوں کے اِنتظام کی طرف بہت سے اِشارے مِلتے ہیں۔ تسلُنیکے میں جماعتی جلسے کی وہ ہی قدر ہوتی تھی جیسے کہ کرنتھس میں۔ اُس جلسے نے شُرکا کی تنبیہ کی (۱ تسلُنیکیوں ۵: ۱۴) اور ایلچیوں کو مُقرّر کیا جو پَولُس کے ہمراہ ہوکر کلیسیا کا چندہ یروشلم میں پہنچادیں (۲ کرنتھیوں ۸: ۱۹)۔ غرض جماعت کا سارا اِنتظام اُس کے ہاتھ میں تھا۔ لیکن اِس کے علاوہ اَیسے آدمیوں کا بھی ذِکر کیا جاتا جو تسلُنیکیوں پر حُکمرانی کرتے تھے اور تسلُنیکیوں کو یہ نصیحت کی جاتی ہے کہ "وہ اُن کے کام کے سبب محبّت سے اُن پیشواؤں کی بڑی عِزّت کریں" (۱ تسلُنیکیوں ۵: ۱۲-۱۳) کرنتھس کی کلیسیا میں مددگار تھے[۱] یعنی اَیسے لوگ جو اپنے مال یا اُن رُوحانی نِعمتوں سے جو اُن کو مِلی تھیں جس طرح ہوسکا اپنے غریب بیکس بھائیوں کی اِمداد کرتے تھے[۲] اور مُنتظم بھی تھے یعنی وہ لوگ جن کو حِکمت کی رُوح مِلی تھی اور جو مُشکلات میں مسیحی جماعت کی رہنمائی اُس طرح سے کرتے تھے جس طرح کی ایک ماہر ناخُدا جہاز کی رہنمائی کرتا ہے (۱ کرنتھیوں ۱۲: ۲۸) پھر پَولُس

[۱] اینٹی لیمپسس۔ خِدمت یا مدد کرنے والے۔ [۲] کبرنیٹیس۔ سکّان گیر جہازراں۔

کُرنتھس کے مسیحیوں کو نصیحت کرتا ہے کہ "وہ استِفنس کو جو اخیہ کا پہلا مُرید تھا اور اُن سب آدمیوں کے تابع رہیں جو اُس کی طرح مُقدّسوں کی خدمت کے لئے مُستعد رہتے ہیں (۱کرنتھیوں ۱۶: ۱۵-۱۶) رومیوں کے نام کے خط میں بھی پُولُس پیشواؤں کا ذِکر کرتا اور اُن کو جتا دیتا ہے کہ "سرگرمی سے پیشوائی کریں" (رومیوں ۱۲: ۸) اِن مقامات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اِن اِبتدائی جماعتوں میں ایسے اشخاص تھے جو ہادی سمجھے جاتے اور ہروقت جانفشانی سے بھائیوں کی خدمت کرتے تھے۔ ممکن ہے کہ جماعت کی طرف سے اُن کا باقاعدہ اِنتخاب اور تقرر نہ ہُوا تھا تو بھی وہ اُسی خدمت میں مشغُول تھے جو اِنتظام یافتہ جماعتوں میں خادِم اور بُزُرگوں کے سپُرد کی گئی جن کی تقرری کے لئے پُولُس نے پاسبانی خطوں میں حکم دیا۔

اِن جماعتوں کی تصویر کے دو پہلو کوئی یہ خیال نہ کرے کہ اِس اِبتدائی زمانے کی کلیسیائیں کامِل اور نُقصوں سے بالکُل خالی تھیں۔ البتّہ اُن کی بہت سی خُوبیاں اور فضیلتیں تھیں جو اِس زمانے کی کلیسیاؤں میں کم نظر آتی ہیں۔ پروفیسر اِسٹاکر صاحب کا کہنا دُرست ہے کہ یہ قرینِ قیاس نہیں کہ جن بُرے معاملات میں سے نِکل کر کرنتھس کے لوگ مسیحی گلّے میں شامل ہوگئے تھے اُن کے پیچھے سے بالکل رہا ہو جائیں۔ پُرانی زندگی کے میلے کچیلے

چیتھڑے ایکدم پُورے طور سے اُتارے نہ گئے بلکہ اکثر وہ لوگ حیران ہوجاتے تھے کہ کِن باتوں کو چھوڑنا اور بدلنا اور کِن کو جاری اور قائم رکھنا ہم پر فرض ہے۔ شُکر کی بات ہے کہ پُولُس نے دونوں پہلوؤں کو ہمیں دِکھایا نہ فقط درخشاں چمک دمک کا پہلو بلکہ تاریک پہلو بھی اور جو باتیں اُس نے لکھیں وہ ہماری تعلیم کے لئے لکھی گئیں تاکہ ہم صبر سے اور کتابِ مقدّس کی تسلّی سے اُمید رکھیں۔

کرنتھس کی جماعت میں تفرقے پہلی خرابی جس کے لئے پُولُس نے کرنتھس کی کلیسیا کو سخت ملامت کی یہ تھی کہ اُن میں تفرقے برپا ہوئے تھے مسیحِ مصلُوب کی خالص تعلیم کو چھوڑ کر وہ اپنے اُستادوں کی نامناسب حد سے زیادہ عزّت کرنے اور اُن کے نام سے کہلانے لگے بعض اپنے تئیں پُولُس کے دُوسرے اپنے آپ کو اپلوس کے اور چند اور اپنے کو پطرس کے کہتے تھے اور ایک چوتھے فرقے کے لوگ اِن سب سے اپنے تئیں بالاتر ٹھہرا کر اپنے آپ کو مسیح کے پیرو یا صرف مسیحی کہتے تھے۔ یہ پُولُس کے اور اور رسُولوں کے اِختیار کا بالکُل اِنکار کرتے اور شاید سب سے زیادہ تفرقے پیدا کرنے والے تھے۔

اخلاقی گناہ لیکن اِس خرابی سے بڑھ کر چند اخلاقی گناہ تھے جو کرنتھس

کی کلیسیا میں دخل پاکر مسیحی مذہب کے لئے بڑی بدنامی کے باعث ہوئے تھے۔ناپاکی اور شہوت پرستی بُت پرست مذاہب کا ایک خوفناک نتیجہ ہے اور کرنتھس کی کلیسیا ابتک اِس بُرائی سے بالکل بچ نہیں گئی تھی بلکہ ایک شخص سے جو اُس کلیسیا کا شریک تھا ایسا مکروہ گُناہ ہُوا تھا جس کی نظیر مُشکل سے غیر اقوام میں مل سکتی تھی اور مُقدّمے بازی کا گُناہ بھی اُن میں جاری تھا۔ باہمی فیصلے کے بجائے غیر مسیحی مُنصفوں کے سامنے مسیحی مسیحی پر نالش کرتے اور ظُلم بھی کرتے اور ایک دُوسرے کو نُقصان پہنچا دیتے تھے۔پولُس کو اُن کو یہ لکھنا پڑا کہ "فریب نہ کھاؤ۔ نہ حرامکار خُدا کی بادشاہت کے وارث ہونگے نہ بُت پرست نہ زناکار نہ عیّاش نہ لونڈے باز نہ چور نہ لالچی نہ شرابی نہ گالیاں بکنے والے نہ ظالم"۔ وہ اُن کو حُکم دیتا ہے کہ "حرامکاری سے بھاگو۔تُمہارا بدن رُوحُ القدس کا مُقدّس ہے اور تُم اپنے نہیں کیونکہ قیمت سے خریدے گئے ہو۔پس اپنے بدن سے خُدا کا جلال ظاہر کرو" (۱ کرنتھیوں ۶: ۹-۱۰-۱۹-۲۰)۔

یہودی اور غیرقوم مسیحیوں کی باہمی ملاقات سے مشکلات کا پیدا ہونا

اِس قسم کی خرابیاں کلیسیا کے اکثر اُس حصّے میں پائی گئیں جس میں زیادہ غیر اقوام پائے جاتے تھے۔یہودی مُرید اپنے غیر قوم بھائیوں کی بے لگام زندگی سے نفرت کرکے

کبھی کبھی دُوسری حد تک جا پہنچتے اور شادی ہی بُرا سمجھ کر یہ سوال اُٹھاتے تھے کہ کیا بیوہ کو پھر شادی کرانا روا ہے اور اگر کسی مسیحی کی شادی غیر مسیحی سے ہوئی تو اُسے رکھنا یا چھوڑ دینا چاہئے[1]۔ جو مسیحی غیر اقوام سے آئے تھے وہ اکثر بُتوں کی ضیافتوں میں شامل ہوتے تھے گو اُن کو معلوم تھا کہ اِن ضیافتوں میں بڑی نشے بازی ہوتی تھی جو یہودیوں میں سے آئے تھے وہ بازار میں سے ایسا گوشت خریدنا بھی گُناہ سمجھتے تھے جو بتوں کی قُربانی چڑھایا ہُوا ہو اور جو لوگ ایسی آزادی سے کام لیتے تھے اُن کی ملامت کرتے اور نظرِ حقارت سے دیکھتے تھے۔پولُس نے اِن مُشکلات کو بھی حل کیا اور اُن کو یہ اصُول بتا دیا کہ بدی کی صُورت سے بھی بچے رہیں مشکوک باتوں سے پرہیز کریں مبادا اپنی جان خطرے میں ڈالیں اور کہ وہ اپنے بھائیوں کی بہبودی کا لحاظ کرکے اپنی آزادی کا حق گھٹا دیں۔

مجلسوں میں بے قاعدگیاں

"نہ صرف اُن کی خانگی زندگی بلکہ اُن کی عام مجلسوں میں بھی بڑی بے قاعدگیاں جاری ہو گئیں تھیں۔جن کو رُوح کے اِنعام ملے تھے وہ اُن کا مقصد بُھول کر اُن کے سبب متکبّر اور شیخی باز ہوگئے بلکہ اُن کی بداستعمالی بھی کرنے لگے اِس لئے کبھی کبھی اُن کی مجلسوں میں بڑی ابتری اور شوروغل

[1] اِس بیان کی چند باتیں پروفیسر اسٹاکر صاحب کی تصنیف بنام حیاتِ پولُس سے اقتباس کی گئی ہیں۔

واقع ہوتا تھا۔ ہر شخص زور مارتا تھا کہ عبادت میں حصّہ لے اور کبھی کبھی دو دو تین تین اکٹھے بولنے لگتے تھے۔ عشاء ربّانی کو بھی بیجا طور پر عمل میں لانے لگے یہاں تک کہ خُدا کی میز شراب خوری کی میز بن گئی۔

کلیسیا کی طفلی حالت کی تصویر

یاد رہے کہ یہ کلیسیا جس کا خاکہ پَولُس نے کرنتھیوں کے نام کے خطوں میں کھینچا اب تک عہدِ طفولیت میں تھی۔ جو خطوط اُس نے اُن کے بعد لکھے اُن سے پتہ لگتا ہے کہ کلیسیائی عبادت اور اِنتظام زیادہ مکمل صُورت اِختیار کر گئے تھے۔ کرنتھس کی کلیسیا مسیحی ملکوں اور ہمارے بڑے شہروں کی اِنتظام یافتہ کلیسیاؤں سے مختلف تھی اور زیادہ تر اُن جماعتوں کے مُشابہ تھی جو اِس زمانے کے مشنری غیر مسیحی ملکوں میں اور خاصکر دیہات میں قائم کر رہے ہیں۔ ہم خُدا کا بڑا شُکر کرتے ہیں کہ اُس اِبتدائی کلیسیا کی ایک ایسی تصویر کھینچی گئی جس سے اُس کے خال و خط صاف اور اُبھرے ہُوئے نظر آتے ہیں۔ ہندوستان میں آجکل تقریباً وہی حالات پائے جاتے ہیں جیسے کہ اُن ملکوں میں جن میں رسُولوں نے مسیحی کلیسیائیں قائم کیں اور چونکہ وہ اِلہامی شخص تھے اِس لئے جس طریقے پر اُنہوں نے اِس کام کو انجام دیا اُس پر غور کرنا ہمارے لئے ایک مُفید اور ضروری کام ہے۔ لہٰذا اِس بات کو ختم کرنے سے پیشتر میں چند عملی باتوں کا مُختصر ذکر کرنا چاہتا ہوں۔

مقامی جماعتوں کے بنانے میں غفلت

(۱) ہندوستان میں آجکل مسیحیوں کی مقامی جماعتوں کو قائم کرنے کی از حد ضرورت ہے۔ اِس میں کچھ شک نہیں کہ اکثر ہم نے اِس کام میں غفلت اور سُستی کی۔ لوگوں کو بپتسمہ دینے میں ہم زیادہ دیری نہیں کرتے لیکن اُن کو کلیسیا کی پُوری شراکت میں لانے اور جماعتوں میں اُن کو جمع کرنے میں خاصکر دیہات میں اکثر بڑی دیر ہوتی ہے۔ ہزاروں کو بپتسمہ دیا جاتا ہے اور مُدّت تک وہ محض بپتسمہ یافتہ مسیحی یا پروبیشنر (اُمیدوار) رہتے بلکہ اکثر اُن میں سے زیادہ حصّہ کبھی عشاء ربّانی میں شریک نہیں ہوتا۔ مُدّت تک کوئی ایسی جماعت وجُود میں نہیں آتی جو خود مختار ہو اور بیرُونی اِمداد کے بغیر اپنا اِنتظام کرے۔ رسُولی زمانے کے مسیحیوں کا یہ حال نہ تھا۔ جہاں کہیں لوگ مسیح پر ایمان لائے اُن کو بپتسمہ دیا گیا اور وہ فوراً دُعا اور عبادت کے لئے جمع ہوتے اور پاک عشاء کی رسم کو مانتے اور آپس میں اِتحاد رکھنے لگے اور مسیح کی بادشاہت کو پھیلانے لگے۔ ضرور ہمارے طریقِ عمل میں کوئی غفلت ہوگی۔ یا تو ہم جلدی کر کے ایسے آدمیوں کو بپتسمہ دیتے ہیں جو اب تک اِس کے لائق نہیں یا ہم اُن کو شاگرد بنا کر مسیحی تعلیم دینے میں قاصر رہتے ہیں۔ خواہ وجہ کچھ ہی ہو ہم پر فرض ہے کہ اِس نقص کو رفع کرنے کی تجویز کریں جب تک ہم شہروں اور گاؤں میں ایسی جماعتیں قائم نہیں کرتے جو

خودمختار ہوں اور اپنی ہی پرورش کریں اور بغیر بیرونی اِمداد کے اپنے اپنا اِنتظام کریں تب تک ہمارے کام میں کوئی پائداری نہیں ہوگی۔ اگر مثلاً اِن بپتسمہ یافتہ لوگوں کو چھوڑ دے یا مشن کسی وجہ سے اُن کی مدد نہ کرسکے تو اُن کے قائم رہنے کی بہت تھوڑی اُمید ہے۔ پس پَولُس کے طریقے پر کام کرنا اور مسیحی جماعتوں کو قائم کرنا اور اُن کو مضبوط کرنا ایک ضروری بات ہے۔

مسیح کے ساتھ زندہ اور شخصی تعلّق رکھنا

ہم اِس کام کو کس طرح انجام دیں؟ میں پھر جواب دیتا ہُوں کہ مسیح اور اُس کے رسُولوں کے طریقِ عمل پر غور کیجئے جب مسیح نے اپنے شاگردوں کی پہلی مجلس بنائی تو بارہوں کو مُقرّر کیا کہ اُس کے ساتھ رہیں۔ اُس کی قُربت میں رہ کر اُنہوں نے اُس کو پہچانا اور اُس سے محبّت کرنے لگے اور اِس پہچان اور محبّت نے اُن کو ایک دُوسرے کے ساتھ مِلا دیا اور وہ محبّت ایک ایسا بند بن گیا جسے کوئی توڑ نہیں سکتا تھا۔ مسیح میں وہ ایک ہوگئے۔ رسُول بھی اِس طریقے پر کام کرتے رہے وہ اپنے مُریدوں کے لئے یہ چاہتے تھے کہ وہ مسیح کو پہچانیں اُس میں پائے جائیں اُس کے جی اُٹھنے کی قُدرت کو اور اُس کے ساتھ دُکھوں میں شریک ہونے کو معلوم کریں اور اُس کی موت سے مُشابہت پیدا کریں۔ دس حُکم اور عقائدِ رسُولی اور خُداوندکی دُعا اور کیٹیکسم سِکھانا کافی نہیں۔ مسیح کے ساتھ زندہ اور شخصی تعلّق پیدا کرنیکی

کی ضرورت ہے۔ جو اُس میں شریک ہوگئے ہیں۔ وہ آپس میں بھی شریک کئے جاتے اور ایک دُوسرے کو بھائی جانتے ہیں اور مسیح میں ہوکر ایک جماعت بنتے ہیں۔

ہادیوں کی ضرورت

پھر رسُولی زمانے کی کلیسیا کا مُطالعہ کرنے سے ایک اور دلچسپ بات ہم پر ظاہر ہوگئی ہے یعنی یہ کہ جب کوئی مقامی جماعت برپا ہُوئی خواہ اِنتظام یافتہ یا غیر اِنتظام یافتہ تو اُس میں خاص شخص خادِم اور ہادی نظر آتے ہیں۔ اِن ہادیوں نے بھائیوں کو ایک جماعت میں مُرتّب کیا اور اکثر یہ جماعت اُن کے گھروں میں دُعا اور عِبادت کے لئے جمع ہوتی تھی۔ ایسے ہادیوں کے بغیر مقامی جماعتوں کو بنانا یا اُن کو قائم رکھنا ایک نا مُمکن اَمر ہے۔ پس چاہئے کہ ہم دیہات میں اور شہروں میں لائق آدمیوں کو ڈھونڈھیں اور اُن کو تعلیم دیکر لوگوں پر چودھری مُقرّر کریں۔ پھر اِن چودھریوں کو تعلیم دیتے رہیں تاکہ ڈیکن اور ایلڈر اور پاسبان کی خدمت کرنے کے لائق بن جائیں۔ اِس طریقے پر اگر کام کیا جائے تو رفتہ رفتہ ہر کہیں اِنتظام یافتہ کلیسیائیں قائم ہوجائینگی۔

رُوحانی زندگی کی ضرورت

آخراً ہم کلیسیائی اِنتظام کا زیادہ خیال نہ کریں اور نہ اُس پر اپنا بھروسہ رکھیں یا یہ سمجھیں کہ کلیسیا کا وُجُود کسی خاص طریقِ اِنتظام پر موقوف ہے لیکن سب سے زیادہ اِس بات کے لئے فکر کرتے رہیں کہ ہماری جماعتوں میں رُوحانی زندگی ہو اور رُوح القُدس اُن میں بسا کرے۔ البتّہ اِنتظام کی بھی ضرورت ہے لیکن نہ تو

مسیح اور نہ اُس کے رسولوں نے کسی خاص اِنتظام کا حکم کیا لیکن صرف اُس کے اصول بتا دِئے۔ اِبتدائی کلیسیا کا بھی کیسا کوئی اِنتظام نہ تھا جو ہر ملک اور ہر زمانے میں قابلِ تسلیم و تقلید ہو۔ معلوم نہیں کہ کلیسیائے ہند کا طریقِ اِنتظام کیسا ہوگا۔ ہماری دُعا اور اُمید یہ ہے کہ جو طریقہ اِس کے لئے سب سے بہتر اور سب سے زیادہ مُفید اور خُدا کی مرضی کے مُطابِق ہے وہی اِختیار کیا جائے۔ لیکن زِندگی اِنتظام سے بڑھکر ہے اور زِندگی کے بغیر اِنتظام خواہ کیسا اچھا کیوں نہ ہو ناقص اور فضول ہے۔ اِبتدائی کلیسیاؤں میں اِنتظام کی کمی تھی لیکن اُس میں ایک فضیلت تھی یعنی رُوحانی زِندگی اور رُوح القدس کا زور۔ مابعد کے زمانوں کی باقاعدہ ترتیب اور ضابطے اِس زِندگی کی عدم موجودگی کی تلافی نہیں کر سکتے۔ ہر ایک مسیحی میں رُوح کی قُوّت اپنا جلوہ دِکھا رہی تھی۔ ہر ایک سینے میں نئے خیالات جوش مار رہے تھے اور سبھوں کو یقین تھا کہ ایک نئے مُلک کا آفتاب ہم پر طلوع ہُوا ہے۔ یہ زِندگی اور محبت اور نُور ہر جگہ زور مار کر پھیل رہے تھے۔ چاہئے کہ کلیسیائے ہند اِس بات پر خُوب غور کرتی رہے ہر ایک مسیحی کو اور ہر ایک مسیحی جماعت کو زِندگی کی ضرورت ہے۔ "نہ تو زور سے اور نہ توانائی سے بلکہ میری رُوح سے ربُّ الافواج فرماتا ہے" (زکریا ۴ : ۶)۔

دسواں باب

خاص کلیسیائیں

"چراغ تو بہت مگر ایک ہی نُور"

کلیسیا کے تفرقوں کو کس رنگ میں دیکھنا چاہئے۔

یہہ لاطینی زبان کا ایک قدیم مقولہ ہے جو عین ظاہری کلیسیا کی موجودہ حالت پر عائد ہوتا ہے۔ جیسا کہ ہم پیشتر بتا چکے آجکل ظاہری کلیسیا بہت سی مُختلف شاخوں میں مُنقسم ہے جو خاص کلیسیائیں یا ڈی نامینیشنز کہلاتی ہیں۔ کلیسیا کے اِن تفرقوں کو ہم کس رنگ میں دیکھیں اور ان کے متعلق ہم کس طریقِ عمل کو اختیار کریں ؟ کیا برادران یعنی پلیمتھ برادرن اور چند اور مسیحیوں کی طرح ہم اِنکو بالکل بُرا سمجھکر لوگوں کو یہہ صلاح دیں کہ اپنی کلیسیاؤں میں سے نِکل آؤ۔ اور ایسی جماعت میں شامل ہو جاؤ جس میں کوئی تفرقے نہیں ؟ تجربے سے معلوم ہوا ہے کہ ایسا کرنے سے تفرقوں کی بُرائی رفع نہیں ہوتی بلکہ اور بھی زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ برادران میں بھی تفرقے ہوتے ہیں۔ کیا اور بعضوں کی طرح ہم یہہ دعویٰ کریں کہ جس جماعت سے ہم تعلق رکھتے ہیں وہی اکیلی خدا کی سچّی کلیسیا ہے۔ باقی سب کلیسیائیں محض تفرقے ہیں اِسلئے سب لوگوں پر فرض ہے کہ اِن تفرقوں کو چھوڑ کر ہماری جماعت کے ساتھ شراکت حاصل کریں۔ ورنہ خدا کے پورے فضل سے محروم رہینگے۔ ؟ یہہ بھی ایک غلط

طریقہ ہے۔ مسیح کی بھیڑیں سب کی سب ایک ہی بھیڑخانے کی تھیں۔ چراغ بہت ہیں اور وہ سب ایک طرح کے ہیں بعض اُن میں سے روشنی زیادہ دیتے ہیں اور بعض کم۔ بعضوں کی روشنی غلط تعلیم اور گناہ کے سبب دُھندلی ہوگئی ہے اور وہ بجھنے کے قریب ہیں اور بعض بڑی چمک دمک سے جل رہے ہیں۔ ایک چراغ روشنی کی ساری خوبیوں کو نہیں دکھا سکتا مگر مختلف چراغوں سے اکثر اُنکی حشمت ظاہر ہوجاتی ہے۔ چراغ بہت ہیں مگر نور ایک ہی ہے اور گمان غالب ہے کہ موجودہ حالت میں مختلف چراغوں کی ضرورت ہے۔ جب ہم مسیحیوں کی جماعتوں کی جانچ کرتے ہیں تو ایک ضروری سوال یہہ ہے کہ آیا وہ مسیح کا نُور دکھاتے ہیں یا نہیں۔؟ جس جماعت سے مسیح کا نور چمک رہا ہے وہی مسیح کی ایک کلیسیا ہے۔

کلیسیا کی تین بڑی شاخیں

آجکل مسیحی کلیسیا کی تین بڑی شاخیں ہیں یعنی (۱) رومن کاتھولک کلیسیا (۲) یونانی اور شرقی کلیسیائیں۔ (۳) انجیلی کلیسیائیں تیسری شاخ کی جماعتیں اکثر پروٹسٹنٹ کہلاتے ہیں اسلئے کہ اصلاح کے زمانے میں اُنہوں نے رومن کاتھولک کلیسیا کی غلط تعلیم پر اعتراض کیا لیکن ان کی خاص انخاص علامتیں یہہ ہیں کہ ان کی تعلیم اور طریقِ عبادت اور انتظام انجیل کی تعلیم پر مبنی ہے لہذا اس کتاب میں ہم اُنکو انجیلی کلیسیائیں کہینگے۔

گیارھواں باب

دُو قدیم کلیسیائیں

"خیال کر کہ تو کہاں سے گرا"۔ مکاشفہ ۲: ۵

یہہ بات خُداوند نے افسس کی کلیسیا سے کہی۔ آج کل رُومن کاتھولک اور یونانی کاتھولک یا شرقی کلیسیاؤں سے بھی یہ ہی کہا جا سکتا ہے۔ ساری کلیسیاؤں میں سے وہ سب سے زیادہ قدیم ہیں اور وہ اس بات پر فخر کرتے ہیں کہ ہمارے عُہدہداروںکا سلسلہ رسولوں کے وقت سے چلا آتا اور سچی کلیسیا ہم ہی ہیں لیکن اُنکو معلوم نہیں کہ وہ انجیل کی سچی تعلیم سے کہانتک برگشتہ ہوگئی ہیں۔ جب انسان سچائی کو چھوڑ دیتا یا اسے دبا دیتا تو اکثر اُسکا یہی نتیجہ ہوجاتا ہے کہ وہ اندھا ہوجاتا وہ خیال کرتا ہے کہ مَیں دولتمند ہُوں اور مالدار بنگیا ہوں اور یہہ نہیں جانتا کہ وہ کمبخت اور خوار اور غریب اور اندھا اور ننگا ہے۔ یہہ ہی ان دو قدیم کلیسیاؤں کا حال ہے۔

(۱) رومن کاتھولک کلیسیا

ایک جھوٹا دعوے۔

رومن کاتھولک کلیسیا سے ظاہری کلیسیا کی وہ شاخ مُراد ہے جسکے شرکا رُومہ کے اُسقُف کو جو پوپ کہلاتا ہے کلیسیا کا سرِ اعظم جانتے اور مذہبی معاملات میں بیچون وچرا اُسکی فرمانبرداری کرتے ہیں۔ اکثر وہ لفظ رومن ناپسند کرکے اپنے آپ کو صرف کاتھولک کہتے اور اپنی کلیسیا کو کاتھولک کلیسیا یعنے

کلیسیائے جامع اور سچی کلیسیا قرار دیتے ہیں جسکے باہر نجات پانا ایک امر محال ہے۔ لیکن یہہ ایک جھوٹا دعوے ہے کاتھولک یا عالمگیر کلیسیا کسی ایک خاص کلیسیا پر محدود نہیں بلکہ اُن سب جماعتوں سے بنی ہوئی ہے جو مسیح کا خداوند ہونیکا اقرار کرتی اور انجیل کی صحیح تعلیم کو مانتی ہیں۔ پس رومن کاتھولک کلیسیا کچھ ہے اور کیتھلک کلیسیا اور کچھ۔

رومن کاتھولک کلیسیا نے کس طرح سے فوقیت حاصل کی۔

مسیحوں کی جماعت جو رسُولی زمانے میں رُومہ شہر میں قائم کیگئی شروع ہی سے ایک نامور کلیسیا تھی۔ پُولوس رُومہ کے بھائیوں کو لکھتے ہوئے یہہ کہتا ہے "تمہارے ایمان کا تمام دُنیا میں شُہرہ ہو رہا ہے" (رومیوں ۱: ۸) غالباً پُولوس اور پطرس دونوں نے رُومہ شہر میں شہادت کا تاج پایا۔ شہنشاہ نیرو کے عہد میں یہہ کلیسیا بڑی مُصیبتوں میں سے گُذری اور وفادار رہی رُومہ ایک بہت قدیم شہر اور کُل دُنیا کا دارالسلطنت تھا اور سنہ ۱۰۰ء کے قریب وہاں کی کلیسیا شُرکا کے شُمار کے لحاظ سے اور سب کلیسیاؤں پر سبقت لے گئی تھی علاوہ بریں یہہ کلیسیا اپنی خدمت کے سبب سے مشہور تھی۔ اُس نے بدعتوں کا مُقابلہ کیا صحیح تعلیم کو قائم رکھا اور اسکی حمایت کی اور انجیل کو دُور دور مُلکوں میں پہونچا دیا۔ پس تعجب کی بات نہیں کہ مسیحیوں میں وہ ایک افضل کلیسیا سمجھی گئی اور جب کلیسیاؤں میں اُسقفی انتظام مروّج ہو گیا تو رومہ کے اُسقوف نے

رفتہ رفتہ اور اُسقُفوں پر فوقیت حاصل کی۔ پانچویں صدی میں لیوُ اول نے اعلےٰ اختیار کا دعوے کیا اور مغربی سلطنت کے شہنشاہ ویلنٹینین نے ۴۴۵ء میں سب کو حکم دیا کہ رُومہ کے اُسقُوف کی اطاعت کریں لیکن ۴۵۱ء میں کیلسڈن کے جلسۂ عام نے قسطنطنیہ کے اُسقُوف کو رُومہ کے ہم پلّہ قرار دیا۔ لیوُ نے اس فیصلے پر سخت اعتراض کیا پوپ گریگری اعظم نے (۵۹۰ء۔ ۶۰۴ء) یہہ دعوے کیا کہ چونکہ پطرس رسولوں میں افضل تھا اور کل کلیسیا کی خبرگیری اُسکے سپرد کی گئی تھی اس لئے رُومہ کا اُسقُوف جو پطرس کا قائم مقام ہے ساری کلیسیاؤں پر اختیار رکھتا ہے۔ شرقی کلیسیا نے اس دعویٰ کو کبھی منظور نہیں کیا لیکن مغربی یورپ کے مسیحی سب کے سب پوپ کے تابع ہو گئے اور یوں مغربی کلیسیا وجود میں آئی جو آجکل رومن کاتھولک کلیسیا کے نام سے مشہور ہے۔

رومن کاتھولک کلیسیا کی حکومت۔

گریگری اعاظم کے بعد پوپوں کا اختیار اور بھی زیادہ بڑھ گیا گریگری ساتویں (۱۰۷۳ء سے ۱۰۸۵ء تک) اور انّو سینٹ تیسرے نے (۱۱۹۸ء سے ۱۲۱۶ء تک) یہہ دعوے کیا کہ نہ صرف دینی بلکہ کُل دُنیاوی اختیار بھی پوپ کو دیا گیا ہے وہ دُنیا میں مسیح کا نائب ہے اور سارے بادشاہوں کو اسکی فرمانبرداری کرنی چاہئے اور پوپ پیوس نویں نے ۱۸۷۰ء میں صادق القول ہونے کا دعوے کیا۔ رومن کاتھولک کلیسیا نے طریق حکومت کے

بموجب پوپ کلیسیا کا سرِ اعظم ہے اور کُل اختیار اُسکے ہاتھ میں ہے۔ اُسکے ماتحت کارڈنیل صاحبان کی ایک مجلس ہوتی ہے جو کلیسیا میں پوپ کے بعد اختیار رکھتی اور پوپونکا انتخاب بھی کرتی ہے۔ اُنکے بعد آرچ بشپ، بشپ اور خادمانِ دین ہوتے ہیں۔ خادمانِ دین پریسٹ یعنے کاہن کہلاتے اور خُدا اور آدمیوں کے بیچ میں درمیانی ٹھیرائے جاتے ہیں۔ ایسی حکومت کو انگریزی میں ہیرارکی کہتے ہیں یعنے ایک ایسی حکومت جسمیں سارا اختیار دینی حاکموں کے ہاتھ میں ہے۔ یہ حکومت پاک کلام کی تعلیم کے خلاف ہے۔ اور اکثر بے انصافی اور ظلم اور بے رحمی کا آلہ بن جاتی ہے۔ جیساکہ ساتویں باب میں بیان کیا گیا مسیحی کلیسیا شاہی کاہنوں کا ایک مقدّس فرقہ ہے۔ سارے ایماندار کاہن اور بادشاہ ہوکر قربانیاں چڑھانے اور مسیح کے ساتھ بادشاہی کرنیکا حق رکھتے ہیں۔ رومن کاتھولک کلیسیا نے اِس حق کو ایمانداروں سے چھین لیا۔

رومن کاتھولک کلیسیا کی بگڑی ہوئی حالت

اگر ہم رومن کاتھولک کلیسیا کا رومہ کی قدیم کلیسیا کے ساتھ مقابلہ کریں تو سچ مچ ہمکو وہی بات کہنی ہوگی جو یرمیاہ نے بنی اسرائیل کے بارے میں کہی "سونا کیونکر اُجلا ہوگیا خالص سونا کیونکر بدل گیا" (نوحہ ۴:۱) وہ کلیسیا جو قدیم زمانوں میں سچّی تعلیم اور نیک کاموں کے سبب سے

مشہور تھی آجکل ایک بگڑی ہوئی کلیسیا نظر آتی ہے۔ اُسمیں اور رسولی کلیسیا میں آسمان وزمین کا فرق ہے وہ خُدا کے کلام کی بے قدری کرتی لوگوں کو پڑھنے سے منع کرتی اور بائبل کی تعلیم کے بجاے روایتوں اور انسان کی ایجاد کی ہوئی باتیں سکھاتی ہے۔ عوام کو یہہ سکھایا جاتا ہے کہ تم بائبل پڑھنے اور اُسکے معنوں کو سمجھنے کی لیاقت نہیں رکھتے۔ پادریوں سے اُسکی تشریح کروانی چاہیئے۔ اور چونکہ لوگ بائبل کے پڑھنے سے محروم رکھے گئے اِسلئے رومن کاتھولک کلیسیا میں غلط تعلیمات اور ہر قسم کی خرابیاں کثرت سے پیدا ہوگئیں۔ مثلاً رسم پرستی[1]۔ مورت پرستی[2] اور مریم پرستی[3] اور پیر پرستی[4] اور پرلے درجے کی وہم پرستی۔ اِس کلیسیا کی ایک بہت بڑی تعلیم اپ سولیوشن کنفیشنل کی تعلیم ہے یعنے وہ خادمانِ دین کو پریسٹ یا کاہن کہکر اُنکو خُدا اور انسان کے بیچ میں درمیانی ٹھیرا دیتی ہے۔ اور بجاے اس تعلیم کے کہ لوگ مسیح پر ایمان لاکر براہِ راست خُدا سے گناہوں کی معافی حاصل کریں وہ اُنکو یہہ سکھلاتی ہے کہ اگر وہ خلوت میں پادریوں کے سامنے اپنے گناہونکا اقرار کریں تو پادری اُنکو معاف کرائینگے رومن کیتھلک کلیسیا نے لوگوں کو پھر شریعت کی غلامی میں پہونچادیا۔ جس سے مسیح نے ہمکو مخلصی بخشی۔ وہ لوگوں کو یہہ تعلیم دیتی ہے کہ گنہگار کو نیک اعمال سے نجات حاصل کرنی چاہیئے۔

[1] سیریمونیالزم۔ [2] امیج ورشپ۔ [3] میری الیٹری۔ [4] سینٹ ورشپ۔
(Saint-worship) (Mariolatry) (Image-worship) (Ceremonialism)

اِس تعلیم سے بہت سی بُرائیاں پیدا ہوئیں۔ مثلاً مغفرت کے کاغذات کی سوداگری[1]۔ عالم ارواح کی[2] تعلیم اور مُردوں کے لئے دعا پڑھنا اور پڑھانا[3]۔ مسیح نے صرف دو سیکرامنٹ مقرر کئے۔ رومن کاتھولک کلیسیا سات سیکرامینٹ مانتی ہے[4]۔ ایک نہایت خطرناک تعلیم ٹرانس سبس ٹانشیشن کی تعلیم ہے جسکے بموجب پاک عشاء کی رسم مسیح کی قُربانی ٹھیرائی جاتی ہے یعنے یہ دعوےٰ کیا جاتا ہے کہ جسوقت خادم الدین روٹی اور وائن کو مخصوص کرتا تو وہ مسیح کا حقیقی جسم اور لہو بنجاتے ہیں اور جسوقت خادم الدین اُنکو لوگوں کے سامنے اُٹھاتا ہے تو لوگ جُھک کر اُسے سجدہ کرتے ہیں یہہ سخت قسم کی بُت پرستی ہے۔ اِس بُرائی کے خلاف کلیسیائے انگلستان کے مسائل کی اٹھائیسویں دفعہ میں یہہ لکھا گیا۔ تغیّر جوہر یعنے عشاء ربانی میں روٹی اور مے کے جوہر کا تبدّل مقدّس نوشتوں سے ثابت نہیں ہوسکتا بلکہ یہہ رائے کتابِ مقدّس کے صاف صاف کلمات کی عین ضد ہے اور سیکرامینٹ کی خصوصیت کو اُلٹ دیتی ہے اور بہت سے باطل توہّمات کا مُبدا ہوتی ہے مسیح کا بدن عشاء مقدّس میں صرف آسمانی اور روحانی طور پر دیا اور لیا اور کھایا جاتا ہے۔ عشاء

[1] لیگل ازم - [3] انڈلجنسیس - [2] پرگٹری - [4] ماس -

(Mass) (Purgatory) (Indulgences) (Legalism)

وہ سیکرامینٹ یہہ ہیں یعنی بپتسمہ استحکام عشاء ربانی یا ماس) تنبیہ۔ تقرر۔ نکاح۔ اور آخری مسح

ربانی کے سیکرامینٹ کو رکھ چھوڑنا یا لئے پھرنا یا سجدہ کرنا مسیح کے حکم کے مطابق نہیں۔

لوگ رومن کاتھولک کلیسیا کی تعلیم کو کیوں پسند کرتے ہیں

رومن کاتھولک کلیسیا کے شرکا بیس کڑوڑ سے زیادہ ہیں وُہ زیادہ تر ذیل کے مُلکوں میں پائے جاتے ہیں۔ یعنی اٹلی۔ فرانس اسپین۔ پرتگال۔ اسٹریہ۔ آیرلینڈ۔ اور جنوبی امریکہ کی ریاستوں میں۔ شمار کے لحاظ سے وُہ سب کلیسیاؤں سے بڑی ہے لیکن دُنیا میں آجکل اِسکی قدر بہت گھٹ گئی ہے توبھی تعجب کی بات ہے کہ مسیحی کلیسیا کا اِسقدر بڑا حصہ اجتک رومن کاتھولک غلطیوں میں پڑا ہوا ہے۔ اِسکی کیا وجہ ہے؟ ایک وجہ تو یہ ہے کہ رومن کاتھولک کلیسیا کی تعلیم میں بہت سی ایسی باتیں ہیں جو نفسانی آدمی کی طبیعت کے موافق ہیں انجیل کی تعلیم گنہگار کو گرادیتی اور پست کردیتی ہے وہ گنہگار کو یہ بتادیتی ہے کہ تمہارے پاس فخر کی گنجائش نہیں رہی۔ تم اپنی کرنی سے نہیں بلکہ صرف خُدا کے فضل سے بچ سکتے ہو۔ اِسلیئے توبہ کرو اور مسیح پر ایمان لاؤ خودی سے انکار کرو اپنی صلیب کو اُٹھاؤ اور مسیح کی پیروی کرو۔ یہ تعلیم اِنسان کو پسند نہیں اِسلیئے ہمیشہ آدمیوں کے حُکموں اور تعلیموں کی طرف متوجہ ہوتا ہے جو اِس سے یہ کہتے ہیں کہ اگر تم کلیسیا کی ظاہری رسموں کو مانو روزہ رکھو۔ خیرات دو ماس کے لیئے روپیہ دو اور جو کچھ پادری لوگ تمکو بتاتے ہیں وہی کرو تو کلیسیا تمہاری نجات کا بیڑا

اُٹھائیگی۔ بہت لوگ ایسی تعلیم انجیل کی تعلیم سے زیادہ پسند کرتے ہیں۔

رومن کاتھولک ملکوں کی تاریک حالت۔

درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے لہٰذا اگر ہم ان مُلکوں کو دیکھیں جہاں رومن کاتھولک کلیسیا صدیوں تک غالب رہی مثلاً اٹلی۔ آئرلینڈ اور اسپین اور جنوبی امریکہ کی ریاستیں تو معلوم ہو جائیگا کہ وہ پروٹسٹنٹی مُلکوں کی بہ نسبت لوگ زیادہ جاہل اور اَن پڑھ ہیں۔ اور رومن کاتھولک کلیسیا ارادتاً اُن کو اِس حالت میں رکھ چھوڑتی اور خاصکر انکو بائبل کے پڑھنے سے منع کرتی ہے اور لوگ اِسقدر پادریوں سے ڈرتے ہیں اِنکے حکم کے خلاف کوئی کام کرنیکی جرأت نہیں رکھتے۔ یہ دوسری وجہ ہے کہ لوگ رومن کاتھولک کلیسیا کی غلامی سے نہیں چھوٹتے وُہ سخت جہالت میں پڑے ہوئے ہیں اور پادریوں کے خوف کے مارے سچائی کی طرف مائل نہیں ہوتے۔

انجیلی کلیسیاؤں کی بیوفائی۔

لیکن سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ انجیلی کلیسیاؤں نے اپنی اُس امانت میں جو خُدا نے اُنکے سپرد کی بیوفائی کی۔ کہ یعنے اُنہوں نے اپنے بھائیوں کو مسیح کی صحیح تعلیم پر لانے کے کام میں سُستی اور لاپروائی کی اور نیز کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ جھگڑا کرنے لگیں اِنکی روحانی قوت جاتی رہی اور وُہ خود طرح طرح کی غلط تعلیموں میں مُبتلا ہو گئیں۔ بعضوں کے پاس علم کی بہتایت تو ہے لیکن رُوحُ القدس کی قوّت سے وہ محروم ہیں یہی وجہ ہے کہ ریفرمیشن کاکام

بہت مُلکوں میں جلد بند ہوگیا اور رومن کاتھولک کلیسیا خود انجیلی کلیسیاؤں پر حملہ کرنے لگی۔

رومن کاتھولک کلیسیا کی تعلیم سے خبردار رہنا چاہیئے۔

یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ آجکل اُنگلستان اور امریکہ بلکہ ہندوستان میں بھی رومن کاتھولک کلیسیا ترقی کر رہی ہے۔ اور بہت سے بے سوچ اور نادان لوگ اُسکے شکار بن جاتے ہیں۔ ہندوستان کے مسیحیوں کو چاہیئے کہ اِس کلیسیا کی غلط تعلیموں سے بچے رہیں خُدا نے اِنکو بڑے بُت پرستی اور وہم پرستی اور رسم پرستی میں سے نکالا۔ وہ کیوں اُن ضعیف اور ابتدائی اور نکمی باتوں کی طرف رجوع کریں جن سے وہ چھوٹ گئے کیوں دوبارہ اُنکی غلامی کریں؟ مسیحی والدین اپنے بچّوں کو رومن کاتھولک مدرسوں میں نہ بھیجیں کیونکہ فرض کرو کہ اُستاد اُن بچّوں کو مذہبی تعلیم سے معاف بھی رکھیں تو بھی ایسے مدرسوں کی تاثیر اکثر نقصان کا باعث ہوتی ہے۔ جب لوگ کلام سے ناواقف رہتے یا اِن میں روحانی زندگی کی کمی ہے تو وُہ اکثر جلد رومن کاتھولک اُستادوں کے جال میں پکڑے جاتے ہیں اِسلئے ہمپر فرض ہے کہ لوگوں کو خاصکر دیہات کے مسیحیوں کو بائبل کی تعلیم میں مضبوط کریں اور اِن میں روحانی زندگی بڑھانے کی کوشش کرتے رہیں۔

انجیلی کلیساؤں کے فرائض

اور بعض لوگوں کی رائے میں رومن کاتھولک کلیسیا کو مسیحی

کلیسیا کہنا مناسب نہیں۔ لیکن ہم اس بات میں زیادتی اور بے انصافی نہ کریں وُہ بہت بگڑی ہوئی ہے تو بھی مسیح کی ایک کلیسیا ہے اُس میں کئی ایک خوبیاں بھی ہیں اور ایسے لوگ اس میں پائے جاتے ہیں جو خُدا کے پیارے ہیں۔ گذشتہ زمانوں میں **کلیئرووکا برنارڈ اسیسی کا فرانسیس ٹامس اے کیمپس میڈم گوئیون فرانسیس زاویئر** اور ہمارے زمانے میں فریڈرک فیبر اور کارڈنیل نیومین اسی کلیسیا کے شرکا میں سے تھے اِن اشخاص کے گیت ہماری جماعتوں میں گائے جاتے ہیں اِنکی زندگی قابلِ تقلید ہے انکی تصنیفات کے پڑھنے سے سارے مسیحی روحانی فائدے حاصل کرتے ہیں۔ قدیم زمانوں میں اس ہی کلیسیا نے صحیح تعلیم کی حفاظت کی اور پاک انجیل کو بڑی سرگرمی سے دُنیا کے انتہا تک پہنچا دیا۔ اِن سب باتوں کو یاد کرکے ہمپر فرض ہے کہ رومن کاتھولک کلیسیا کے شکر گذار ہیں اُسے پیار کریں اور اُسکے لئے دُعا مانگتے رہیں اور رومن کاتھولک مُلکوں میں خُدا کے کلام پھیلانے کی بڑی کوشش کرتے رہیں۔

۲۔ یونانی یا شرقی کلیسیا

قدیم کلیسیا میں پہلی پھوٹ

ظاہری کلیسیا کی دوسری بڑی شاخ یونانی یا شرقی کلیسیا ہے۔ چوتھی صدی کے شروع میں شہنشاہِ قسطنطین نے شہر روم کو چھوڑ کر دریائے باسفورس کے کنارے پر ایک نیا شہر تعمیر کیا اور اُسکا نام قسطنطنیہ رکھکر اُسے

دار السلطنت قرار دیا اُسوقت تینُ اسقوف یعنی انطاکیہ۔ اسکندریہ اور رومہ کے اُسقُوف اُسقُوف اعظم یا پٹریارک مقرر ہوگئے تھے اَب قسطنطنیہ کا اُسقُوف اور بعد میں یروشلم کا اُسقُوف بھی اِس اعلےٰ درجے پر چڑھائے گئے لیکن رومہ اور قسطنطنیہ کا اُسقوف اوروں کی بہ نسبت زیادہ عزّت کے لائق سمجھے جاتے تھے۔ اَب یہ دونوں ایک دوسرے پر فوقیت حاصل کرنے کی کوشش کرنے لگے اور صدیوں تک اُنکے بیچ میں اِس بات کی نسبت کہ کون ہم میں سے بڑا ہے جھگڑا ہوتا رہا گیارھویں صدی میں کلمہ فیلوقیو (Kalma filioque) یعنی اِس بات کی نسبت بحث و مباحثہ ہوا کہ آیا رُوحُ القُدس باپ اور بیٹے سے یا صرف باپ سے نکلتا ہے اِن سب باتوں کا آخری نتیجہ یہ ہوا کہ مغربی اور شرقی کلیسیائیں ایک دوسرے سے الگ الگ ہوگئیں اور اُسوقت سے لیکر آجتک اُنکی آپس میں کسی طرح کی رفاقت نہیں کلیسیا کا مغربی حِصّہ روم کے اُسقُوف کے ماتحت رہا اور مغربی یا رومن کاتھولک کلیسیا کے نام سے نامزد ہوا۔ شرقی حِصّے کا صدر اُسقُوف قسطنطنیہ کا اُسقُوف تھا تو بھی شرقی کلیسیاؤں پر اِس طرح سے اِختیار رکھنے کا دعویٰ نہ کیا جس طرح رومہ کے اُسقُوف نے مغربی کلیسیاؤں پر حاصل کیا تھا یہ کلیسیا شرقی یا یونانی کلیسیا کہلائی۔ اِس کے شرکا آجکل آٹھ کروڑ کے قریب ہیں اور زیادہ تر یونان اور رُوس کے مُلکوں میں پائے جاتے ہیں۔

اِن دو قدیم کلیسیاؤں میں فرق۔

یُونانی کلیسیا رومن کاتھولک کلیسیا سے ذیل کی باتوں میں فرق رکھتی ہے یُونانی کلیسیا نہ تو پوپ کے اور نہ تو کسی صدر اُسقُوف کے بلکہ پیٹریارکوں کی ایک سنڈ کے ماتحت ہے اُسکے خیال میں پوپ محض ایک اُسقُوف ہے جو اور اُسقُوفوں سے بڑا نہیں بلکہ محض اپنے علاقے میں اعلےٰ اختیار رکھتا ہے (۲) وُہ صرف پہلے چھ جلسۂ عام کے عقیدوں کو مانتی ہے جو جلسے اُسکے بعد ہوئے اُنکا فیصلہ قبول نہیں کرتی (۳) مغربی کلیسیا کی تعلیم کے بموجب رُوح القُدس باپ اور بیٹے دونوں سے نکلا یُونانی کلیسیا یہ تعلیم دیتی ہے کہ وُہ رُوح القُدس صرف باپ سے صادر ہے۔

یُونانی کلیسیا کی رُوحانی حالت۔

یُونانی کلیسیا کی رُوحانی حالت رُومن کاتھولک کلیسیا کی حالت سے بہتر نہیں۔ مورت پرستی۔ وہم پرستی اور ہر طرح کی غلط تعلیم نے اُس میں غلبہ پایا اور لوگ روایتوں اور انسان کی بنائی ہوئی باتوں کو بہت مانتے ہیں۔ نہ صرف عام لوگ بلکہ اکثر خادمان دین بھی جاہل اور بائبل کی تعلیم سے ناواقف ہیں۔ رومن کاتھولک کلیسیا میں دینداری اور روحانی جوش جاری رہا وہ آجکل بھی ایک مشنری کلیسیا ہے اور سب مُلکوں میں اپنی تعلیم پھیلانے کی کوشش کررہی ہے لیکن یُونانی کلیسیا ایسے جوش سے محروم ہے۔ علاوہ بریں ساتویں صدی کے بعد مُسلمانوں کا حملہ بڑی شدّت کے ساتھ خاصکر یُونانی کلیسیا پر پڑا اور چونکہ انجیل

کی خالص تعلیم کو چھوڑکر وہ لفظی تکرار اور بیہودہ بحثوں میں مبتلا ہوگئی تھی اسلیئے وہ مُسلمانوں کے حملوں کی تاب نہ لاسکی اور سوریہ اور ایشیا کوچک کی کلیسیائیں بالکل برباد ہوگئیں روس میں کلیسیا ترکوں کے ہاتھ سے بچ گئی اور روسی قوم رفتہ رفتہ اِسقدر زور آور ہوگئی کہ اُنھوں نے ترکوں کا سامنا کیا اور بار بار اُنکو شکست بھی دی۔ سترھویں صدی میں نِکون نام ایک مشہور مصلح نے رُوس کی کلیسیا کو سُدھارنے کی کوشش کی لیکن اُسکو تھوڑی کامیابی حاصل ہوئی اور آخرکار شہنشاہ پیٹر اعظم نے اِسکو پٹریارک کے عُہدے سے معزول کیا۔ پس رُوس کی کلیسیا کی بیداری نہ ہوئی آجکل وہ نہ صرف ایک بگڑی ہوئی کلیسیا ہے بلکہ مُردہ بھی ہے۔ اگر اُس میں رُوحانی زندگی ہوتی تو روس کی سلطنت اِس ابترحالت میں نہ پہنچتی جو آجکل دیکھنے میں آتی ہے

فرقے ایرین اور یونیٹرین۔

مذکورہ بالا دو قدیم کلیسیائیں اپنے آپ کو آرتھوڈکس یعنے صحیح الاعتقاد قرار دیتی ہیں۔ اُنسے قدیم زمانے میں کئی ایک شاخیں الگ ہوگئیں جو بدعتی کلیسیائیں کہلائیں۔ بدعتی کلیسیاؤں سے وہ کلیسیائیں مراد ہیں جن کے عقائد پاک تثلیث یا مسیح کی اُلوہیت و انسانیت یا انسان کی برگشتگی اور نجات کے مسئلوں کے بارے میں صحیح نہیں۔ چوتھی صدی میں اسکندریہ کے ایک پریسبٹر ایریس نامے نے یہ تعلیم دی کہ مسیح محض ایک مخلوق ہے بزرگ اتھنیشیئس نے اسکا مقابلہ کیا تو بھی ایرین تعلیم نے بہت جگہوں میں بڑا غلبہ پایا اور کئی صدیوں تک مختلف مُلکوں میں قائم

رہے۔ مغربی اور شرقی دونوں کلیساؤں نے اس تعلیم کو رد کیا اور آخر کار یہہ فرقہ موقوف ہوگیا۔ سولھویں صدی میں سوسینیس نام ایک شخص نے پھر یہ ہی تعلیم دی اور اُسوقت سے لیکر آجتک یہ فرقہ مسیحی مُلکوں میں موجود ہے۔ اور **یونیٹیرین** یعنے وحدانیت کے ماننے والے کے نام سے مشہور ہے۔ اُنکا شمار تھوڑا ہے اور مسیحی مُلکوں میں اُنکا بہت رُعب نہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کہ جب مسیحوں کی کوئی جماعت مسیح کی اُلوہیت اور پاک تثلیث کا انکار کرتی ہے تو رُوح کی قوت اُس سے بالکُل جاتی رہتی اور وہ جلد موت کی سی حالت میں آجاتی ہے۔ اِس بات سے اِس تعلیم کی غلطی ثابت ہوتی ہے۔ تو بھی یُونیٹیرین جماعتوں میں بھی ایسے لوگ ہوتے ہیں جو خُدا کو پیار کرتے اور مسیح کی بڑی تعظیم کرتے ہیں ہندوستان میں برہمو سماج کے لوگ یونیٹیرین کہلاسکتے ہیں۔

نسطورین کلیسائیں۔ | پانچویں صدی میں قسطنطنیہ کے ایک اُسقُوف نسطورئیس نام نے مسیح کی دو ذاتوں میں یہانتک فرق کیا کہ مسیح میں دو ذاتوں کے بجائے دو الگ اشخاص کا تصوّر کیا گیا۔ قسطنطنیہ اور رُومہ کے بادشاہوں نے سنہ ۴۳۱ء میں افسُس شہر میں ایک جلسۂ عام منعقد کیا جس نے اس تعلیم کو بدعتی ٹھیراکر رد کیا شرقی مُلکوں میں بہت سے لوگ اِس تعلیم کو پسند کرکے کلیسیا سے الگ ہوگئے وُہ انجیل کی بشارت دینے پر بہت سرگرم تھے اور چھٹی اور ساتویں صدیوں میں

فارس اور چین کے مُلکوں میں نسطورین فرقے کی ایک بڑی کلیسیا قائم کی گئی۔ تیرھویں صدی میں جب مُغل قوم نے ایشیائے وسط کو فتح کرلیا اُسوقت اِس کلیسیا کی تباہی ہُوئی تو بھی نسطورین کلیسیا کی دو شاخیں آجتک قائم رہیں یعنی فارس مُلک کی نسطورین کلیسیا اور ہندوستان کے دکھن میں سُریانی کلیسیا جو تھوما کے عیسائی بھی کہلاتے ہیں۔

مانوفیزاتی کلیسائیں۔ | نسطورین بدعت کے بعد کلیسیا میں ایک اور بدعت برپا ہوئی جو مانوفزآیت یعنی ایک ذات کے ماننے والے کے نام سے مشہور ہے۔ ایک شخص یُوتخس نام سنہ ۴۴۸ء کے قریب یہ تعلیم دینے لگا کہ مسیح میں صرف ایک ذات ہے مجتسم ہونے سے پیشتر اُس میں دو ذاتیں تھیں لیکن اُسکے بعد صرف ایک ذات رہی کلیسیڈن کے جلسے نے سنہ ۴۵۱ء میں اِس بدعت کو رد کیا اور مسیح کی ذاتوں کی نسبت یہ فیصلہ کیا کہ ایک ہی مسیح ہے جو سچا خُدا اور سچا اِنسان اُس میں دو ذاتیں ہیں۔ لیکن یہ دو ذاتیں ایسی طور پر پیوستہ ہوئیں کہ بغیر خلط ملط کے دونوں مِل گئیں۔ تاکہ اِنسانیت قائم رہے اور پوری اُلوہیت بھی قائم رہے۔ تو بھی دونوں ایک ہی واجب الوجود ٹھیریں۔ اِس فیصلے کے بعد آسیہ اور افریقہ کے بہت سے مسیحی شرقی اور مغربی کلیساؤں سے علیحدہ ہوگئے۔ آجکل ذیل کی کلیسائیں مانوفزآیت کی تعلیم کو مانتی ہیں یعنے مصر کی کاپٹک کلیسیا ابسینیا یا حبشستان کی کلیسیا اور ارمینیا کی کلیسیا۔

بارھواں باب

۳۔ اِنجیلی کلیسیائیں

"اِن باتوں پر مَیں قائم ہوں مَیں اور کچھ نہیں کر سکتا۔ خُدا میری مدد کرے۔ آمین"
لوتھر کا قول ورمس کے جلسے میں

ظاہری کلیسیا کی تیسری بڑی شاخ اِنجیلی کلیسیاؤں پر مشتمل ہے یہ بھی کلیسیائیں ریفریمیشن کے وقت یا ریفریمیشن کے بعد وجود میں آئیں۔ ابتدائی کلیسیا ایک اِنجیلی کلیسیا تھی اُسکی حالت بہت عمدہ تھی وہ رسولوں کی تعلیم پر قائم تھی اور روح اور قوّت اور راستبازی کے پھل سے جو یسوع مسیح کے سبب سے ہے بھری ہوئی تھی کئی صدیوں تک اِسکا یہ حال رہا لیکن چوتھی صدی کے بعد جب شہنشاہِ قسطنطین نے مسیحی مذہب کو سرکاری مذہب ٹھیرا دیا کلیسیا کی ظاہری اور باطنی حالت میں بڑی تبدیلی واقعہ ہوئی۔ دُشمنوں کے ظلم سے وہ البتہ بچ گئی اور اُسنے بڑی دولت اور دُنیاوی اختیار کو حاصل کیا لیکن کلیسیا کی آزادی اور روحانی قوّت گھٹتی رہی۔ اور آخرکار یہ نتیجہ نکلا کہ مغربی کلیسیا ایک اِنجیلی کلیسیا نہ رہی بلکہ سراسر بگڑ گئی اور گویا شیطان کی جماعت بن گئی۔ (مکاشفہ ۲: ۹) اب وہ اُس کام کے لائق نہ رہی جو

خُدا نے اُسکے سپرد کیا تھا۔ پس ممکن نہیں کہ خُدا کے مقدّس لوگ ایسی جماعت کے اندر رہیں ضرور تھا کہ یا تو کلیسیا سُدھاری جائے یا اِیماندار لوگ اُس میں سے نکلکر رسولی کلیسیاؤں کے نمونے پر نئی جماعتیں بنائیں جو انجیل کی صحیح تعلیم کو پھر مشتہر کریں اور قائم رکھیں اور اُس کام کو جسکے لئے خُدا نے کلیسیا کو مقرر کیا ہے انجام دیں۔ آخری بات وقوع میں آئی چونکہ رُومن کاتھولک کلیسیا کے دینی ہادیوں نے کلیسیا کی اصلاح کرنیکا انکار کیا اور جو اصلاح کو چاہتے اور صحیح تعلیم کو پیار کرتے تھے اُنپر زبردستی کرتے اُنکو قید کراتے اور جلا دیتے تھے اِسلئے خدا کے لوگوں کو رُومن کاتھولک کلیسیا سے الگ ہو جانا اور نئی جماعتوں کو قائم کرنا پڑا اِنجیلی کلیسیاؤں کا آغاز اسطرح سے ہوا۔ رُومن کاتھولک کلیسیا کا یہ دعویٰ کرنا کہ سچی کلیسیا مَیں ہی ہُوں اور رسولی سلسلہ مجھ میں قائم رہا سراسر ایک فضول دعویٰ ہے جو بات خداوند نے یہودی قوم کے سرداروں سے کہی وہ عین رومی ہیرارکی پر عائد ہوتی ہے۔ یعنی کہ خُدا نے بادشاہت کو اُن سے لیا اور اُن جماعتوں کو جو اُسکے پھل لائیں دے دیا۔ (متی ۲۱: ۴۳) ریچرڈ ہوکر صاحب اپنی مشہور تصنیف بنام اکلیسیاسٹی کل پولیٹی Ecclesiastical Polity میں یُوں لکھتا ہے کہ "کیا ہماری رائے میں لوتھر نے کوئی نئی کلیسیا کو ایجاد کیا"؟ ہرگز نہیں بلکہ رسولی کلیسیا کو دوبارہ قائم کیا۔

کلیسیاؤں میں آزادی اور اِتحاد۔

یُورپ کے متفرق مُلکوں میں مسیحی دین کی اصلاح مُختلف طریقوں پر کی گئی۔ بعض مُلکوں میں زیادہ اور بعض میں کم بعض لوگوں نے صرف غلط تعلیموں اور عبادت اور انتظام کے متعلق چند خرابیوں کو ترک کیا اور اوروں نے پوری صفائی کرکے تعلیم اور عبادت اور انتظام سب کو اِنجیل کے اصولوں پر قائم کیا۔ یہی وجہ ہے کہ کلیسیا کی اِس شاخ میں ظاہری اِتحاد نہ رہا بلکہ وہ بہت سے مُختلف فریق میں تقسیم ہوگئی۔ اکثر قومی کلیسیائیں قائم کی گئیں ہر مُلک میں ایک کلیسیا اور کبھی ایک ہی مُلک میں کئی ایک کلیسیائیں جن میں سے بعض سرکاری کلیسیائیں تھیں اور بادشاہ یا پارلیمنٹ کے زیر حکومت رہتی تھیں اور بعض آزاد تھیں ہر ایک کلیسیا ایک خود مُختار مجلس ہے اور اپنے اپنے حاکموں کے ماتحت ہے جیسا کہ مُناسب ہے انجیلی کلیسیا ضمیر کی آزادی پر بہت زور دیتی ہیں کیونکہ یہ آزادی ظاہری یگانگی سے بھی بڑی ہے۔ تو بھی اکثر اِنجیلی کلیسیائیں ایک دوسرے کے ساتھ رفاقت رکھتیں اور اخلاق اور مذہب کے متعلق مُختلف کاموں کو انجام دینے کے لئے اِتحاد کرتی ہیں۔

اِن کلیسیاؤں کا اثر دُنیا پر۔

اِنجیلی کلیسیاؤں کے اثر کا زیادہ تر ذیل کے مُلکوں میں پائے جاتے ہیں یعنی جرمنی سوٹزرلینڈ۔ ہالینڈ۔ ڈنمارک ناروے سوئیڈن۔ انگلستان۔ اسکاٹ لینڈ شمالی آئرلینڈ یُونائیٹڈ اسٹیٹس آف امریکہ۔ کناڈا جنوبی افریقہ

۱۵......

آسٹریلیا اور نیوزیلینڈ اُن کی تعداد پندرہ کروڑ کے قریب ہے اور روز بروز بڑھتی جاتی ہے۔ دُنیا کا زیادہ حِصّہ اُن قوموں کے ماتحت ہے جو اِس کلیسیا کی تعلیم کو مانتی ہیں اور جہاں کہیں یہ کلیسیا قائم ہے وہاں پر دینی اور مُلکی آزادی اور ہر قسم کی ترقّی اور اقبالمندی نظر آتی ہے۔

اِنجیلی کلیسیا کی مُختلف تقسیمیں

عموماً یورپ کے برِ اعظم کے مُلکوں میں اِنجیلی کلیسیا دو بڑے حِصّوں میں مُنقسم ہے یعنی **لوتھرن** اور **رفارمڈ** اسکاٹ لینڈ اور انگلستان میں اور انگلستان کی آبادیوں میں اور **یونائیٹڈ اسٹیٹس** میں **رفارمڈ** کلیسیا **پریسبٹیرین** کہلاتی ہے اُنکے سوائے انگلستان میں ایک بڑی کلیسیا ہے جِس نے اُسقُفی انتظام کو قائم رکھا وہ انگلستان کی مقرّری یا سرکاری کلیسیا ہے اور **چرچ آف انگلینڈ** یعنے کلیسیا انگلستان کے نام سے نامزد کی گئی ہے۔ پھر اِس کلیسیا سے اور **پریسبٹیرین** کلیسیا سے بھی وقتاً فوقتاً جماعتیں الگ الگ ہوگئیں اور یُوں نئی جماعتیں وجود میں آئیں۔ مثلاً **بپٹسٹ** کلیسیا **کانگریگیشنل** کلیسیا **ویسلیئن** یا **متھوڈسٹ** کلیسیا اور **کرسچین چرچ** یا شاگردوں کی مجلس۔ علاوہ اُسکے خاصکر رسموں کی نسبت اور بھی پھُوٹیں پڑگئیں اور بہت سی چھُوٹی چھُوٹی جماعتیں قایم کی گئیں مثلاً **فرینڈس** کی انجمن **پلیماوتھ** برادرن کی مجلس **پینٹیکوسٹل لیگ**۔ مُکتی فوج کی انجمن سنیچر کے

دن کے ماننے والےوغیرہ۔اِس کتاب میں اِن چھوٹی جماعتوں کا بیان درج کرنے کی کچھ ضرورت نہیں جو جماعتیں زیادہ بڑی اور مشہور ہیں ہم اِنکا مُختصر بیان کریں تو کافی ہوگا۔

۱۔لوتھرن کلیسیا

لوتھرن کلیسیا کا آغاز۔ وقت کے لحاظ سے ریفریمیشن والی کلیسیاؤں میں سے پہلی کلیسیا لوتھرن کلیسیا ہے مارٹین لوتھرصاحب جو مصلحوں میں سب سے پہلا اور سب سے بڑا تھا اُس کلیسیا کا بانی ہے وہ ۱۴۸۳ء مقام آیسلیبن میں پیدا ہوا اور ۱۵۴۶ء اُسی جگہ میں فوت ہوگیا ۱۵۱۷ء میں اُسنے ویٹن برگ کے گرجے گھرپر اپنے مشہور ۹۵ دفعہ لٹکاکر رُومن کاتھولک ہیرارکی کو پہلا سخت صدمہ پہنچایا۔جرمنی مُلک میں بہت سے لوگوں نے لوتھر کی تعلیم کو قبول کیا اور رُومن کاتھولک کلیسیا سے علیحدہ ہوکر اپنی اپنی جماعتیں بنانے لگے اُنھوں نے پُوپ کے اختیار کا اِنکار کیا اور اُسقُفی انتظام کو بھی ردّ کیا مُلک ضلعوں میں تقسیم کیا گیا اور ہر ضلع کی جماعتوں پر ایک سپر نٹنڈنٹ مقرر کیا گیا۔کُل ضلعوں کی جماعتوں کا اِنتظام ایک سنڈ کے سپرد کیا گیا جو کن سسٹری Consistory کے نام سے نامزد ہے لیکن اعلےٰ اختیار حاکم کے ہاتھ میں رکھا گیا چنانچہ یورپ کے مُلکوں میں لوتھرن کلیسیا سرکار کے زیر حکومت رہی اور سرکار سے پرورش پاتی رہی یہ اِنتظام اِسکے لئے

مُفید نہیں ٹھہرا اِسکی آزادی جاتی رہی خادمانِ دین سرکار سے پرورش پاکر صرف مزدور کی طرح اپنی خدمت کو انجام دیتے رہے غلط تعلیمیں پھیلائی گئیں اور سچی دینداری گھٹنے لگی پس لوتھر کی موت کے بعد لوتھرن کلیسیا کی روحانی حالت میں افسوسناک تبدیلی واقع ہوئی لیکن سترھویں صدی میں اسپنیسر اور فرنکے صاحبان کی کوششوں سے اُسکو پھر بیداری حاصل ہوئی۔اِس بیداری کا ایک مبارک نتیجہ یہ ہوا کہ انجیل کے پہلے مشنری ہند میں بھیجے گئے اُسکے بعد پھر روحانی زندگی کا تنزل ہوا۔علم نے جرمنی میں البتہ بڑی بڑی ترقی کی لیکن ساتھ ہی اِسکے مُضر تعلیمیں کلیسیا میں جاری ہوگئیں اور بہت سے لوگ الہام پر اور مسیح مذہب کے بڑے مسئلوں پر اعتراض کرتے رہے بہتوں نے خُدا کا بھی اِنکار کیا اور صرف فطرت اور سائنس کی باتوں کو ماننے لگے یوں جس قوم میں سے ریفارمیشن کے وقت اِنجیل کی روشنی پہلے پہل پھُوٹ نکلی اُسی قوم نے ہمارے اِس زمانے میں لالچ اور خود غرضی اور تکبر کے بس میں آکر اِس خوفناک لڑائی کی آگ لگائی جسکے سبب سے سارے یورپ کی تباہی ہوئی۔

شرکا کی تعداد۔ لوتھر کی کلیسیا اکثر جرمنی کے علاقوں پر محدود رہی لیکن جرمنی کے شمال میں چند مُلک ہیں جنکے باشندے اہل جرمن سے نزدیکی تعلق رکھتے ہیں لوتھر کی عین حیات میں اِسکی تعلیم اِن مُلکوں میں بھی پہنچی اور یوں ڈنمارک ناروے

اور سوئیڈن میں لوتھرن کلیسیائیں قائم کی گئیں ڈنمارک کی کلیسیا نے لوتھر کی تعلیم کو قبول کیا لیکن اُسقُوفی انتظام کو جاری رکھا مابعد کی صدیوں میں جرمنی کے بہت سے باشندے اپنے مُلک کو چھوڑ کر یُونائیٹڈ اسٹیٹ آف امریکہ اور رُوس میں آباد ہوئے اور اِن ہی مُلکوں میں لوتھرن کلیسیائیں قائم کی گئیں یونائیٹڈ اسٹیٹس آف امریکہ میں لوتھرن فرقے کی ایک بڑی کلیسیا ہے کُل دُنیا میں لوتھرن کلیسیا کے مُشرکا ۴ کروڑ کے قریب ہیں۔

لوتھرن کلیسیا کی تعلیم رسولوں کے عقیدے اور نیس کے عقیدے کے علاوہ لوتھرن کلیسیا ذیل کے عقائد ناموں کو مانتی ہے یعنی (۱) لوتھر کا چھوٹا کیٹی کسم (۲) لوتھر کا بڑا کیٹی کسم (۳) دفعاتِ سمال کلڈ (۴) اگسبرگ کا اقرار نامہ اور (۵) فارم آف کنکارڈ۔ اِن میں سے اگسبرگ کا اقرار نامہ سب سے بڑا ہے اور ساری لوتھرن کلیسیائیں اِس کو مانتی ہیں۔ لوتھرن کلیسیا کے عقائد میں چند تعلیمیں درج کی گئیں جو اکثر انجیلی کلیسیاؤں میں غلط سمجھی جاتی ہیں خاصکر وہ تعلیم جو سیکرامنٹوں کے بارے میں دی گئی اِن میں سے ایک تعلیم کن سبس ٹینسی ایشن (Consubstantiation) کے نام سے مشہور ہے یعنی عشاءِ ربانی کے بارے میں یہ سکھایا جاتا ہے کہ جب ہم ایمان کے ساتھ روٹی کو کھاتے اور پیالے کو پیتے تو وہ مسیح کے حقیقی جسم اور لہو میں

بدل جاتے ہیں اِس تعلیم کے ساتھ یہ بھی دعویٰ کیا جاتا ہے کہ مسیح جسطرح روح کی حیثیت سے اُسی طرح جسم کی حیثیت سے ہر کہیں موجود ہے The ubiquity of Christs body اور لوتھرن کلیسیا یہ بھی تعلیم دیتی ہے کہ بپتسمہ پاتے ہی وقت انسان نئی پیدائش حاصل کرتا ہے اکثر انجیلی کلیسیاؤں کی تعلیم کے بموجب یہ تین باتیں غلط ہیں۔

تیرھواں باب

(۲) ریفارمڈ یا پریسبٹرین کلیسیائیں

"اور وہ جل نہیں جاتی" (اسکاٹ لینڈ کی پریسبٹرین کلیسیا کا مقولہ)

پہلی پریسبٹرین کلیسیا

اِنجیلی کلیسیا کی دوسری شاخ ریفارمڈ یا پریسبٹرین کے نام سے معروف ہے اگر کوئی پوچھے کہ پریسبٹرین کلیسیا کا آغاز کیا ہے اور وہ کب سے ہے تو ہم پہلے یہ جواب دے سکتے ہیں کہ وہ رسولی زمانے میں شروع ہوئی نئے عہدنامے کی کلیسیا میں اِنتظام اُن عُہدہ داروں کے ہاتھ میں تھا جو پریسبٹر یعنے بزرگ کہلاتے تھے پس اگر پریسبٹرین کلیسیا سے وہ کلیسیا مُراد ہے جس میں حکومت بزرگوں کے ذریعے سے ہوتی ہے تو پہلی پریسبٹرین کلیسیا یہ ہی ہے۔

موجودہ زمانے کی پریسبٹرین کلیسیا

لیکن اِس باب میں ہمارا واسطہ رسولی زمانے کی کلیسیا سے نہیں۔ ہمارا واسطہ موجودہ زمانے کی پریسبٹرین کلیسیا سے ہے یہہ کلیسیا لوتھرن کلیسیا کی طرح ریفرمیشن کے وقت شروع ہوئی وہ مُختلِف مُلکوں میں قائم کی گئی اور بہت سے مسیحوں نے اِسکام میں حِصّہ لیا اور مدد کی اِن میں سے تین نامور اشخاص یہ ہیں۔ یعنی اُلرک زوِنگل جان کالوِن

اور جان ناکس۔ یاد رہے کہ اُنھوں نے موجودہ کلیسیا کو منسوخ نہیں کیا بلکہ اُسے قائم رکھا۔ اور جو غلطیاں اور بُرائیاں جہالت کے زمانے میں پیدا ہوگئیں تھیں اُنکو ترک کرکے دین عیسوی کی پوری اصلاح کی۔ اِسلئے یورپ میں اُسکا نام ریفارمڈ یعنے اصلاح یافتہ کلیسیا رکھا گیا اور اُنھوں نے نہ صرف تعلیم اور عبادت اور ریت ورسوم بلکہ انتظام کی بھی اصلاح کی یعنی پریسبٹرین طریقۂ حکومت کو پھر قائم کیا۔ لہذا جن مُلکوں میں انگریزی زبان مروّج ہے وہاں پر اس کلیسیا کو پریسبٹرین کہتے ہیں۔

ریفارمیشن کے زمانے کے بڑے دن۔

ریفارمیشن کے زمانے کے کئی ایک سن ہیں جو نہایت بڑے اور یاد رکھنے کے قابل ہیں۔ سب سے بڑا دن وہ تھا جبکہ مارٹین لوتھر صاحب نے ویٹن برگ کے گرجے گھر کے دروازے پر اپنے مشہور پچانوے دفعات آویزاں کئے یعنے نومبر کی پہلی تاریخ ۱۵۱۷ء اُس روز ہمارا یہ زمانہ جو ماڈرن ہسٹری یعنے نئے زمانے کے نام سے مشہور ہے شروع ہوا۔ سترہ اپریل ۱۵۲۱ء ایک اور نامور دن ہے۔ جبکہ لوتھر نے ورمس کے جلسے میں شہنشاہ چارلس پنجم اور اہل جرمنی کے اُمرا کے سامنے اپنی تعلیم کی جوابدہی کی پھر اُنیسویں اپریل ۱۵۲۹ء ایک اور بڑا واقعہ گذرا۔ اُس روز مقام اسپائرس میں ایک جلسہ منعقد ہوا اور بادشاہ نے ریفارمیشن کے خلاف ایک پروانہ

جاری کیا جرمن کے چھ شہزادے اور چودہ شہروں نے مِلکر اِسکے متعلق ایک پروٹسٹ یعنی شکایتی عرضی بادشاہ کے حضور میں پیش کی جسکے سبب سے وہ لوگ جو اصلاح چاہتے تھے پروٹسٹنٹ کہلائے گئے ڈلینے صاحب اپنی دلکش تصنیف بنام ریفارمیشن کے احوال ایک اور بڑے دن کا ذکر کرتے ہیں۔ یعنے اکتوبر کی ۲۶ ویں تاریخ ۱۵۲۳ء اِس روز زوریخ شہر میں ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں پریسبیٹری کی مجلس دوبارہ قائم کی گئی۔

زوریخ شہر میں ایک بڑا جلسہ

آپ تھوڑی دیر کے لئے تصور میں میرے ساتھ اِس جلسے میں تشریف لے چلئے تقریباً ہزار آدمی یعنی خادمانِ دین اور عام شُرکا جو جماعتوں کی طرف سے بھیجے گئے ہیں جلسے میں حاضر ہیں ایک میز پر بائبل دھری ہوئی ہے تاکہ سب جان لیں کہ یہ ہی مسیحوں کے لئے خُدا کا اکیلا اور مُعتبر قانون ہے۔ ایک شخص زوئنگل نامے جو زوریخ کی صدر کلیسیا کا پاسبان ہے اور جسکی عمر تقریباً ۴۰ برس کی ہوگی کھڑے ہوکر بحث کو یوں شروع کرتا ہے کہ پاک کلیسیاء جامع وہ ہے جسکا سر صرف خُداوند یسوع مسیح ہے اور جو کلام سے پیدا ہوئی ہے۔ اور اِس میں قائم رہتی ہے اور یہ غیروں کی آواز نہیں سُنتی وہ کُل دُنیا میں پھیلی ہوئی ہے۔ جہاں کہیں لوگ مسیح پر ایمان لاتے ہیں وہاں پر پاک کلیسیا پائی جاتی ہے اور خاص کلیسیائیں یا مقامی کلیسیائیں بھی ہمارے

پاس موجود ہیں مثلاً بیرن اور باسل کی کلیسیائیں لیکن پوپ اور کارڈینل صاحبان سے اور اُنکے جلسوں سے نہ کلیسیاء جامع نہ کوئی مقامی کلیسیا بنتی ہے پھر حاضرین سے مخاطب ہوکر بڑے زور سے کہتا ہے کہ زوریخ کی کلیسیا آپ ہی سے بنی ہے۔ یعنی آپ جو خُدا کا کلام سُنتے اور اُسپر عمل کرتے ہیں۔ اور آپ کو خُداوند کی طرف سے اختیار دیا گیا ہے کہ پاک نوشتوں کی تعلیم کے بموجب اپنی جماعتوں کا اِنتظام کریں۔

اصلاح کا کام سوئٹزرلینڈ میں خطروں سے دوچار ہوتا ہے

بہت غور کے بعد جلسے نے اِن اصولوں کو قبول کیا اور یُوں زوریخ میں پہلی ریفارمڈ یعنی اصلاح یافتہ کلیسیا قائم کی گئی ماس موقوف کی گئی اور عشاء ربانی کی رسم اور عبادت اِنجیل کے طریق پر عمل میں لائی گئی۔ تصویریں اور مورتیں گرجے گھروں میں سے نکالی گئیں اُسقوفی اِنتظام کے بجائے جماعتوں میں پاسبان اور ایلڈر مقرر کئے گئے یُوں زوئنگل لوتھر سے آگے بڑھ گیا اور زوریخ کی کلیسیا کی پوری اِصلاح کی سوئٹزرلینڈ کے لوگ اِسقدر رُومن کاتھولک کلیسیا کے تابع نہ تھے۔ جیسا کہ اور مُلکوں کے لوگ اِس لئے زوئنگل کو لوتھر کی طرح پوپ سے لڑنا نہ پڑا اور بہت لوگوں نے اِنجیل کی تعلیم کو قبول کر لیا۔ لیکن پہاڑوں کے پانچ علاقے تھے جنکے باشندے پوپ کے تابع رہے۔ آخر کار ۱۵۳۱ء میں اِنکے اور زوریخ شہر کے درمیان لڑائی

شروع ہوئی اور زونگل روح کی تلوار کے بجائے جسمانی ہتھیاروں کو کام میں لایا۔ زوریخ کی فوج نے شکست کھائی اور زونگل زخمیوں کی خبر لینے کے لئے میدان جنگ میں جاکر مقتول ہوا۔ زوریخ شہر بلکہ سوئٹزرلینڈ کی ساری انجیلی کلیسیاؤں نے اسکے لئے بڑا ماتم کیا۔ لوتھر صاحب اسکی موت کی خبر سنکر غم میں اسقدر غرق ہوئے کہ خود قریب المرگ ہوگئے لیکن خدا نے اپنی کلیسیا کو ہلاک ہونے نہ دیا۔ بڑی کالی گھٹا کلیسیا پر چھاگئی لیکن تھوڑی دیر بعد مطلع صاف ہوگیا اور سورج پھر نظر آنے لگا۔ خداوند یسوع مسیح آج اور کل اور ہمیشہ یکساں ہے عالم ارواح کے دروازے میدان جنگ میں تو غالب آئے لیکن کلیسیا پر وہ غالب نہیں آسکے۔ ایک جوان ہنری بولنجر نام زوریخ میں زونگل کا قائم مقام مقرر ہوا اس نے بڑی دانائی اور سرگرمی سے چالیس برس تک اس کلیسیا کی پاسبانی کی۔ اور چھ برس بعد سوئٹزرلینڈ کی جنوب مغربی سرحد پر جنیوا نام ایک شہر میں ایک اور مصلح نمودار ہوا جو زونگل سے بڑا تھا اس زونگل کا کام اپنے ہاتھ میں لیکر انجام تک پہونچا دیا۔

جینوا ریفرمیشن کا شروع

۱۵۳۲ء کے قریب چند مصلح جنیوا شہر میں آکر انجیل کی منادی کرنے لگے ان میں سے سب سے بڑا ولیم فیرل نام ایک واعظ تھا جو ایزارسانی کے سبب فرانس ملک سے بھاگ کر سوئٹزرلینڈ میں آیا تھا اور

ہر کہیں بڑی سرگرمی سے انجیل کی منادی کر رہا تھا جینوا کے اسقوف نے اور سوائے کے حاکم نے ریفرمیشن کے روکنے کی بڑی کوشش کی لیکن ناکامیاب رہے۔ مئی کی ۲۱۔ تاریخ ۱۵۳۶ء جینوا میں لوگوں کا جلسہ عام منعقد ہوا جس نے پوپی انتظام کو رد کرکے ایک انجیلی کلیسیا کو قائم کیا۔

جینوا میں جان کالوین کی ضرورت۔

لیکن اصلاح کا کام جینوا میں محض شروع ہی ہوا تھا۔ ظاہر میں لوگوں نے مذہب کو تو بدل ڈالا تھا لیکن کوئی اندرونی تبدیلی ابتک واقع نہ ہوئی تھی اگر شہر اسی حالت میں چھوڑ دیا جاتا تو وہ بد روح جو نکالی گئی تھی سات اور روحوں کو ساتھ لیکر واپس آتی اور پھر داخل ہوتی اور شہر کا حال پہلے سے بھی بدتر ہوجاتا۔ اب ایک اور شخص جینوا میں آیا جس نے اصلاح کے اس کام کو انجام تک پہنچا دیا۔ یہ شخص جان کالوین تھا۔

جینوا میں کالوین کا ابتدائی کام۔

جان کالوین فیرل کی طرح فرانس کا باشندہ تھا اور ۱۵۰۹ء نوئیون نام ایک شہر میں جو پیرس کے شمال مشرق میں ۶۴ میل کے فاصلے پر واقع ہے پیدا ہوا۔ اوروں کی طرح یہ بھی رومن کاتھولک کلیسیا کی غلطیوں میں مبتلا تھا لیکن ۱۵۲۶ء کے قریب ایک رشتہ دار آلوئین نام کی ترغیب سے انجیل کو پڑھنے لگا۔ یوں اسکی آنکھیں کھل گئیں۔ اس نے حق کی پہچان کو حاصل کیا اور اسکی زندگی تبدیل ہوگئی۔ غلط تعلیم کو چھوڑ کر

وہ مصلحوں کے فرقے میں مل گیا۔ فرانس کا بادشاہ اِن دنوں میں اصلاح کا سخت مُخالف تھا اور کالوین کو فیریل کی طرح اپنے مُلک سے بھاگنا پڑا اور وُہ سوئٹزرلینڈ کے شہر باسل میں پناہ گیر ہوا۔ یہاں پر ۱۵۳۵ء میں جب اسکی عمر ۲۶ برس کی تھی اس نے اپنی اس مشہور کتاب بنام "مسیحی مذہب کے اصول" کو شائع کیا جو علم الٰہی کی تصنیفات میں ایک لاثانی تصنیف ہے اور جس میں پہلے پہل اصلاح یافتہ کلیسیا کے مسئلے بڑی صفائی سے بیان کئے گئے ہیں۔ اس کتاب کے تصنیف کئے جانے کے بعد اسکا نام مصلحوں میں مشہور ہوگیا۔ جب ولیم فیریل نے سُنا کہ کالوین جینوا میں آیا ہے تو فوراً اُسکی تلاش کی اور اسے پاکر اسکی منت کی کہ جینوا کا کام اپنے ہاتھ میں لے کالوین نے انکار کیا۔ وہ پوشیدگی میں رہنا اور کلام کا مطالعہ کرنا اور کتابوں کا لکھنا زیادہ پسند کرتا تھا لیکن فیریل نے اسے ڈانٹ کر کہا کہ خُدا تجھے اس شہر میں بُلا رہا ہے اُسکا نافرمان مت ہو ایسا نہو کہ اُسکی لعنت تجھپر پڑے۔ یہ بات سُنکر کالوین ڈر گیا اور رہنے پر راضی ہوا دو سال تک فیریل کے ساتھ کام کرتا رہا ایک کاٹیکزم لکھا۔ عقائد نامے بنائے اور لوگوں کے اخلاق کی صلاح کرنے کی کوشش کی۔ لیکن جینوا میں بہت لوگ تھے جو کالوین کے انتظام سے ناخوش تھے اور بیلگام زندگی کو پسند کرتے تھے۔ جب کالوین نے اُنکو روکا اور عشاء ربانی میں شریک ہونے سے

منع کیا تو شہر کے حکام بھی اُسکے خلاف ہوگئے آخرکار ۱۵۳۸ء میں کالوین اور فیریل دونوں بڑی بے عزتی کے ساتھ شہر سے باہر نکالے گئے۔

کالوین کا جینوا میں واپس جانا۔

کالون نے بڑی اُمید کے ساتھ اپنا کام جینوا میں شروع کیا تھا۔ لیکن اُسکو ایسا معلوم ہوا کہ اُسکی تمام محنت بالکل رایگاں ٹھیری۔ لہٰذا وہ نہایت غمگین ہوکر اسٹریس برگ میں چلا آیا اور تین برس تک یہاں پر ایک کلیسیا کی پاسبانی کرتا رہا۔ اُسکے جانے کے بعد جینوا بڑی ابتری کی حالت میں مُبتلا ہوگیا اور شہر کے حکام اپنی غلطی کو مانکر بڑی عاجزی سے کالوین کی منت کرنے لگے کہ پھر ہمارے بیچ میں آیئے ہم ہر ایک بات میں خُداوند میں آپ کی فرمانبرداری کرینگے۔ لیکن کالوین کے ساتھ ایسی بدسلوکی ہوئی تھی کہ وہ واپس آنا نہیں چاہتا تھا۔ آخرکار بہت منتوں کے بعد اور یہ سوچکر کہ اگر شہر کا یہی حال رہا تو رُومن کاتھولک فرقہ موقع پاکر پھر غالب آجائیگا وہ جانے پر راضی ہوا۔ چنانچہ ۱۳ ستمبر ۱۵۴۱ء جینوا میں واپس آیا۔

جینوا میں کالوین کی خدمت

جان کالوین اپنی موت تک جو ۱۵۶۴ء میں واقع ہوئی جینوا میں کام کرتا رہا۔ جو خدمات اِن چودہ سال کے عرصہ میں انجام دی گئیں کون اُسکا مناسب طور پر بیان کرسکتا ہے؟ ہم صرف اُن تین بڑے کاموں کا

جو اُس نے کُل انجیلی کلیسیا کے لیئے کئے ذکر کرتے ہیں۔ پہلا کام یہ تھا کہ اُسنے جینوا میں ایک ایسی کلیسیا قائم کی جو اور انجیلی کلیسیاؤں کے لیئے نمونہ بنی۔ لوگوں کا اخلاق بدل گیا اور وہ شہر جو پہلے ہر قسم کی خرابیوں سے بھرا ہُوا اور ایک زہریلی دلدل کی مانند تھا اب خُداوند کا ایک خوشنما باغ بن گیا جہاں ہر قسم کے خوشبودار پھول کھلنے لگے۔ یُوں ریفرمیشن کی تعلیم کی خوبی لوگوں پر ظاہر ہوگئی اور وہ روز بروز ترقی کرتی گئی۔ دوسرا کام وہ تھا جو اس نے خط کتابت کے ذریعہ کیا۔ کالوین محض جینوا کی کلیسیا کا نہیں بلکہ کُل انجیلی کلیسیاؤں کا ایک بڑا اور معتبر ہادی اور اُستاد تھا۔ گو ۲۶ برس کی عمر میں فرانس سے جلاوطن ہوا اور اُسکے بعد واپس جانے کا موقع نہ پایا تو بھی فرانس میں جو ریفرمیشن ہُوا اُسکا ہادی جان کالوین تھا۔ اور مُلکوں میں بھی انجیلی کلیسیائیں اُس سے ہدایت و تعلیم پاتی رہیں اور شاید یورپ کا کوئی مُلک نہیں جسپر اُس نے اپنا اثر نہ ڈالا تیسرا کام اس نے اپنی تصنیفات کے ذریعے سے کیا۔ مسیحی مذہب کے اصول کا ہم نے ذکر کیا۔ اِسکے علاوہ اُس نے اور کئی کتابیں لکھیں جن میں سے اُس کی تفسیریں سب سے بڑی ہیں۔ وہ پاک نوشتوں سے خوب واقف تھا اور اُس کی تشریح نہایت صاف ہے اور کلام کے گہرے معنوں کو کھول دیتی ہے۔

کلیسیائی انتظام کی اصلاح میں اُس کا حصّہ۔

لیکن شاید سب سے بڑی خدمت جو کالوین نے کی سو یہ تھی کہ اُس نے اِصلاح یافتہ کلیسیا ایسے طور پر مرتب کیا اور ایسے نظم ونسق و حکومت سے آراستہ کیا کہ جو آزادی و حقوق مسیح نے کلیسیا کو دیئے وہ پھر اُسکو حاصل ہوئے۔ یا یوں کہیں کہ کالوین اُس کلیسیا کو جو نظر سے غائب ہوگئی تھی پھر ظہور میں لایا۔ اُسکی عظمت کو ہمیں دکھا دیا اور دوبارہ اُسے قائم کیا۔ اُس سے پیشتر کلیسیا کی حکومت محض پادریوں کے ہاتھوں میں تھی کالوین نے پھر اِنتظام کرنے والے ایلڈر جو جماعتوں کی طرف سے چُنے جاتے ہیں مقرر کرکے اُنکو خادمِ دین کے ساتھ کلیسیا کی حکومت میں شریک کیا۔ یہ دو عہدہ دار اختیار میں مساوی ہیں۔ یہ ہی پریسبٹرین کلیسیا کے اِنتظام کی بُنیاد اور خصوصیت ہے تو بھی کالوین نے اُسقوفی اِنتظام کی مُخالفت نہیں کی مسیحی مذہب کے اصول کی تصنیف میں وہ اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ اِبتدائی کلیسیا نے سچّی تعلیم اور یگانگی کو قائم رکھنے کی غرض سے ہر ایک شہر میں بزرگوں میں سے ایک شخص کو جماعتوں میں سے نگہبان مقرر کیا اور اُسکو اپیس کوپس (اُسقُوف) کا لقب دیا۔ جب پُولینڈ کی کلیسیا نے کالوین سے اِنتظام کی نسبت سُوال کیا تو اُس نے اُسکو یہ صلاح دی کہ اُسقُوفی اِنتظام قائم رکھیں ایسے اُسقوفی اِنتظام اور بزرگوں کے اِنتظام میں کچھ اِختلاف نہیں شاید دونوں کے میل سے ایک ایسی حکومت پیدا ہوتی ہے جو سب سے بہتر ہے۔

جینوا مصلحوں کا شہر پناہ ٹھہرا

کالوین کے زمانے میں جینوا ان سب کے لئے جو مختلف ملکوں میں انجیل کے سبب سے ستائے جاتے اور جلا وطن کئے جاتے تھے شہر پناہ ٹھہرا۔ فرانس ہالینڈ جرمنی اسکاٹ لینڈ اور انگلستان کے بہت سے لوگ یہاں پر اکثر پناہ گیر ہوئے اور اس جگہ وہ جو بعد میں ریفرمیشن کے ہادی بن گئے تعلیم پاتے اور اپنے کام کے لئے تیار کئے جاتے تھے۔ کالوین کے اس مدرسے سے جو اس نے جینوا میں قائم کیا تھا اور جسکا بڑا اُستاد وہ خود تھا بہت سے خادمِ دین اور مشنری نکلے جنھوں نے ہر کہیں ریفارمیشن کو پھیلا دیا۔

جان ناکس کا احوال۔

ان اشخاص میں سے جنھوں نے کالوین کے پاس جینوا میں آکر اس سے تعلیم پائی اسکاٹ لینڈ کا ایک جوان جان ناکس تھا۔ وُہ ۱۵۰۵ء اور ۱۵۱۳ء کے درمیان ہیڈنگٹن نام ایک شہر میں جو اسکاٹ لینڈ کے جنوب میں واقع ہے پیدا ہُوا۔ سینٹ اینڈریو یونیورسٹی میں تعلیم پاکر اُسنے پریسٹ یعنی خادم الدین کا تقرر پایا۔ لیکن جارج ویشرٹ کے وعظوں کو سُنکر اس نے رُومن کاتھولک کلیسیا کو چھوڑ دیا اور مصلحوں میں مل گیا۔ جارج ویشرٹ کے شہید ہونے کے بعد وہ قید میں ڈالا گیا اور دو برس تک سخت غُلامی کی حالت میں رہا۔ قید سے چھُٹ کر کچھ عرصہ تک انگلستان میں

پناہ گیر ہُوا جب خُونی میری تخت نشین ہُوئی تو یُورپ کے برِ اعظم کو بھاگ گیا کچھ عرصہ تک کالوین کے پاس جینوا میں رہا اور اس سے تعلیم پاتا اور اُسکی مدد کرتا رہا۔

جان ناکس کی خدمت۔

اس اثنا میں اسکاٹ لینڈ مُلک میں بڑی تبدیلیاں واقع ہو گئیں باوجود میری آف گیز کی مُخالفت کے جو اُن دنوں میں نابالغ ملکہ کی سرپرست تھی ریفارمیشن کی تعلیم ترقی کرتی گئی اور ۱۵۵۹ء میں ایذارسانی موقوف ہو گئی جان ناکس پھر اپنے وطن میں واپس آیا ۱۵۶۰ء میں پارلیمنٹ کے حکم سے پُوپی انتظام موقوف کیا گیا اور ایک انجیلی کلیسیا قائم کی گئی اس سال کے آخر میں ایڈن برگ شہر میں چھ خادمانِ دین اور ۳۴ ایلڈروں کا ایک جلسہ مُنعقد ہُوا۔ یہ اسکاٹ لینڈ پریسبٹرین کلیسیا کی پہلی جنرل اسمبلی تھی ۱۵۶۱ء میں ملکہ میری تخت نشین ہوئی وہ رُومن کاتھولک تھی اور اُس نے انجیلی کلیسیا کا سخت مُقابلہ کیا۔ ریفارمیشن بڑے خطرے میں پڑا لیکن ناکس کی دعاؤں نے کلیسیا کو بچا لیا۔ میری نے اقرار کیا کہ بیس ہزار آدمیوں کے لشکر سے میں اسقدر نہیں ڈرتی جیسا کہ ناکس کی دعاؤں سے ڈرتی ہُوں۔ جان ناکس کی ایک دعا یہ تھی کہ اَے خُداوند یا تو اسکاٹ لینڈ مجھکو دے یا مجھے مرنے دے۔ خُدا نے اِسکی دُعا سُنکر اسکاٹ لینڈ اُسے دیا۔ اسکاٹ لینڈ مُلک کی عظمت اسکی

خدمت کا نتیجہ تھا۔ اور اِس نے نہ صرف اسکاٹ لینڈ کی کلیسیا کی بُنیاد ڈالی بلکہ آئرلینڈ میں اور امریکہ اور انگلستان کی کُل بستیوں میں جو پریسبٹرین کلیسیائیں آجکل موجود ہیں جان ناکس اُنکا بانی ہے۔ ۱۵۷۲ء میں وہ ایڈن برگ میں فوت ہوگیا جب لوگوں نے اِسکو سینٹ جائلز کیتھڈرل میں دفن کیا ارل آف مارٹن نے جو بادشاہ کا سرپرست تھا اُسکے بارے میں یہ گواہی دی یہاں پر ایک ایسا آدمی دفن ہے جس نے کبھی کسی انسان سے خوف نہیں کھایا

کلیسیا جو زیر صلیب ہے

سچی کلیسیا کی ایک خاصیت یہ ہے کہ دُنیا اُسے ستاتی ہے جو کلیسیائیں پولُس نے اپنے پہلے مشنری سفر میں قائم کیں اُنسے پُولُس نے یہ کہا کہ ضرور ہے کہ ہم بہت مصیبتیں سہکر خدا کی بادشاہت میں داخل ہُوں (اعمال ۱۴: ۲۲) پریسبٹرین اور ریفارمڈ کلیسیا کا بھی یہ ہی حال رہا۔ شاید سب سے زیادہ فرانس کی کلیسیا کو سچائی کی خاطر تکلیف اُٹھانی پڑی۔ کلیسیا جو زیر صلیب ہے یہ ہی اسکا ایک مناسب لقب ہُوا۔ اُسکی علامت ایک اہرن ہے جسپر ہتوڑہ مارا جاتا ہے ہتوڑے بہت ٹوٹ جاتے لیکن اہرن نہیں ٹوٹتا۔ وہ مارے جانے سے اور بھی زیادہ مضبوط ہوتا جاتا ہے۔ یہ ہی فرانس کی ریفارمڈ کلیسیا کا حال رہا۔ سولھویں صدی میں جب وہ قائم ہوگئی اُسکے لئے سخت ایذا رسانی کا سامنا تھا۔ لیکن وہ وفادار رہی اور اُسکے شُرکا نے آپس میں عہد باندھا کہ ہر ایک دوسرے کو سنبھالینگے اسلئے

اُنکا نام ہیگونوٹس یا عہد باندھنے والے رکھا گیا۔ آخرکار فرانس کے بادشاہ نے اپنی ماں کی ترغیب سے یہ ارادہ کیا کہ مَیں ایک ہی رات میں اُنکو ہلاک کرونگا یُوں برتلمائی دن کی خونریزی ہوئی جبکہ ساٹھ ہزار (۶۰۰۰۰) ہیوگوناٹس بیرحمی سے مارے گئے پوپ نے بڑی خوشی کی اور سمجھا کہ مَیں جیت گیا ہُوں تو بھی فرانس کی ریفارمڈ کلیسیا قائم رہی۔ آخرکار ۱۵۹۸ء میں جب ہنری چوتھے نے نانٹس کا پروانہ جاری کیا اُسکو کچھ آرام حاصل ہوا لیکن ۱۶۸۵ء میں لوئیس چودھویں نے اس پروانے کو منسوخ کردیا اب ایذا رسانی پھر بڑے زور سے شروع ہوئی۔ بہت سے لوگ قید کیئے اور مارے گئے یا اپنے وطن کو چھوڑکر اور مُلکوں میں پناہ گیر ہوئے ایک صدی تک کلیسیا کا یہ ہی حال رہا۔ آخرکار نپولین پہلے کے وقت میں فرانس کی ریفارمڈ کلیسیا نے ظُلم سے رہائی پائی کلیسیا کو اہرن کی طرح بہت صدمے پہنچائے گئے لیکن وہ اور بھی زیادہ مضبوط ہوگئی۔

ہالینڈ کی ریفارمڈ کلیسیا کی وفاداری۔

ہالینڈ کی ریفارمڈ کلیسیا کا بھی یہ ہی حال رہا۔ ریفارمیشن کے وقت یہ مُلک شہنشاہِ اسپین کے زیرِ حکومت تھا وہ ایک چھوٹا سا مُلک تھا اور اسپین اِن دنوں میں دُنیا کی سلطنتوں میں سے سب سے زیادہ زور آور تھی۔ فلپ ثانی نے اِن کو پُوپ کے تابع کرنے کی تجویز کی۔ لہذا فوجوں کو کثرت سے ہالینڈ میں روانہ کیا جو لوگوں پر بہت ظلم کرتی اور

ملک کو ویران کرتی رہیں۔ تو بھی ہالینڈ کے لوگوں نے ہمت نہیں ہاری بلکہ یہ ارادہ باندھا کہ ہم کبھی نہ تو پوپ اور نہ اسپین کے بادشاہ کے غلام بنینگے۔ مُدت تک اُنکو اُن ظالموں کے ساتھ لڑنا پڑا آخرکار ۱۵۷۹ء میں جمہوریت خلیہ کا عہد و پیمان کیا گیا ہالینڈ اسپین کے ظلم سے چھُٹ گیا اور ہالینڈ کی ریفارمڈ کلیسیا آزاد ہو گئی۔

| اسکاٹ لینڈ کی کلیسیا کا احوال۔ |

اسکاٹ لینڈ کی پریسبٹرین کلیسیا کی علامت کو آپ نے دیکھا ہوگا وہ ایک جھاڑی ہے جو آگ سے روشن ہے جھاڑی کے گرد یا اُسکے نیچے یہ الفاظ لکھے ہوئے ہیں "تو بھی وہ جل نہیں جاتی"۔

آگ سے مُصیبتیں مُراد ہیں جو اِس کلیسیا پر گذریں لیکن اِسکو ہلاک نہیں کرسکیں بلکہ اُسکے لئے پاکیزگی اور جلال کا باعث ٹھیریں۔ ۱۶۰۳ء جب اسٹورٹ کے خاندان کے بادشاہ جیمس اوّل نے انگلستان کے تخت پر جلوس کیا اُسوقت اِسکاٹ لینڈ کی کلیسیا پر پہلی ایذارسانی آئی جیمس نے اسکاٹ لینڈ کی کلیسیا میں پھر اُسقفوں کو مقرر کیا اور حکم دیا کہ گرجے گھروں میں عبادت دعاءِ عام کی کتاب کے مطابق کی جائے۔ لوگوں نے اِس حکم کو نہیں مانا اور جب بادشاہ اُنپر زبردستی کرنے لگا تو اُنھوں نے آپس میں ایک عہد کیا جو پاک عہد و پیمان (ہولی لیگ اینڈ کاوینینٹ) کہلاتا ہے یُوں فرقۂ کوننٹر وجود میں آیا جس نے

مُدت تک اسٹوارٹ خاندان کے بادشاہوں کی ناجائز تدبیروں کا مقابلہ کیا اور آخرکار اُنکو باطل کردیا کرامویل کے وقت اِسکاٹ لینڈ کی کلیسیا نے اِس ظلم سے رہائی پائی لیکن ۱۶۶۰ء میں جب چارلس دویم تخت نشین ہوا۔ ایذارسانی پھر شروع ہُوئی اور ۲۸ برس تک جاری رہی جو تکلیفیں اسکاٹ لینڈ کے لوگوں کو اِس عرصہ میں اُٹھانی پڑیں وہ بیان سے باہر ہیں لیکن لوگ اپنے ایمان پر قائم رہے مسیح کے دُشمن کلیسیا کو برباد نہیں کرسکے مصیبت کی آگ نے جھاڑی کو گھیر لیا لیکن اِسکو جلا نہ سکی ۱۶۸۹ء میں ولیم سویم نے انگلستان کے تخت پر جلوس کیا اِس نے ایذارسانی کو بند کیا اور اِسکاٹ لینڈ کی کلیسیا کو سرکاری کلیسیا ٹھیرا دیا۔

| یُونائٹڈ فری چرچ |

اِسکے بعد اِسکاٹ لینڈ کی پریسبٹرین کلیسیا ایک اور بڑے خطرے میں پڑی پُوپی حکومت کی غلامی سے چھُٹ کر وُہ سرکار کی غلامی میں آئی۔ بعضوں نے یہ خطرہ دیکھکر سرکار کی دست اندازی پر اعتراض کیا اور جب اعتراض سُنا نہ گیا تو سرکاری کلیسیا سے علٰحدہ ہو گئے۔ کئی ایک نئی کلیسیائیں بن گئیں جن کا سرکار سے کچھ تعلق نہیں۔ اُن میں سے سب سے بڑی یُونائٹڈ پریسبٹرین اور اسکاچ فری چرچ تھیں ۱۹۰۰ء میں اِن دونوں کلیسیاؤں نے اتحاد کیا اور یُونائٹڈ فری چرچ وجود میں آئی جو آجکل اِسکاٹ لینڈ کی کلیسیاؤں

میں سب سے بڑی ہے۔

امریکہ کی پریسبٹرین کلیسیا انگلستان میں اور آئرلینڈ میں بھی پریسبٹرین کلیسیائیں قائم کی گئیں اور اسکاٹ لینڈ کی کلیسیا کی طرح وہ مُدت تک ستائی گئی۔ اِن ایذارسانیوں کے وقت بہت سے لوگ نئی دُنیا یعنے امریکہ کو چلے گئے اور اُنھوں نے وہاں پر بھی پریسبٹرین کلیسیا کو قائم کیا اِن میں سے سب سے بڑی ریاست متحدہ کی پریسبٹرین کلیسیا ہے بلکہ وہ شمار کے لحاظ سے کُل دُنیا کی پریسبٹرین کلیسیاؤں میں سب سے بڑی ہے۔

پریسبٹرین کلیسیا کے عقائدنامے پریسبٹرین کلیسیا کی تعلیم مُختلف اقرار ناموں اور دینی سوال وجواب کے رسالوں میں بیان کی گئی ہے جن میں سے ذیل کی کتابیں اور اقرار نامے زیادہ مشہور ہیں یعنی ہائیڈلبرگ کا ٹیکزم (سنہ ۱۵۶۳ء) سنڈ ڈارٹ کے دفعات (سنہ ۱۶۱۹ء) اور خاصکر وہ کتابیں جو ویسٹ منسٹر اسمبلی کی طرف سے (سنہ ۱۶۴۳-۱۶۴۸ء) تیار کی گئیں یعنی سوال وجواب مختصر اور سوال وجواب مفصل عقائد نامہ عبادت کی ترتیب اور اِنتظامِ عدالت۔ ان عقائد ناموں میں سب سے زیادہ اِن باتوں پر زور دیا گیا جنکی نسبت ریفارمیشن کے زمانے میں رُومن کاتھولک فرقہ کے ساتھ بحث ومباحثہ ہوا پانچ باتیں اِس تعلیم میں بہت بڑی ہیں یعنی (۱) خُدا کا سب سے اعلےٰ اور بزرگ ہونا۔ اُسکے اِرادے سب کے سب پورے

ہوتے ہیں کوئی اُنکا مقابلہ نہیں کرسکتا (۲) اِنسان کا یہانتک برگشتہ ہونا کہ وہ اپنی طاقت سے نیکی نہیں کرسکتا (۳) نجات صرف خُدا کے فضل سے ہے نیک اعمال سے نہیں (۴) یہ نجات مسیح کے کفارہ دینے کے ذریعے برگزیدوں کے لِئے حاصل ہُوئی (۵) جو مسیح پر ایمان لاکر نجات پاتے ہیں پھر ہلاک نہ ہونگے بلکہ خُدا آخر تک اُنکی حفاظت کریگا پریسبٹرین کلیسیا کے عقائد اِن عقائدناموں پہ محدود نہیں اور نہ یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ یہ عقائد نامے کامل اور بالکل صحیح اور سہو سے بری ہیں صرف خُدا کا کلام ایمان اور اعمال کی نسبت پریسبٹرین کلیسیا کا کامل رہنما ہے چند باتیں مثلاً رُوحُ القدس کی تعلیم اور خُدا کی بے حد مُحبت کی تعلیم ریفرمیشن کے بعد زیادہ صفائی کے ساتھ بیان کی گئیں اور پریسبٹرین کلیسیا نے اِن باتوں کو بھی اپنے عقیدوں میں درج کیا۔

پریسبٹرین کلیسیا کا اِنتظام سب سے زیادہ اِنتظام کے مُتعلق پریسبٹرین کلیسیا اور انجیلی کلیسیاؤں سے متفرق ہے۔ مسیح کلیسیا کا سر اعظم قرار دیا جاتا ہے نہ تو پوپ اور نہ کوئی بادشاہ اِس پر اختیار رکھتا ہے کلیسیا کے مستقل عہدے دار دو قسم کے ہوتے ہیں یعنی بزرگ یا ایلڈر اور خادم یا ڈیکن کلیسیا کی حکومت بزرگوں کے ہاتھ میں ہے جو اختیار میں سب کے سب مساوی ہیں بزرگ دو طرح کے ہیں (۱) وُہ جو صرف اِنتظام کرتے ہیں۔ انکا اِنتخاب مقامی جماعت کی طرف سے ہوتا اور وُہ

کلیسیا کے محکموں میں اِن جماعتوں کے ایلچی یا ریپریزینٹٹو ہیں یہ اکثر ایلڈر یا کلیسیٹ کہلاتے ہیں (۲) دوسری قسم کے بزرگ خادمِ دین ہیں جو نہ صرف اِنتظام کرتے بلکہ تعلیم بھی دیتے اور پاک سیکرامنٹوں کو عمل میں لاتے ہیں۔ کلیسیا کے چار محکمے ہوتے ہیں یعنی سیشن پریسبٹری سِنڈ۔ جنرل اسمبلی۔ ہر ایک ادنیٰ محکمہ اعلےٰ محکمے کے زیرِ حکومت ہے۔ سب سے اعلےٰ محکمہ جنرل اسمبلی ہے اور اُسکے ذریعے سے کُل کلیسیا کی یگانگی قائم رکھی جاتی ہے۔

پریسبٹرین کلیسیا کی مختلف شاخیں۔

پریسبٹرین کلیسیا ایک عالمگیر کلیسیا ہے وہ کسی ایک مُلک یا قوم پر محدود نہیں بلکہ تقریباً کُل دُنیا میں پھیلی ہوئی ہے آجکل اسکی بہت سی شاخیں ہیں جنمیں سے سب سے بڑی یہ ہیں (۱) سوئٹزرلینڈ کی ریفارمڈ کلیسیا (۲) فرانس کی ریفارمڈ کلیسیا (۳) جرمنی کی ریفارمڈ کلیسیا (۴) ہالینڈ کی ریفارمڈ کلیسیا (۵) ہنگری کی ریفارمڈ کلیسیا (۶) اسکاٹ لینڈ کی مقرری (سرکاری) پریسبٹرین کلیسیا (۷) اسکاٹ لینڈ کی یونائیٹڈ فری چرچ (۸) آئرلینڈ کی پریسبٹرین کلیسیا (۹) انگلستان کی پریسبٹرین کلیسیا (۱۰) ویلز کی پریسبٹرین کلیسیا (۱۱) یونائیٹڈ اسٹیٹس آف امریکہ کی پریسبٹرین کلیسیا (۱۲) امریکہ کی یونائیٹڈ پریسبٹرین کلیسیا (۱۳) امریکہ کی ریفارمڈ کلیسیا (۱۴) کناڈا کی پریسبٹرین کلیسیا۔ (۱۵) پریسبٹرین کلیسیائے ہند۔ پریسبٹرین اور ریفارمڈ کلیسیاؤں کے شُرکاء کروڑ

کے قریب ہیں اور نہ صرف شُرکا کے شمار کے لحاظ سے بلکہ اپنے عجیب اثر کے لحاظ سے بھی وُہ ایک بڑی کلیسیا ہے گو کالوین کی تعلیم کی چند باتیں قابلِ اعتراض ہیں اور چند ایسی باتیں ہیں جن پر اُس نے مُناسب حد سے زیادہ زور دیا اور اِس سبب سے غلطیاں پیدا ہوئیں تو بھی اِس کی تعلیم میں بڑی خوبیاں ہیں اور کالوین کی خدمت ساری کلیسیا کے لئے بلکہ کُل دُنیا کے لئے بیشمار فوائد اور برکتوں کا باعث ٹھیری۔ انگلستان کے مشہور مورّخ جیمس انتھنی فرؤڈ صاحب فرماتے ہیں کہ صرف کالوین کے پیرؤں کا ایمان ریفرمیشن کے مُخالفوں کا مُقابلہ کرنے کے قابل ٹھیرا اگر وہ نہ ہوتے تو غالباً ریفرمیشن بڑی شکست کھاتی۔ اور جان مارلے صاحب جو مسیحی مذہب کے معتقد نہ تھے تو بھی یہ لکھتے ہیں کہ ”کالوین کو مغربی تہذیب کے بانیوں کی فہرست میں سے نکالنا گویا زمانے حال کی تواریخ کو پھوٹی آنکھ سے پڑھنا ہے“ ایک اور مشہور مُصنّف مارک پٹیسن نام کا یہ قول ہے کہ ”جو قوت جینوا سے پیدا ہُوئی اُس نے اسپین اور انکوئزیشن اور فریقِ جسوٹ کا مُقابلہ کرکے یورپ کو پوپوں کی غلامی سے بچالیا“ جہاں کہیں اِس تعلیم نے غلبہ پایا وہاں پر دینی اور مُلکی آزادی اور علم اور تہذیب کا بڑا زور ہوا لوگ بائبل سے بخوبی واقف ہیں اور اُسکی قدر کرتے اور جسمانی اور روحانی دونوں باتوں میں ترقّی کرتے جاتے ہیں۔

چودھواں باب

کلیسیائے انگلستان

"آج خُدا کے فضل سے ہم انگلستان میں ایسی مشعل جلائیں گے جو کبھی نہ بُجھیگی" ہیو لیٹمر

(۳) کلیسیائے انگلستان

انگلستان کی کلیسیا کا قدیم زمانہ۔

ایسی چند کلیسیائیں ہیں جنھوں نے ریفرمیشن کے زمانے میں تعلیم کی اصلاح کی اور پوپ کے اختیار کا انکار کیا لیکن اُس اِنتظام کو جو مُدت سے کلیسیا میں جاری تھا قائم رکھا یہ کلیسیائیں اُسقُفی کہلاتی ہیں۔ اِن میں سے سب سے بڑی اور سب سے زیادہ مشہور کلیسیائے انگلستان (چرچ آف انگلینڈ) ہے مسیحی زمانے کے شروع ہونے سے پیشتر رومیوں نے مُلک انگلستان کو اپنے قبضے میں لے لیا تھا اور رسولوں کو اِنتقال کئے ہوئے بہت عرصہ نہ گزُرا تھا کہ مسیحی مناد جزائر برطانیہ میں پہنچکر وہاں پر انجیل سُنانے لگے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اُنکو جلد کامیابی حاصل ہوئی اور یُوں وہ کلیسیا قائم کی گئی۔ جو قدیم برٹش کلیسیا کہلاتی ہے اس کلیسیا کے چند اُسقوف ۳۱۴ء میں آرلس کے جلسے میں حاضر ہوئے یہ کلیسیا رومہ کے اُسقُوف کی تعظیم تو کرتی تھی لیکن اسکے زیرِ حکومت نہ تھی اور اسکے طریق

عبادت و دستورات سے کم وبیش متفرق تھی۔ برٹن کی قدیم کلیسیا نے چند مشنریوں کو اور مُلکوں میں بھیج دیا مثلاً **سینٹ پیٹرک** جو آئرلینڈ کا رسول کہلاتا ہے آئرلینڈ میں اور کلمبا کو اِسکاٹ لینڈ میں بھیجا اور کلمبانُس اور گیلوس اور کلَین نے یورپ کے مُختلف علاقوں میں بڑی سرگرمی سے اِنجیل سُنائی۔ پانچویں صدی میں جب رومیوں کی حکومت جزائر برطانیہ میں موقوف ہوگئی جرمنی کے شمال کی چند بُت پرست قومیں یعنی انگلش اور سیکسنز انگلستان پر حملہ کرنے اور اِسکو اپنے قبضے میں لینے لگے یُوں اِنگلستان پھر بُت پرستوں کے ہاتھ میں آگیا۔ لیکن شمالی علاقوں میں قدیم برٹش کلیسیا کی بہت سی جماعتیں اِن وحشیوں کے حملوں سے بچ گئیں یہ کلیسیا انگلستان میں فارمیشن کا زمانہ کہلا سکتا ہے یعنے ابتدائی زمانہ جس میں پہلے پہل کلیسیا قائم کی گئی۔

رومی کلیسیا کا انگلستان ملک میں قائم کیا جانا۔

چھٹی صدی کے آخر میں جب رومہ کے اُسقُوف **گریگری اعظم** نے دو مشنریوں کو **اگسٹن** اور **لورینٹیوس** نامے انگلستان کو روانہ کیا تو کلیسیاء انگلستان کا دوسرا زمانہ شروع ہوا۔ اینگلو سیکسن قوموں نے مسیحی مذہب کو قبول کیا اور یُوں ایک نئی کلیسیا قائم کی گئی۔ جو سب باتوں میں رومی اُسقوف کے تابع تھی۔ بعد میں قدیم برٹش کلیسیا بھی رومی کلیسیا میں مِل گئی پوپ نے اگسٹن کو انگلستان کی کلیسیا کا صدر اُسقُوف یا آرچ بشپ مقرر

کیا اور وہ کنٹربری شہر میں رہنے لگا۔ بعد میں ایک اور آرچ بشپ یعنی یارک کا آرچ بشپ اسکے ساتھ حکومت میں شریک کیا گیا لیکن کنٹربری کے آرچ بشپ کو اعلےٰ اختیار دیا گیا۔ دس صدیوں تک کلیسیائے انگلستان رومی ہائرارکی کے زیر حکومت رہی اور رومہ کی کلیسیا کی غلط تعلیموں اور دستورات نے انگلستان میں بڑا غلبہ پایا یہ کلیسیاء انگلستان کی تواریخ میں گویا ڈیفارمیشن کا زمانہ ہے یعنی وہ زمانہ جس میں وُہ رومہ کے پوپ کے تابع ہوگئی اور اسکی حالت رفتہ رفتہ بگڑ گئی۔

اصلاح کا زمانہ۔ انگلستان کی کلیسیا کا تیسرا زمانہ ریفارمیشن کے وقت شروع ہُوا جبکہ اور کلیسیاؤں کی طرح اسکی اصلاح کی گئی اس سے پیشتر بھی اہل انگلستان نے رومن ہائرارکی کی دست اندازی اور ظلم پر اعتراض کیا تھا۔ چودھویں صدی میں خُدا نے ایک معزز شخص کو جان وکلف نامے (۱۳۲۴ء) برپا کیا اس نے بڑے زور کے ساتھ کلیسیا کی بُرائیاں اور پادریوں اور راہبوں کی جہالت اور بدچلنی پر حملہ کیا اور بائبل کا بھی انگریزی زبان میں ترجمہ کیا۔ حاکمان کلیسیا نے اس حرکت کو بند کرنے کی بڑی کوشش کی۔ پُوپ نے پانچ دفعہ وکلف پر مقدمہ کرنے اور اُسکو سزا دینے کا حکم دیا۔ کینٹربری کے صدر اُسقُوف نے اسکو بدعتی ٹھیرا دیا۔ کانسٹانس کے جلسے کے حکم سے اسکی ہڈیاں قبر میں سے نکالیں گئیں

اور جلائی گئیں اسکے شاگرد جو لولارڈ کہلائے ستائے گئے اور ان میں سے بہتوں نے جام شہادت پیا۔ تو بھی رومن ہائرارکی کی یہ ساری کوششیں بے فائدہ ٹھیریں۔ ڈیڑھ صدی کے بعد جب لوتھر نے جرمنی مُلک میں اصلاح کا کام شروع کیا تو انگلستان میں وکلف کی تعلیم دوبارہ زندہ ہوگئی۔ بہت سے مصلح انگلستان میں پیدا ہُوئے جن میں سے ذیل کے اشخاص زیادہ مشہور ہیں یعنی آرچ بشپ کرانمر۔ نکولس ریڈلی۔ ہیو لا ٹیمر۔ جان ہُوپر۔ ولیم ٹنڈیل۔ اور مائلز کورڈیل۔ آخری دو شخصوں نے بائبل کو لوگوں کی زبان میں ترجمہ کیا اور لوگ ہر کہیں بائبل کو پڑھنے لگے ۱۵۳۴ء میں شہنشاہ ہنری ہشتم پُوپ کے ساتھ لڑ پڑا۔ اِس جھگڑے سے یہ نتیجہ نکلا کہ اہل انگلستان نے پُوپ کے اختیار سے انکار کیا اور انگلستان کی کلیسیا رُومن کاتھولک کلیسیا سے بالکل الگ ہوگئی لیکن چونکہ ہنری رومن کاتھولک تعلیم کو ریفرمیشن کی تعلیم سے زیادہ پسند کرتا تھا اسلئے حتی المقدور رومن کاتھولک دستورات کو قائم رکھنے کی کوشش میں رہا۔ آخرکار ایڈورڈ ششم کے وقت میں اصلاح کا کام خاطر خواہ ترقی کرتا گیا اور کلیسیاء انگلستان رُومن کاتھولک کلیسیا کی غلطیوں سے چھُٹ کر پھر ایک انجیلی کلیسیا میں بدل گئی۔

کلیسیاء انگلستان کی اصلاح کس طریقے پر کی گئی۔ افسوس کی بات ہے کہ ایڈورڈ ششم جوانی کی عمر میں اِنتقال کر گیا لہذا جس کام کو اِس نے شروع کیا تھا

اُسے انجام نہ دے سکا۔ خونی میری جو اُسکے بعد تخت نشین ہُوئی سرگرم رُومن کاتھولک تھی اور اِس نے اہلِ انگلستان کو پھر پوپ کے تابع کرنے کی بڑی کوشش کی لیکن ناکام رہکر مرگئی۔ ملکۂ الزبت اور اسٹورٹ خاندان کے بادشاہ میری کے بعد تخت نشین ہُوئے اگرچہ انھوں نے ایڈورڈ ششم کے اِنتظام کو پھر قائم کیا تو بھی اصلاح کے کام میں بہت جوش نہیں دکھایا بلکہ حالت سابقہ کو بھی کسی قدر قائم رکھنا پسند کیا اور نیز اپنے اختیار کو بڑھانے پر مستعد رہے لہذا مُلک انگلستان میں اصلاح جینوا اور اسکاٹ لینڈ کی اصلاح کے قد تک نہیں پہنچی پوپ کا اختیار جاتا رہا لیکن بادشاہ گویا اسکی جگہ میں کلیسیا کا سرِ اعظم ٹھیرایا گیا اور اُسقُفی اِنتظام پورے طور پر جاری رکھا گیا۔ انگلستان میں ریفرمیشن کا کام زیادہ تر ایک پولٹیکل یعنی سرکاری معاملہ تھا اور بادشاہوں نے اکثر زیادہ تبدیلی کرنے کی اجازت نہ دی۔ علاوہ بریں انگلستان کے مُصلح جینوا اور اِسکاٹ لینڈ کے مُلکوں کے مصلحوں کی طرح موجودہ کلیسیا سے علحٰدہ نہ ہُوئے اور نہ اُنھوں نے نئی جماعتیں بنائیں بلکہ قدیم کلیسیا کو قائم رکھا ریفارمیشن کے وقت کلیسیاء انگلستان میں مختلف قسم کے لوگ تھے بعض رُومہ کی کلیسیا کو بہت پیار کرتے اور پُرانے طریقوں کو قائم رکھنا چاہتے تھے بعضوں کی راے یہ تھی کہ تعلیم کی اِصلاح کی جاے لیکن اُسقُفی اِنتظام قائم رہے اور بعض

کالوین کے طریقے پر کلیسیا کی اِصلاح کرانا چاہتے اور تعلیم اور اِنتظام دونوں میں تبدیلی کرانا چاہتے تھے۔ سرکار نے درمیانی طریقہ اختیار کیا اور ایک قانون جاری کیا جو "ایکٹ آف یونی فرمٹی" کہلاتا ہے جسکا یہ مقصد تھا کہ سارے لوگ اِس درمیانی طریقے کو منظور کرنے پر مجبور کیئے جائیں اور مقرّری یا سرکاری کلیسیا کے تابع رہیں بعضوں نے اِس حُکم کی اطاعت نہ کی لیکن اکثر لوگ راضی ہوگئے اور مقرّری کلیسیا میں شامل رہے۔

حالت سابقہ کی باتیں جو جاری رکھی گئیں

اِس درمیانی طریقے کے اختیار کرنے سے کئی ایک نتیجے پیدا ہُوئے اولاً یہ کہ حالتِ سابقہ کی کئی ایک باتیں جن کو دوسری انجیلی کلیسیاؤں نے اکثر ترک کیا کلیسیاے انگلستان میں جاری رکھی گئیں مثلاً دعاے عام کی کتاب میں خادمانِ دین پریسٹ یعنے کاہن کہلاتے ہیں اور گو اکثر لوگ اِن کو درمیانی سمجھتے تو بھی اور انجیلی کلیسیاوں کی بہ نسبت اِنکی زیادہ تعظیم کرتے اور عام شُرکا سے علحٰدہ کرتے ہیں اِنکو عبادت کے وقت خاص پوشاک پہننا فرض ہے اور صرف وُہ ہی ممبر سے واعظ سُنا سکتے اور مخلصی یعنے گناہوں کی معافی سُنا سکتے ہیں۔ صبح و شام کو نماز کی کتاب سے پڑھا جاتا ہے اِس میں مقرّری دُعائیں اور ورد اور مضامیر شامل ہیں ان میں سے کسی طرح کی تبدیلی کرنے کی اجازت نہیں وعظ جب کہا جاتا تو نماز کے بعد

ہوتا ہے ظاہری ریت ورسم کی زیادہ قدر کی جاتی اور سب کے سوا مقدسوں کی عیدین بھی مانی جاتی ہیں۔ یہ باتیں اکثر اس قسم کی ہیں کہ نہ تو انکو ماننے سے ہمارا کچھ نقصان ہے اور نہ انکے کرنے سے ہمارا کچھ فائدہ ہے (۱ قرنتیوں ۸: ۸) ہر ایک اپنے دل میں پورا اعتقاد رکھے (رومیوں ۱۴: ۵) لیکن ایسی بھی باتیں ہیں جو خطرے اور نقصان سے خالی نہیں مثلاً دھرم ماں باپ بچے کو بپتسمہ دلانے کے لئے گرجے میں لاتے اور اُسکے ماں باپ کے عوض میں ایمان کا اقرار کرتے اور وعدہ کرتے ہیں۔ ایذارسانی کے زمانوں میں ایسے دھرم ماں باپ کی ضرورت تھی لیکن ہمارے خیال میں مسیحی ماں باپ کو اس کام کا ذمہ اُٹھانا اور اپنے اپنے بچوں کو خداوند کی طرف سے تربیت اور نصیحت دینا چاہئے۔ پھر دُعائے عام کی کتاب میں بپتسمہ کے بارے میں جو تعلیم دی گئی وُہ بہت صاف نہیں اور اکثر لوگ اس سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ بپتسمہ پانے ہی سے ہم نئی پیدائش حاصل کرتے اور خدا کے فرزند بن جاتے ہیں۔ اکثر ظاہری ریت ورسم کا بہت لحاظ کیا جاتا ہے اور لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ اگر ہم نماز میں حاضر ہوں یا تین دفعہ سال میں پاک عشا کو مانیں تو ہم نے اپنے دینی فرائض کو ادا کیا اور ہم کلیسیا کے اچھے شرکا بن گئے۔ لیکن یاد رہے کہ جو محض نام کے مسیحی ہیں انکا یہ خیال ہے لیکن کلیسیا کے دیندار شرکا اس غلطی سے محفوظ رہتے ہیں

کلیسیائے انگلستان ایک سرکاری کلیسیا ہے۔

پھر کلیسیائے انگلستان ایک سرکاری کلیسیا ہے اس لئے اُن قواعد و قوانین کے بہت پابند ہیں جو سرکار نے بنائے جب تک پارلیمنٹ اجازت نہ دے وُہ نہ تو اپنے عقیدوں میں اور نہ اپنے انتظام میں کسی طرح کی تبدیلی کرسکتی ہے۔ کلیسیا کے بہت سے عہدہ داروں کا انتخاب وزیر اعظم یا دُنیاوی حاکموں کے ہاتھ میں ہے اور کبھی کبھی ایسا بھی ہوا کہ غیر مسیحی نے یا ایک بیدین آدمی نے کسی شخص کو اُسقف کے عُہدے پر مقرر کیا۔ ہمارے خیال میں یہ ایک قسم کی غلامی ہے جو مسیحی کلیسیا کے لئے مُفید نہیں بلکہ برعکس اِسکے نقصان کا باعث ہوتی ہے۔

ہائی چرچ فریق۔

اِس درمیانی طریق کے اختیار کرنے سے ایک تیسرا نتیجہ بھی نکلا یعنی یہ کہ آجکل کلیسیا میں مختلف فرقے پائے جاتے ہیں جنہیں اِتفاق کا پیدا کرنا ایک مشکل امر ہے۔ بعض سابق زمانوں کے طریقوں اور ظاہری ریت ورسم اور سیکرامنٹوں پر بہت زور دیتے اور ایک ظاہری اُسقفی سلسلے کو کلیسیا کا خاصہ ٹھہرا دیتے اور عبادت میں بہت شان و شوکت پسند کرتے ہیں وہ اور انجیلی کلیسیاؤں کو جن میں اُسقف نہیں ہوتے نگاہ حقارت سے دیکھتے اور انکو پاک کلیسیائے جامع سے خارج کرتے درحالیکہ وہ رُومن کاتھولک کلیسیا اور شرقی کلیسیا کو گو وُہ انجیل کے خلاف تعلیم دیتے ہیں سچی کلیسیائیں سمجھتے

بلکہ اِنکے ساتھ میل و دوستی پیدا کرنے اور اُنکی غلط تعلیموں اور دستوروں کو کلیسیائے انگلستان میں دوبارہ پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس فرقے کو انگریزی زبان میں **ہائی چرچ یا انگلو کاتھولک پارٹی** کہتے ہیں۔ اس فریق کے ہاتھ میں بہت اختیار آگیا ہے۔ اور اِنکی کوشش سے نئے طریق قائم کیئے جاتے ہیں جو اصلاح کے زمانے کی تعلیم کے خلاف ہیں مثلاً رسولی عقیدے کو سُناتے وقت پورب کی طرف رُخ کرنا یسوع نام لیتے وقت سر کو جھکانا گرجے گھروں میں بتیاں جلانا پاک عشاکی میز کو آلتر یعنے مذبح کہنا عشا ربانی کو ایک قربانی ٹھیرا دینا۔ اور بعضوں نے یہ بھی کوشش کی کہ انگلستان اور رُومن کاتھولک کلیسیاؤں میں اتحاد پیدا کریں اور اہل انگلستان کو پھر پوپوں کی غلامی میں لائیں۔ ان میں سے بعض انجیلی کلیسیاؤں کو چھوڑ کر رُومن کاتھولک کلیسیا میں واپس بھی گئے مثلاً ہنری ایڈورڈ مینگ۔ جان ہنری نیومین اور فریڈرک فیبر۔ اگرچہ اِن لوگوں کی تعلیم کو ہم ناپسند کرتے ہیں تو بھی انکی پاک زندگی اور خود انکاری اور لوگوں کی خدمت میں انکا جوش قابل تعریف و تقلید ہیں۔ ایس پی جی مشنری انجمن (The Society for the Propagation of the Gospel) کو انھوں نے قائم کیا اور اپنے ملک میں وہ خاصکر شہروں کے غریب اور برگشتہ لوگوں کے بیچ میں بڑی سرگرمی سے خدمت کر رہے ہیں۔

لوچرچ فریق۔ غالباً کلیسیا کا زیادہ حصہ اُن لوگوں پر مشتمل ہے جو انجیلی فریق (ایونجیلکل پارٹی) یا لوچرچ کہلاتے ہیں۔ فی الواقع کلیسائے انگلستان کا اصلاح یافتہ حصہ اِس ہی فریق پر محدود ہے طریق انتظام کے مسئلے کو چھوڑ کر انکی تعلیم میں اور انجیلی کلیسیاؤں کی تعلیم میں بہت فرق نہیں بنیادی باتوں میں وہ انکے ساتھ متفق ہیں اور گو وہ اُسقُفی انتظام کو پسند کرتے اور زیادہ صحیح مانتے ہیں تو بھی اِسے کلیسیائے جامع کا ایک ایسا خاصہ نہیں ٹھیرا دیتے کہ جسکے بغیر کلیسیا کا ہونا ہی محال ہے وہ رومن کاتھولک کلیسیا کی غلط تعلیموں کے سخت مخالف ہیں اور انجیل کی صحیح تعلیم کو قائم رکھنے کی کوشش کرتے ہیں وہ اور انجیلی کلیسیاؤں کو پاک کاتھولک کلیسیا سے خارج نہیں کرتے بلکہ اِنکے ساتھ حتی المقدور میل و رفاقت رکھنے کے خواہشمند ہیں۔ اس فریق نے سی ایم ایس مشنری (The Church Missionary Society) کو قائم کیا جو دُنیا میں سب سے بڑی مشنری سوسائٹی ہے۔ بشپ رائل اور بشپ ویسٹ کوٹ اور بشپ مُول اور ہنری مارٹن اور بشپ فرینچ اِس ہی فریق میں سے تھے۔

براڈ چرچ فریق۔ تیسرا فریق جو براڈ چرچ کے نام سے مشہور ہے اُن لوگوں سے بنا ہوا ہے جنکے خیالات مذہب کے بارے میں زیادہ آزاد اور کشادہ ہیں۔ وہ کلیسیا کے عقیدوں کے بہت پابند نہیں وہ بائبل کی تشریح عقل کی راسے سے کرتے اور مسیحی مذہب کے مسئلوں کو سائنس اور فلسفہ کے طریق پر بیان

کرنے کی کوشش کرتے ہیں ان میں زیادہ مشہور ذیل کے اشخاص ہیں۔یعنی فریڈرک ولیم فیرر پروفیسر چینی اور کینن ہینلے ہینسن۔

دعاۓ عام کی کتاب

کلیسیاے انگلستان اور انجیلی کلیسیاؤں کی طرح قدیم کلیسیا کے بڑے عقائد ناموں کو مانتی ہے یعنی رسولوں کا عقیدہ نیس کا عقیدہ اور اتھینیس کا عقیدہ لیکن اس کی تعلیم اور طریق عبادت اور انتظام خاص طور پر دُعائے عام کی کتاب (Book of Common Prayer) میں بیان کیا گیا۔آرچ بشپ کریمنر نے دُعائے عام کی کتاب کو تیار کیا اور ایڈورڈ ششم کے سن جلوس کے دوسرے سال میں پارلیمنٹ نے اسکو منظور کیا اور یہ حکم دیا کہ سب گرجے گھروں میں استعمال کی جائے۔ ملکۂ الزبت کے عہد میں اسکی اصلاح کی گئی اور اور چند حصّے اُس میں شامل کیئے گئے اُس کتاب کی چار تقسیمیں ہیں یعنے (۱) ڈیووشنل (The Devotional) معمولی عبادت کا حصّہ جسمیں صبح وشام کی نماز لطانیہ اور مزامیر وغیرہ شامل ہیں (۲) سیکرامینٹل (The Sacramental) جسمیں پاک شراکت کے عمل میں لانے کی ترتیب بالغوں کے بپتسمے کی ترتیب کیٹکزم۔ استحکام کی ترتیب۔رسم نکاح کی ترتیب۔مردوں کے دفن کی ترتیب۔اور مختلف کلیکٹس اور دُعائیں جو غیر معمولی عبادتوں میں استعمال کی جاتی ہیں۔شامل ہیں (۳) آرڈنیل (The Ordinal) یا کلیسیا کے مختلف عہدوں کے ترتیب

یعنے بشپوں کے تقدس۔پریسبٹروں کے تقرر۔اور ڈیکنوں کے تعین کی ترتیبیں درج ہیں (۴) اُنتالیس مسائل دین جن پر انگلستان کے دونوں اصولوں کے آرچ بشپ اور بشپ اور تمام خادمانِ دین اس مجلس میں متفق ہوئے جو سن ۱۵۶۲ء میں لنڈن میں دینِ حق کی نسبت اختلاف راے دفع کرنے اور اتفاق قائم کرنے کے لئے منعقد ہوئی۔

کلیسیاے انگلستان کی خوبیاں۔

انجیلی کلیسیاؤں میں کلیسیائے انگلستان سچ مچ ایک بڑی کلیسیا ہے اصل یا مادری کلیسیا سے کئی ایک شاخیں نکلیں مثلاً آئرلینڈ کی اُسقُفی کلیسیا یونائٹڈ اسٹیٹس کی اُسقُفی کلیسیا اور انگلستان کی مختلف بستیوں کی اُسقُفی کلیسیائیں۔گمان کیا جاتا ہے کہ اسکے ممبروں کا شمار ۳ کروڑ سے زیادہ ہے اور وہ نہ صرف شمار کے لحاظ سے بلکہ زیادہ تر روحانی فضیلتوں کے لحاظ سے بڑی ہے اسکی عبادت نہایت دلچسپ اور پُر تعظیم ہے اس نے مسیحی تعلیم کی بڑی قدر کی اور مدرسوں اور کالجوں اور تصنیفات کے ذریعے سے اسے ترقی دی۔اس نے بائبل کی بھی بڑی قدر کی اور لوگوں میں اسکو پھیلا دیا۔لیکن سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ روحانی زندگی اسمیں قائم رہی اور ہر طرح کے نیک کاموں کے پھل اس سے پیدا ہوئے وہ ایک بڑی مشنری کلیسیا ہے اور انجیل کے مبشروں کو دُنیا کے ہر ایک حصّے میں بھیج دیتی ہے۔

پندرھواں باب

(۴) انڈیپنڈنٹ یا کانگریگشنل کلیسیائیں

"بہت سی حقیقتیں باقی ہیں جو خُدا اپنے کلام سے ہم پر منکشف کرنا چاہتا ہے۔" جان رابنسن

جس وقت انگلستان کی کلیسیا رُومن کاتھولک کلیسیا سے الگ ہوگئی تو وُہ ایک قومی کلیسیا بن گئی جس میں انگلستان کے سارے لوگ شریک تھے اِس کلیسیا میں مختلف قِسم کے لوگ تھے۔ بعض رُومن کاتھولک کلیسیا کو پیار کرتے اور اسکو دوبارہ قائم کرنا چاہتے تھے بعض اِصلاح چاہتے تھے لیکن معتدل درجے کی اِصلاح اور بعض یہ چاہتے تھے کہ اصلاح پورے طور پر کی جائے اُن مختلف فریق کو راضی کرنے کی غرض سے اصلاح کے کام میں درمیانی طریقہ اختیار کیا گیا لیکن سارے لوگ اِس فیصلے سے خوش نہ ہوئے لہذا رفتہ رفتہ مختلف وجوہات کے سبب بہت سے لوگ مقرری یعنی سرکاری کلیسیا سے علیحدہ ہو گئے اور وہ اپنی اپنی جماعتیں بنانے لگے۔ چنانچہ آج کل کلیسیائے انگلستان قومی کلیسیا نہیں رہی بلکہ انگلستان کے بہت سے لوگ غالباً نصف سے زیادہ مقرری کلیسیا کے باہر ہیں۔ یاد رہے کہ اُن دِنوں میں مذہبی آزادی کا اصول تسلیم نہ ہوا تھا اور رُومن کاتھولک اور پراٹسٹنٹ دونوں دوسرے لوگوں کو جبراً اپنی راؤں پر لانا اور جن لوگوں کو وہ بِدعتی

سمجھتے تھے اُنکو سزا دینا اور جلا دینا اپنا فرض سمجھتے تھے۔ پس تعجب کی بات نہیں کہ مقرری کلیسیا مُدت تک اِن لوگوں کو ستاتی رہی۔ وہ ڈیسنٹرز اور نان کنفارسٹ کہلاتے اِس لئے کہ اُنھوں نے سرکار کے قائم کئے ہوئے طریقوں اور ریت و رسم کے ساتھ اتفاق نہ کیا بلکہ انپر عمل کرنے سے انکار کیا دونوں لفظ حقارت معنوں میں استعمال کئے گئے صدیوں تک نان کنفارمسٹ مُلکی اور مذہبی حقوق سے محروم رکھے گئے اور اُنکو بہت سی مصیبتیں اُٹھانی پڑیں۔ اِس بے انصافی کو موقوف ہوئے تھوڑا ہی عرصہ گزرا ہے۔ اور اب اُنکو مُلک کے پُورے حقوق حاصل ہوگئے ہیں۔ تاہم آجکل بھی بعض لوگ اُنکو نظرِ حقارت سے دیکھتے اور یہ خیال کرتے ہیں کہ اُنھوں نے بے فائدہ کلیسیا میں تفرقے ڈالے۔

فریق پیورٹن کا آغاز۔ | جو فریق سب سے زیادہ رومن کاتھولک تعلیم و دستورات سے نفرت رکھتا اور کلیسیا کی عبادت کو اسکی تاثیر سے بالکل صاف کرنا چاہتا تھا وہ فریق پیورٹن تھا اس میں کچھ شک نہیں کہ کبھی کبھی اِنھوں نے اس کام میں زیادتی بھی کی۔ خاص کر خادمانِ دین کا رُومن کاتھولک وردی یا پوشاک پہننے پر وہ سخت اعتراض کرتے اور یہ کہتے تھے کہ اس ہی سبب سے عام لوگوں میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ وہ ایک خاص فریق ہیں۔ جو اور لوگوں کی بہ نسبت زیادہ پاک ہیں اور زیادہ تعظیم کے لایق ہیں۔ پھر پاک عشاء ربانی لیتے وقت گھٹنے ٹیکنا اُنکو ناپسند تھا اِسلئے کہ

رُومن کاتھولک لوگ یہ ہی کرکے روٹی اور وائین کو مسیح کا جسم اور خون سمجھ کر اُنکی پُوجا کرتے تھے بپتسمہ دیتے وقت بچے پر صلیب کا نشان لگانا اُنکے خیال میں ایک قسم کی بُت پرستی تھی اور نکاح کی رسم ادا کرتے وقت دُلہن کو چھلاّ دینے پر اعتراض کرتے تھے اسلئے کہ انکو اس بات کا اندیشہ تھا کہ عام لوگ اسکو ایک سیکرامینٹ سمجھینگے پیوریٹن بھی بہت زور دیتے اور یہ چاہتے تھے کہ سبت یہودیوں کے طریق پر بڑی احتیاط سے مانا جائے۔ اور ہر طرح کے کھیل تماشے ناچ رنگ نقل سازی وغیرہ اتوار کے دن منع کی جائیں۔ اُسقوفی انتظام کو قبول کرنے کو تیار تھے تو بھی کانگریگیشنل اور پریسبٹیرین طریقہ اِنکے خیال میں زیادہ نئے عہد نامے کے طریق کے موافق تھا اور وہ اسکو انگلستان کی کلیسیا میں قائم کرنا چاہتے تھے۔ جسوقت ملکہ الزبتھ تخت نشین ہوئی اُسوقت پیوریٹن فریق کی تعداد بہت بڑھ گئی تھی اور مُلک میں انکا سکہ مانا جاتا تھا ایک بڑا عالم اور سرگرم شخص **ٹامس کاٹ رائیٹ** نام جو کیمبرج یونیورسٹی میں علم الٰہی کا پروفیسر تھا اس فریق کا ہادی بن گیا اور اس نے بڑے زور شور سے پیوریٹن تعلیم کو پھیلایا اور اُسقُوفی انتظام پر حملہ کیا اور بہت سے عُلما اسکی مدد کرتے رہے ۱۵۷۲ء میں اُنھوں نے مقام وانڈورتھ میں پہلی پریسبٹری کو قائم کیا تو بھی وہ سرکاری کلیسیا سے الگ نہ ہوئے بلکہ اس میں رہنا اور اس میں رفتہ رفتہ صلاح کے کام کو بڑھانے کی کوشش کرنا پسند کیا۔

کانگریگیشنل کلیسیا کا آغاز۔ لیکن پیوریٹن سب کے سب ٹامس کاٹ رائیٹ کے ساتھ متفق نہ تھے بلکہ اس کے طریق عمل سے آگے بڑھ کر یہ تعلیم دینے لگے کہ مقرری کلیسیا میں رہنا ہی گناہ ہے اور محض خوف اور بزدلی کا نشان ہے اور وہ اسے چھوڑ کر علیحدہ جماعتیں قائم کرنے لگے۔ اِس قسم کی پہلی جماعت ایک خادم الدین رابرٹ براؤن نامے کی طرف سے ۱۵۸۰ء میں نارویچ شہر میں قائم کی گئی۔ اسکے خیال میں مسیحی کلیسیا سے محض اِن ایمانداروں کی ایک مقامی جماعت مُراد ہے جو مسیح کے ساتھ حقیقی شراکت رکھتے اور اپنی ہی خوشی سے عہد باندھ کر آپس میں اتحاد رکھتے ہیں ایسی جماعت کا سر خُداوند یسوع مسیح خود ہے۔ اور اسکی حکومت ان عہدہ داروں سے اور ان قواعد اور قوانین کے مطابق ہونی چاہئے۔ جنکے لئے خُداوند یسوع مسیح نے خود اپنے کلام میں حکم دیا۔ ہر ایک کلیسیا ایک خود مختار جماعت ہے اور اپنے ہی پاسبان اور اُستاد اور ایلڈر اور ڈیکنوں کو خود چُن لیتی ہے۔ ایک مقامی کلیسیا دوسری مقامی کلیسیا پر کچھ اختیار نہیں رکھتی لیکن اس سے برادرانہ محبت رکھنا اور ہر طرح سے اسکی امداد کرنا اس پر فرض ہے۔ ایسی مقامی جماعتوں کی اکثر ایک **کانفرنس** یا **یونین** ہوتی ہے۔ لیکن کوئی جماعت کانفرنس کے کسی فیصلے کو ماننے پر مجبور نہیں ہوتی کانفرنس محض برادرانہ طور پر مقامی جماعتوں کو صلاح دے سکتی ہے اس طریق انتظام کو انڈیپنڈنٹ اور کانگریگیشنل کہتے ہیں۔ رابرٹ براؤن

قید میں ڈالا گیا۔ قید سے چھٹکر وہ اپنی جماعت سمیت ہالینڈ ملک میں پناہ گیر ہوا لیکن وہ متلون مزاج آدمی تھا اسلئے اسکی کوشش خاک میں مل گئی۔ اور بہت سے جھگڑوں میں مبتلا ہونے کے بعد وہ انگلستان کو واپس آیا اور پھر سرکاری کلیسیا میں شامل ہوکر اپنی زندگی کے خاتمے تک اس میں دینی خدمت کرتا رہا سنہ ۱۵۸۶ء میں جان گرین وڈ ایک خادم الدین اور ہنری بیرو نام ایک وکیل لندن شہر میں کانگریگیشنل کے طریق پر جماعتیں قائم کرنے لگے۔ ملکۂ انگلستان کے حکم سے دونوں قید میں ڈالے گئے اور سنہ ۱۵۹۳ء میں انکو پھانسی دی گئی اسلئے کہ وہ ملکہ کو کلیسیا کا سردار ماننے سے انکار کرتے تھے۔ اسی سال میں پارلیمنٹ کی طرف سے یہ قانون جاری کیا گیا کہ جو لوگ ملکہ کے کلیسیائی اختیار پر اعتراض کرتے یا سرکاری کلیسیا کی عبادت میں حاضر نہیں ہوتے یا کسی کانونٹیکل یعنے مخفی مجمع میں جاکر ایسے طریقے پر خدا کی عبادت کرتے جو سرکار کے قانون کی رو سے جائز نہیں وہ جلاوطن کئے جاویں۔ چنانچہ کانگریگیشنل کلیسیا کے لوگوں کو پھر ہالینڈ ملک میں پناہ لینی پڑی۔ باوجود سخت ایذا کے ملکۂ الزبتھ کے عہد میں فریق بیوریٹن مٹ نہیں گیا بلکہ برابر ترقی کرتا گیا۔

پلگریم فادرس کا بیان۔ سنہ ۱۶۰۳ء میں اسٹورٹ خاندان کے پہلے بادشاہ جیمس (۱) نے انگلستان کے تخت پر جلوس فرمایا۔ وہ ایک نہایت ظالم اور کمینہ آدمی تھا اور جو لوگ مذہبی آزادی کا دعویٰ کرتے تھے انکا سخت دشمن تھا۔ لہذا بیوریٹن فریق اور اسکاٹ لینڈ

کے پرسبٹیرین لوگوں پر بہت ظلم کرتا رہا۔ اس عرصے میں لندن شہر کا ایک خادم الدین جان رابنسن نام جو ایک بردبار اور نیک مزاج آدمی تھا **کانگریگیشنل** فریق کا ہادی بنا۔ سخت ایذا کے سبب وہ سنہ ۱۶۰۸ء میں ہالینڈ کو گیا اور کئی سال تک لائیڈن شہر میں ایک کانگریگیشنل جماعت کی پاسبانی کرتا رہا۔ چونکہ ایذارسانی انگلستان میں جاری رہی اس لئے سنہ ۱۶۲۰ء میں یہ تجویز پیش ہوئی کہ نئی دُنیا میں جاکر ایک ایسی جگہ تلاش کریں جہاں پر وہ بلاروک ٹوک اپنے ضمیر کی گواہی کے مطابق خدا کی عبادت کرسکیں۔ چنانچہ سنہ ۱۶۲۰ء میں ۱۲۰ اشخاص دو جہازوں بنام مے فلاور اور اسپیڈویل پر روانہ ہوئے اور اس سال کی ۲۰ ویں دسمبر جاڑے کے موسم میں نیو پلیمتھ میں پہنچے۔ سردی اور بھوک اور آب و ہوا کی ناموافقت کے سبب تقریباً سب کے سب بیمار پڑ گئے اور موسم بہار کے آنے سے پیشتر انمیں سے آدھے سے زیادہ مرگئے اور برف کے نیچے گاڑے گئے۔ بلکہ ایسا وقت پڑا کہ ان میں صرف سات شخص تیمارداری کے لئے رہ گئے۔ توبھی انھوں نے ہمت نہ ہاری بلکہ ابراہیم کی طرح ایمان میں مضبوط ہوکر خدا کی تمجید کی مابعد کے سالوں میں انگلستان سے انکے ہم اعتقاد آتے رہے اور سنہ ۱۶۴۰ء سے پیشتر بیس ہزار سے زیادہ نیو انگلینڈ یعنے نئے انگلستان میں آباد ہوگئے تھے یہ لوگ **پلگرم فادرس** کے نام سے مشہور ہیں۔ ایسی مشکل حالت اور سخت مصیبت میں امریکہ کی مشہور کانگریگیشنل کلیسیا کی بنیاد ڈالی گئی بلکہ اُس عظیم سلطنت کی بھی بنیاد

ڈالی گئی جسکی آبادی آجکل ۱۱ کروڑ سے زیادہ ہے اور جو دنیا کی سلطنتوں میں سے افضل درجے کی سلطنت ہے۔

کانگریگشنل کلیسیا کا ستایا جانا

آلیور کرامویل کانگریگشنل فریق کا شریک اور بڑا وسیع خیال آدمی تھا۔ اسکے عہد میں پہلے مذہبی آزادی۔ قائم کی گئی اور کانگریگشنل کلیسیا نے ظلم سے آرام پایا۔ لیکن چارلس دویم کے عہد میں از ۱۶۶۰ء تا ۱۶۸۵ء تک ایذا رسانی پھر شدت سے شروع ہوئی اور ۱۶۸۹ء تک قائم رہی ۱۶۶۲ء میں قانون یکسانیت منظور ہوا جس میں ہر قسم کی عبادت جو دعائے عام کے مطابق نہیں ناجایز قرار دی گئی اور سخت سزا کے لایق ٹھیرائی گئی اور کل وقف وار اور وظیفہ خوار خادمانِ دین کو حلف اُٹھانا پڑا کہ ہم اسی کتاب کو کُلی اور جزئی طور پر منظور کرتے ہیں اور جب کوئی اس قانون کی نافرمانی کرے تو سخت سزا کے لایق سمجھا جائے۔ سرکاری کلیسیا کے دو ہزار خادمانِ دین نے حلف اُٹھانے سے انکار کیا وہ اپنی جماعتوں سے علیحدہ کیئے گئے اور انکے وظیفے بند کر دیئے گئے۔ سنہ ۱۶۶۴ء میں پہلا قانون کنونٹیکلس یعنی مخفی مجمعوں کے خلاف جاری کیا گیا جسکا یہ مقصد تھا کہ اگر کوئی شخص کسی ایسی جماعت میں حاضر ہو جس میں پانچ اشخاص یا پانچ سے زیادہ ہوں جو ایک ہی خاندان کے ہیں اور عبادت دعائے عام کے مطابق نہ کریں۔ تو وہ ذیل کی سزاؤں کے مستوجب ہوگا یعنی جرمانہ اور قید آخرالامر جلا وطن یا کالا پانی۔ اس قسم کی کئی ایک اور بھی قانون بنائے گئے اور جن لوگوں

نے سرکار کے قائم کیئے ہوئے کلیسیائی طریقہ عبادت اور رسوم کو منظور نہ کیا انکو یعنی پریسبٹرین۔ (بپٹسٹ اور کانگریگشنل کلیسیا کے لوگوں کو سخت مصیبتیں اُٹھانی پڑیں۔ آخرکار ۱۶۸۸ء میں جبکہ ولیم سویم تخت نشین ہوا انکو دینی آزادی ملی تو بھی عرصے تک انکو مقرری کلیسیا کی پرورش کے لئے دھیکی دینی پڑی اور مختلف حقوق سے وہ محروم رکھے گئے۔ آخرکار اُنیسویں صدی میں پارلیمینٹ نے ان سب قوانین کو جو انکے خلاف جاری کئے گئے تھے منسوخ کیا اور انکو ملک کے سارے حقوق میں شریک کیا۔

کانگریگشنل کلیسیا کی تعلیم اور طریقہ انتظام۔

کانگریگشنل کلیسیا کے کوئی خاص عقاید نامے نہیں اسکے شرکا اکثر پریسبٹرین کلیسیا کے عقیدوں کو مانتے ہیں لیکن وہ انکے بہت پابند نہیں اور انکے خیال مسیحی مسئلوں کے بارے میں زیادہ وسیع اور کشادہ ہیں۔ وہ اور کلیسیاؤں کے شرکا سے پورا میل ورفاقت رکھتے ہیں۔ انتظام اور حکومت کا طریقہ خاص اور پریسبٹرین اور اُسقُفی طریقے سے بالکل متفرق ہے کل اختیار مقامی جماعتوں کے ہاتھ میں ہے اور ایک جماعت دوسری جماعت پر کچھ اختیار نہیں رکھتی اور نہ پاسبان یا جماعتیں کسی اعلےٰ محکمے کے زیرِ حکومت ہیں اس قسم کا انتظام نقصوں اور خطروں سے خالی نہیں۔ کُل کلیسیا کی نگرانی جس طرح ہونی چاہیئے اُس طرح سے نہیں ہوتی اور غلط تعلیم کو روکنے اور اتحاد اور یگانگی کو قائم رکھنے کا کوئی موثر وسیلہ نہیں۔ کانگریگشنل کلیسیا اکثر انجیل کی

سچی تعلیم پر قائم رہی تو بھی نئی اور بیگانی تعلیمیں زیادہ آسانی سے جماعتوں اور کالجوں اور علم الہیٰ کے مدرسوں میں دخل پاتی رہیں اور جھوٹے اُستادوں کو اپنی تعلیم کُل کلیسیا میں پھیلانے کا موقع ملتا رہا۔

ایک بڑی مشنری کلیسیا کانگریگیشنل کلیسیا ان مُلکوں پر محدُود ہے جن میں انگریزی زبان بولی جاتی ہے یعنی انگلستان اور یُونائیٹڈ اسٹیٹس اور انگلستان کی بستیوں پر۔ انگلستان اور یُونائیٹڈ اسٹیٹس کی کلیسیائیں سب سے بڑی ہیں گو اسکے شرکا کی تعداد چند اور انجیلی کلیسیاؤں کے برابر نہیں تو بھی ان دونوں مُلکوں پر بلکہ کُل دُنیا پر اُس کا بڑا اثر ہے۔جس وقت انجیلی کلیسیائیں غیر مسیحی مُلکوں میں بشارت دینے لگیں کانگریگیشنل کلیسیا بڑے جوش کے ساتھ اس کام میں مشغول ہوئی لنڈن مشن اور امریکن بورڈ آف کمشنرس فار فارن مشنس
Our American Board of Commissioners for Foreign Missions
(A. B. C. F. M.)
یہ دونوں انجمنیں اگرچہ شروع میں **انٹر ڈی نامینیشنل** تھیں یعنی کئی ایک کلیسیائیں ان میں شریک تھیں تو بھی کانگریگیشنل کلیسیا کی ترغیب سے قائم کی گئیں پہلی انجمن ۱۷۹۵ء میں تین سال بپٹسٹ مشنری سوسائیٹی کے قائم کئے جانے کے بعد قائم کی گئی۔ اور چار سال چرچ مشنری سوسائیٹی کے برپا ہونے سے پیشتر قائم کی گئی۔ امریکن بورڈ کی بنیاد ۱۸۱۲ء میں رکھی گئی اور

وُہ اُس مُلک کی پہلی مشنری سوسائیٹی ہے۔ آجکل یہ دونوں انجمنیں اپنی کُل پرورش کانگریگیشنل کلیسیاؤں سے پاتی ہیں۔ ان دو انجمنوں کے مشنری دُنیا کے مشنریوں میں نامور ہیں مثلاً امریکہ میں جیمس مافٹ اور رابرٹ لیونگسٹن (یہ دونوں پریسبٹرین کلیسیا میں سے تھے لیکن لنڈن مشنری سوسائیٹی کی طرف سے بھیجے گئے) چین مُلک میں رابرٹ مارینس ہند میں چارلس ہال اور رابرٹ اے ہیوم اور سوریہ میں لیوائی پاسنز اور ولیم گُڈیل۔



سولھواں باب

(۵) بیپٹسٹ کلیسیا

"ہم اِس بات کے اِنتظار میں رہیں کہ خُدا ہمارے لئِے بڑے کام کریگا اور ساتھ اِسکے خود یہ حوصلہ رکھیں کہ ہم بھی اسکے لئِے بڑے کام کرینگے" ولیم کری

ریفارمیشن کے ریڈیکل

اکثر ہر ایک مُلکی اور مذہبی تحریک میں تین قِسم کے آدمی ہوتے ہیں۔ (۱) **کونسرویٹو**۔ یعنی وہ جو موجودہ اور قدیم نظم ونسق کے معتقد ہیں۔ اور اُسے قائم رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ (۲) **لبرل یا موڈریٹ**۔ یعنی وہ جو آزادی پسند اور عام لوگوں کے خیرخواہ ہیں۔ جو تبدیلی چاہتے ہیں۔ مگر اعتدال کے ساتھ۔ اور (۳) **ریڈیکل یا اکسٹری مسٹ** یعنی وُہ جو تبدیلی کا کام بہت دور تک پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں اور پُرانے نظم ونسق کو بالکل اُلٹ دینا اور سب کچھ نئیٔ صورت میں لانا چاہتے ہیں۔ ریفارمیشن کے وقت بھی یہ تین فریق وجود میں آئے۔ لوتھر دوسرے فریق کا آدمی تھا اور اس نے اِصلاح کے کام میں جلدبازی کرنا دانائی کی بات نہیں سمجھی اور جب بعض لوگ تعلیم میں یا رسم و رسوم میں مناسب حد سے زیادہ تبدیلی کرانے کی کوشش

کرنے لگے تو لوتھر ان کا سخت مخالف بن گیا۔ اس لئِے ان لوگوں نے اُسپر یہ الزام لگایا کہ لوتھر نے اصلاح کے کام کو نا مکمل ہی چھوڑ دیا۔ زوئنگلی اگرچہ لوتھر سے بہت آگے بڑھ گیا تو بھی اُسپر یہی الزام لگایا گیا۔ جن باتوں کی نسبت یہ لوگ اکثر اعتراض پیش کرتے تھے اُن میں سے ایک یہ تھی کہ پاک کلام کے مطابق بچوں کو بپتسمہ دینا جائز نہیں صرف بالغ جو ایمان لاتے ہیں بپتسمے کے مستحق ہیں۔ بعد میں وہ بپتسمے کے طریقے پر بھی اعتراض کرنے اور یہ دعوے کرنے لگے کہ بپتسمہ محض غوطے سے دینا چاہئیے۔ جو لوگ اس عقیدے کے قائل ہوئے اُنھوں نے بچپن کے بپتسمے کو ناقص اور غلط سمجھکر دوبارہ بپتسمہ لیا اسلئِے وہ انا بپٹسٹ یعنی دوبارہ بپتسمہ پانے والے کہلائے۔ لیکن یہ نام بہت درست نہیں صرف بالغوں کا بپتسمہ اُنکے خیال میں صحیح بپتسمہ تھا اور یہ صرف ایک دفعہ مانا جاتا تھا۔ اِس لئِے لفظ بپٹسٹ زیادہ قرین صحت معلوم ہوتا ہے۔ لیکن چونکہ ریفارمیشن کا یہ فریق اُس بپٹسٹ کلیسیا سے جو آج ہمارے بیچ میں موجود ہے بہت متفرق ہے لہٰذا معمولی نام سے اُنکا ذکر کرنا اور اُنکو انا بپٹسٹ کہنا بہتر معلوم ہوتا ہے۔ انا بپٹسٹ ریفارمیشن کے ریڈیکل کہلائے۔ وہ دینی اور دُنیاوی انتظام کو بالکل بدلنے اور ایک بڑے انقلاب کو پیدا کرنا چاہتے تھے۔ اصلاح کے کام میں زیادتی کرکے اُنھوں نے

اصلاح یافتہ کلیسیا کو اُس کے ابتدائی زمانے میں بڑے خطرے میں ڈالا۔

ذو ٹکاؤ کے نبی۔ ۱۵۲۱ء میں جبکہ لوتھر واٹ برگ کے قلعے میں چھپ گیا تھا تو دو شخصوں نے نکولس سٹورخ اور مارکس ٹومس سٹوبنر نامے نے وٹن برگ میں آکر لوگوں میں بڑی کھلبلی پیدا کردی۔ اُنھوں نے اپنے آپ کو نبی بتایا اور الہام کا دعوے کیا ایماندار والدین کے بچوں کو بپتسمہ دینے سے منع کیا اور یہ منادی کی کہ مسیح ابھی آنے والا ہے اور دُنیا کا خاتمہ آ پہنچا ہے وٹن برگ کے لوگ اب تک مسیحی تعلیم میں چھوٹے بچوں کی طرح تھے پس تعجب کی بات نہیں کہ ان اُستادوں نے بڑا شور مچاکر اُنکو گمراہ کردیا۔ لوتھر کا ایک ہم خدمت کارلسٹاٹ نامے بالکل اُنکے فریب میں آگیا بلکہ مِلنکتھن پر بھی انکی تعلیم کا کچھ اثر پڑا۔ وہ ذو ٹکاؤ نام ایک گاؤں سے آئے تھے اس لئے ذو ٹکاؤ کے نبی کے نام سے مشہور ہیں لوتھر اس اضطراب کی خبر پاکر محافظت کی جگہ سے نکلا اور یکایک وٹن برگ میں آموجود ہوا اور اُس نے تھوڑے ہی عرصے میں ان اُستادوں کے دعووں کو کلام کی دلیلوں سے پاش پاش کردیا اور وہ پشیمان ہوکر وہاں سے بھاگ گئے۔ یوں وٹن برگ میں اصلاح کا کام ایک بڑے خطرے سے بچ گیا۔

انابپٹسٹ فریق کی تعلیم۔ دو سال بعد ذورخ میں بھی جہاں ذونگل بڑی سرگرمی سے

انجیل کی تعلیم دے رہا تھا چند آدمی اصلاح کے کام میں زیادتی کرنے اور لوگوں کو اپنی تعلیموں سے گھبرانے لگے۔ ذونگل نے انکے ساتھ بحث کرکے اُنکو بہت سمجھایا لیکن وہ اپنی رائیوں پر قائم رہے۔ اِسپر ذُورخ کونسل نے اُن کو بدعتی ٹھیرایا اور چونکہ وہ غوطے کا بپتسمہ مانتے تھے اُنکے لئے یہ سزا مقرر کی کہ وُہ دریا کے بیچ میں ڈبو دیئے جائیں ہرکہیں حاکم اِنپر ظُلم کرتے رہے اور اِن میں سے بہت اپنے ایمان کے لئے بڑی خوشی سے شہید ہوگئے۔ اِس ایذا رسانی کا یہ نتیجہ ہوا کہ انابپٹسٹ تتر بتر ہوگئے اور جرمنی اور ہولینڈ کے سارے علاقوں میں انکی تعلیم پھیل گئی۔ ۱۵۲۷ء میں انکے ہادیوں نے ایک جلسہ منعقد کرکے اپنے عقیدوں کو سات دفعوں میں بیان کیا۔ اِنکے بموجب سچّا بپتسمہ ایمانداروں کا بپتسمہ ہے۔ کلیسیا تبدیل شدہ لوگوں کی ایک مقامی جماعت ہے اور وُہ مسیح کا بدن ہوکر اور پاک عشا کو مانکر اتحاد کرتے ہیں۔ اِس جماعت کو صرف ایک ہتھیار دیا گیا یعنی یہ کہ قصورواروں کو جماعت سے خارج کردیں۔ جسم کی ہرطرح کی غلامی کو مثلاً رومن کاتھولک اور لوتھرن اور ذونگلن کلیسیاؤں کے طریقِ انتظام وعبادت کو ترک کرنا ایمانداروں پر فرض ہے۔ ہرایک جماعت اپنے اپنے عہدے داروں کے چُننے اور شرکاء کی تنبیہ کرنے کا حق رکھتی ہے۔ موجودہ دُنیا میں جو شریر کے قبضے میں پڑی ہوئی ہے سرکاری حکومت کی ضرورت ہے اور ہرایک حکم کی جو کلام کے خلاف نہیں فرمانبرداری کرنی

ایمانداروں پر فرض ہے۔ لیکن حاکم دینی باتوں میں لوگوں پر اختیار نہیں رکھتے اور نہ ایماندار کو اسکے ساتھ سروکار رکھنا یا حلف اُٹھانا جائز ہے۔ وہ بائبل کی ہر ایک بات کی لفظی طور پر تشریح کرتے اور اِس بات پر بہت زور دیتے تھے کہ وہ ہماری کل زندگی کا قانون ہے۔

منسٹر میں مذہبی جنون

اس میں کچھ شک نہیں کہ اِس فریق کے شرکار اکثر خُدا ترس اور نیک نیت لوگ تھے اور دینی آزادی کے لیئے جد و جہد کرتے اور اُس ظُلم کا مقابلہ کرتے تھے جو اُن دنوں میں عوام پر ہوا کرتا تھا۔ لیکن زمانہ اب تک ایسے وسیع خیالات کے لیئے تیار نہ ہوا تھا۔ رفتہ برفتہ یہ تحریک جاہل اور متعصب بادیوں میں آکر بالکل بگڑ گئی اور ایک قسم کے مذہبی جنون میں بدل گئی۔ جرمنی کے عوام میں ایک بڑا بلوا ہوا جو دیہاتیوں کی لڑائی The Peasant's War کے نام سے مشہور ہے اور سرکار نے اِن باغیوں کو بڑی بیرحمی سے ہلاک کر دیا۔ تو بھی لوگ اب تک ہوش میں نہ آئے۔ **ملخیور ہوف مین** نام ایک شخص نے جو پہلے ایک بہت سرگرم لوتھرن تھا حنوک نبی ہونے کا دعوے کیا۔ اور یہ نبوت کی کہ خُدا نے **سٹراس برگ** شہر کو نیا یروشلم مقرر کیا۔ وہاں پر جاکر مَیں چھ ماہ تک قید رہونگا۔ پھر دُنیا کا خاتمہ ہوگا اور جتنے لوگ مقدسوں کا مقابلہ کرتے ہلاک کئے جائینگے۔ اس نبوت کا پہلا حصہ پورا ہوگیا یعنی وہ **سٹراس برگ** شہر میں آکر

قید ہوا اور ۱۵۴۳ء میں قید ہی میں مرگیا۔ اس کے بعد ایک نانبائی جون ماتس نام نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا اور یہ نبوت کی کہ خدا نے سٹراس برگ شہر کے بجائے منسٹر شہر کو نیا یروشلم مقرر کیا۔ بہت سے جاہل لوگ اُس کے فریب میں پڑکر منسٹر میں قیام کرنے لگے **بنکلس** نام ایک درزی بادشاہ مقرر کیا گیا۔ کثرت الازدواجی قایم کی گئی۔ سارا مال جایداد سب لوگوں میں تقسیم کیا گیا۔ جن لوگوں نے اِس انتظام کو ناپسند کیا سب کے سب مارے گئے۔ الغرض **بلشوازم** کا سا حال واقع ہوا۔ آخر کار رُومن کاتھولک اور لوتھرن لوگوں کی ایک فوج نے شہر کو فتح کر لیا اور ان باغیوں کو بڑی بے رحمی کے ساتھ مار ڈالا۔ انا بپٹسٹ فریق کی بڑی بدنامی ہُوئی ہر کہیں لوگ اس سے نفرت کرتے اور ان کو زمین پر سے مٹانے کی کوشش کرتے رہے۔

انگستان میں بپٹسٹ کلیسیا کا آغاز۔

لیکن باوجود ان سخت صدموں کے انا بپٹسٹ کا فریق معدوم نہ ہوا وہ تمام فتنہ انگیز لوگ نہ تھے بلکہ اُن میں سے اکثر نیک اور خُدا پرست تھے۔ اب ایک نہایت دیندار اور امن دوست شخص مینو نام نے ہولینڈ میں انابپسٹ کے ایک فریق کو قایم کیا جو فریق **مینونائیٹ** کے نام سے مشہور ہے۔ یہ لوگ اپنی زندگی عین انجیل کے نمونے پر لانے کی کوشش کرتے اور کسی عقائد نامہ کے پابند نہ تھے مگر صرف بائبل کو مانتے اور لفظی طور پر اسکی

تشریح کرتے تھے۔ حلف اٹھانے اور جنگ سے اور ہر طرح کے انتقام سے پرہیز کرتے تھے۔ دُنیاوی حاکموں کی فرمانبرداری کرتے لیکن سرکار کی نوکری کرنا بُرا جانتے تھے یہ فریق ہولینڈ اور جرمنی کے شمالی علاقوں میں اور روس میں پھیلنے لگا۔ اور آجکل بھی اس کی بہت سی جماعتیں موجود ہیں سنہ ۱۵۳۵ء میں بہت سے انا بپٹسٹ انگلستان میں آنے لگے اور **ناروچ** شہر اور کئی ایک اور مقاموں میں چھوٹی جماعتیں قایم کیں۔ **کانگریگیشنل** فریق کے اُن لوگوں میں سے جو سنہ ۱۶۰۶ء میں انگلستان کو چھوڑ کر ہولینڈ میں آئے ایک خادم الدین **جون سمتھ** نامی تھا وہاں پر فریق مینونائٹ کے ساتھ اُس کی مُلاقات ہوئی اور وہ اِس بات کا قائل ہوگیا کہ جو بپتسمہ مجھے بچپن میں ملا وہ صحیح نہیں۔ اِس لئے اپنے سر پر پانی اونڈیل کر خود اپنے آپ کو بپتسمہ دیا۔ اور اِسکے بعد اوروں کو جو اُسکے ساتھ متفق تھے بپتسمہ دیا۔ یوں لائیڈن شہر میں بپٹسٹ فریق کی ایک جماعت قایم کی گئی بعد میں ان لوگوں نے اپنے مُلک میں واپس آکر لنڈن شہر میں سنہ ۱۶۱۲ء کے قریب انگلستان کی بپٹسٹ کلیسیا کی پہلی جماعت کو قایم کیا۔ یہ لوگ **کالون** کی تعلیم کو ملنتے تھے اِس لئے **پارٹیکولر بپٹسٹ** کہلائے گئے۔ یہ فریق آج کل بھی بپٹسٹ کلیسیا میں پایا جاتا ہے لیکن حال کے زمانے میں **آرمنین**

اور **کیلو ِنسٹک** تعلیم کے امتیاز کا بہت تھوڑا خیال کیا جاتا ہے۔

بپٹسٹ کلیسیائی ترقی چونکہ انگلستان کے بپٹسٹ سرگرم ڈِسنٹر اور نانکنفرمسٹ تھے اور سرکاری کلیسیا میں شریک ہونے سے انکار کرتے تھے اِس لئے سرکار اُنپر مدت تک ظلم کرتی رہی۔ اُن کو اپنی مجلسوں میں خُدا کی عبادت کرنا منع کیا گیا ان کے پاسبان قید میں ڈالے گئے اور مُدّت تک وہ مُلک کے بہت سے حقوق سے محروم رکھے گئے اُن کا ایک خادم الدین **جون بنین** نام بارہ سال تک بیڈفورڈ کے قید خانے میں مسیح کے لئے قید رہا سنہ ۱۶۷۲ء میں وہ تھوڑے دِن کے لئے رہا کیا گیا لیکن بعد میں وہ پھر تین سال تک قید رہا۔ اس قید خانے میں اِس نے اپنی مشہور تصنیف بنام "مسیحی کا سفر" لکھا جسے دُنیا کے کُل مسیحی اپنی اپنی زبان میں پڑھکر روحانی فائدہ اور فیض اُٹھاتے ہیں۔ باوجود ان ایذاؤں کے بپٹسٹ کلیسیا انگلستان میں ترقّی کرتی گئی سنہ ۱۶۳۹ء میں **روجر ولیمس** اور **جون کلارک** نے نیو انگلینڈ (نئے انگلستان) میں بھی بپٹسٹ کلیسیا کی بنیاد ڈالی۔ ریاستِ متحدہ کی لڑائی کے بعد اِس کلیسیا کی بڑی ترقّی ہوئی خاصکر عام لوگوں میں۔ اور آج کل دُنیا کی بپٹسٹ کلیسیاؤں میں سے سب سے بڑی کلیسیا یہی ہے۔

بپٹسٹ کلیسیا کے عقاید نامے

بپٹسٹ کلیسیا کا کوئی خاص عقاید نامہ نہیں۔ بعضوں نے ویسٹ منسٹر عقاید نامے کی چند دفعات کو بدل کر اُس کے عقیدوں کو منظور کیا لیکن وہ اُن کے پابند نہیں ہوئے۔ حکومت **کانگریگیشنل** یا **انڈیپنڈنٹ** طریقے پر ہے۔ کُل اختیار مقامی جماعت کے ہاتھ میں ہے اور وہ کسی دوسری مجلس کے زیر حکومت نہیں رہتی۔ عہدیداروں اور عقیدوں اور طریق عبادت و انتظام اور تنبیہ کرنے کے بارے میں وہی فیصلہ کرتی ہے۔ اور کوئی اس فیصلے سے کسی اعلےٰ محکمے میں اپیل نہیں کرسکتا۔ عہدیدار دو طرح کے ہیں یعنی خادم الدین اور ڈیکن۔ خادمانِ دین اور جماعتوں کے ایلچیوں کی ایک انجمن ہے جسکو **اسوسی ایشن** یا **یونین** کہتے ہیں۔ وہ صلاح مشورہ کرنے اور برادرانہ محبت قایم رکھنے اور بڑھانے کے لیئے فراہم ہوتی ہے لیکن مقامی جماعتوں پر اُسکا کچھ اختیار نہیں۔ بپٹسٹ کلیسیا نے شروع میں اِس بات پر بہت زور دیا کہ صرف وہ لوگ کلیسیا کی شراکت میں قبول کیئے جائیں جنھوں نے نئی پیدایش حاصل کی اور جو مسیحی تعلیم پر چلنے کا وعدہ کرتے ہیں لیکن یہ بات بھی بالکل مقامی جماعت پر چھوڑ دی جاتی ہے بپٹسٹ کلیسیا اکثر مسیحی آزادی پر بہت سرگرم رہی۔ سرکار سے کسی طرح کا تعلق رکھنا یا مقامی جماعتوں کا کسی اُسقُوف

کے یا ایسے محکمے کے تابع رہنا جو اُنکے باہر ہو اُنکے خیال میں ایک قسم کی غلامی ہے۔ اُنکا خاص عقیدہ بپتسمے کی نسبت ہے۔ وہ اِس بات پر بہت زور دیتے کہ محض بالغوں کو جو ایمان لاتے ہیں بپتسمہ دیا جائے اور غوطے سے دیا جائے۔ یہ عقیدہ اکثر اُن میں یگانگی اور اتحاد کا ایک باعث ٹھہرا۔

بپٹسٹ کلیسیا ایک مشنری کلیسیا ہے

اُس عظیم مشنری تحریک میں جو اٹھارویں صدی کے آخر میں شروع ہوئی بپٹسٹ کلیسیا نے پیشوائی کی اور وہ اوروں سے پہلے اس بڑے کام میں شریک ہوئے۔ ولیم کیری کو (۱۷۶۱ء سے ۱۸۳۴ء تک) اِس مشنری زمانے کا بانی اور زمانۂ حال کے مشنریوں میں سب سے بڑا سمجھنا چاہیئے۔ یاد رہے کہ بپٹسٹ کلیسیا انگلستان کی کلیسیاؤں میں سے ایک بہت چھوٹی اور غریب کلیسیا تھی۔ اُس کے پاس نہ زور تھا نہ توانائی لیکن وہ ایمان اور رُوح القدس سے بھری ہوئی تھی۔ لہذا کیری صاحب کے اُس کارِ عظیم سے بڑے نتائج پیدا ہوئے۔ امریکہ کی بپٹسٹ کلیسیا کی مشنری سوسائٹی امریکہ کی مشنری سوسائٹیوں میں سے وقت کے لحاظ سے دوسری سوسائٹی ہے وہ ۱۸۱۴ء میں قایم کی گئی اور اسکا ایک مشہور مشنری **ایڈورنیم جڈسن** تھا جس نے برہما میں بڑی جانفشانی سے انجیل کی بشارت دی اور مسیح کی خاطر بہت دُکھ اور تکلیف برداشت کی۔ برہما

میں اور خاصکر کیبریبن قوم میں بپٹسٹ کلیسیا کی بہت جماعتیں ہیں جو اپنے اپنے پاسبانوں کی پرورش کرتی اور مشن سے کچھ مدد نہیں لیتی ہیں۔ امریکن بپٹسٹ کلیسیا کی ایک اور مشہور مشن انگولے کی مشن ہے جسمیں غالباً پہلے پہل ماس موومنٹ کا کام شروع ہوا۔ بپٹسٹ کلیسیا کے چند مسیحی واعظ بھی دنیا میں مشہور ہیں جن میں سے سب سے بڑا لنڈن شہر کا ایک واعظ بنام چارلس ہیڈن سپرجن تھا۔

سترھواں باب

۱۔ ویسلین اور متھوڈسٹ کلیسیا

"میرا کھیت دنیا ہے" جان ویسلی

اٹھارویں صدی کے شروع میں انگلستان کی کلیساؤں کا حال

اٹھارویں صدی کے شروع میں انگلستان کی کلیساؤں کی حالت بہت ابتر ہوگئی تھی۔ سچی دینداری کا بڑا زوال ہوا تھا۔ اشراف اور تعلیم یافتہ لوگوں میں ڈی ازم (۱)۔ اور رشنل ازم (۲) کے خیالات مروج ہوگئے تھے۔ جو لوگ مسیحی مذہب کے معتقد رہے وہ بھی اکثر صرف اسکی اخلاقی تعلیم کے قائل تھے لیکن اسکے بڑے مسئلوں مثلاً الہام اور معجزوں اور کفارے کے انکاری تھے بشپ بٹلر صاحب اپنی مشہور تصنیف بنام "دی انالوجی آف دی کرسچین ریلیجن۔" (The Analogy of the Christian Religion) کے دیباچہ میں یوں لکھتا ہے کہ "ہمارے زمانے کے لوگوں کے خیال میں مسیحی مذہب کی الہامی باتیں

(۱) ڈی ازم یعنی وہ تعلیم یا عقیدہ جو خدا کو محض خالق بتاتا لیکن الہام و تنزیل کا اور نجات کے مسئلوں کا انکار کرتا ہے۔

(۲) رشنل ازم یعنی وہ طریق جس کے عقاید معقولات پر مبنی ہیں نہ کہ منقولات یا الہام پر۔

اعتقادِ باطل ثابت ہوچکی ہیں اِس لیئے انکی حقیقت کو دریافت کرنے کی کچھ ضرورت نہیں"۔ ایک اور تصنیف میں جو ۱۷۵۱ء میں لکھی گئی وُہ یہ کہتا ہے کہ "حال کے زمانے کی سب سے زیادہ افسوسناک خاصیت یہ ہے کہ لوگ مذہب کو نظرِ حقارت سے دیکھتے اور روز بروز زیادہ تر اسکی نسبت لاپرواہی کرتے رہتے ہیں"۔ **ڈین سولیفٹ** صاحب کے ایک رسالے میں جو ۱۷۰۹ء میں تصنیف ہُوا یہ بیان ہے کہ "شرفا اور اعلیٰ خاندانی لوگوں کا یہ حال ہے کہ سو میں سے ہم کو بمشکل ایک آدمی ملتا ہے جو اصول مذہب پر اپنی زندگی گذارتا ہو اور عوام کا حال بھی کچھ اس بہتر نہیں"۔ بڑے رُتبے کے لوگ بے شرمی سے اپنی خواہشاتِ نفسانی پوری کرتے تھے اس زمانے کا ایک وزیر اعظم سب سے زیادہ اوباشی کے سبب مشہور ہے بیدینی اور نشے بازی کفر اور ہر قسم کی بد اخلاقی عوام میں بڑا غلبہ پاچکی تھی۔ بہت سے لوگ جاہل اور ان پڑھ تھے وہ زیادہ تر پلید اور ناشایستہ کھیل تماشوں میں خوشی کی تلاش کرتے تھے۔ مجرم کو سزا بڑی بیرحمی سے دی جاتی تھی قید خانے کا حال اسقدر خراب تھا کہ جوان میں ڈالے جاتے وہ یا تو جلد بیماری سے مرجاتے یا پرلے درجے کے شریر بن جاتے تھے۔

بیداری کے لئے تیاری | تو بھی بہت سی مسیحی جماعتوں میں اور بہت سے خداپرست لوگوں کے

دلوں میں سچّی دینداری کا چراغ اِن دنوں میں بھی جلتا رہا۔ خُدا کے بہت سے بندے زمانے کی بُرائیوں پر افسوس کرتے اور کلیسیا میں بیداری پیدا کرنے کی کوشش کرتے رہے مثلاً نانکنفرمسٹ کلیسیاؤں میں فلپ ڈوڈریج صاحب جن کی عمدہ تصنیف بنام "دی رایز اینڈ پروگرس آف ریلیجن اِن دی ہیومن سول The Rise and Progress of Religion in the Human Soul" نے بہت لوگوں کو موت کی نیند سے جگادیا اور آیزک واٹس جسکے گیت ساری کلیسیاؤں میں استعمال کیئے جاتے ہیں اور سرکاری کلیسیا میں بشپ بارکلے جس نے انجیل کی بشارت کے لیئے بڑی سرگرمی دکھائی اور **ولیم لا** جس کی مشہور تصنیف بنام "اے سیرس کال ٹو اے ڈیواوٹ اینڈ ہولی لائیف۔" A serious call to a Devout and Holy Life نے بہت لوگوں پر اثر کیا اور ان کی روحانی تبدیلی کا باعث ہوئی پھر انگلستان اور آئرلینڈ کے مختلف مقاموں میں دیندار لوگ کلیسیا کی افسوس ناک حالت کو دیکھکر دعا مانگنے اور کلام کی تلاوت کرنے اور روحانی زندگی کو بڑھانے کے لیئے چھوٹی چھوٹی انجمنیں قائم کرنے لگے۔ ۱۷۰۰ء کے قریب لنڈن شہر میں اِس قسم کی سو انجمنیں موجود تھیں۔ اور ۱۷۰۲ء میں جان ویسلی کے باپ سموایل ویسلی نے مقام اپورتھ میں بھی ایک ایسی انجمن قائم کی لیکن اکثر کلیسیا کے دینی ہادی ایسی مجلسوں کو

ناپسند کرتے تھے۔ سنہ ۱۷۰۰ء کے بعد وہ پھر گھٹنے لگے علاوہ بریں اِن کا اثر صرف دیندار لوگوں پر پڑا اور عوام الناس کی دینی باتوں میں اکثر وہی ابتر حالت رہی جس کا ہم نے اوپر بیان کیا۔ تو بھی اِنکے ذریعے سے روحانی زندگی جاری رہی اور اُس جلیل بیداری کا بیج بویا گیا جس نے اٹھارویں صدی کے دوسرے نصف میں انگلستان اور ریاست متحدہ کے ملکوں کو سراسر ایک نئی حالت میں تبدیل کر دیا یہ بیداری زیادہ تر تین اشخاص یعنی جان اور چارلس ولیسلی اور جارج وٹ فیلڈ صاحبان کے ذریعے سے ہُوئی جن میں سب سے بڑے جان ولیسلی صاحب تھے۔

لفظ متھوڈسٹ کی وجہ تسمیہ

جان ولیسلی ۱۷۰۳ء اور چارلس ولیسلی ۱۷۰۷ء میں پیدا ہوئے خاندان نان کنفارمسٹ تھا دادا اور نانا دونوں اُن دو ہزار وفادار خادمان دین میں سے تھے جو ۱۶۶۲ء میں سرکار کے حکم سے کلیسیائے انگلستان سے خارج کئے گئے اور اپنے وظیفوں سے محروم کئے گئے۔ باپ بنام سموایل ولیسلی نے پھر سرکاری کلیسیا میں خدمت اختیار کی اور مقام اپورتھ میں ریکٹر مقرر ہوا دونوں لڑکوں نے **اکسفورڈ یونیورسٹی** میں دینی خدمت کے لئے تعلیم پائی۔ وہاں پر اُنھوں نے اور جارج وٹ فیلڈ اور دو اور جوانوں نے کلیسیا کی افسوسناک حالت کو دیکھکر ایک چھوٹی مجلس بنائی جس کی غرض

یہ تھی کہ دعا کرنے اور عمدہ دینی کتابوں کے پڑھنے کے ذریعے پاکیزگی کو حاصل کریں۔ انھوں نے اسکو "ہولی کلب" یعنی پاک انجمن کے نام سے نامزد کیا۔ لیکن چونکہ انکے شرکا خاص متھڈز (Methods) یعنی خاص قوانین پر چلتے تھے اسلئے ان کو ہم مکتب حقارت ہی سے متھوڈسٹ کہنے لگے۔

جارج وٹ فیلڈ صاحب کی خدمت

اِن تین جوانوں میں سے جارج وٹ فیلڈ عمر کے لحاظ سے سب سے چھوٹا تھا وہ ۱۷۱۴ء میں گلاسٹر شہر میں پیدا ہوا اور ایک بھٹیار (ان کیپر) کا بیٹا تھا اب تک تینوں لوتھر صاحب کی طرح شریعت کے طریقے پر راستبازی حاصل کرنے کی کوشش کرتے اور نیک اعمال پر بہت زور دیتے تھے۔ لیکن ۱۷۳۵ء میں جارج وٹ فیلڈ صاحب بیمار پڑے بیماری کے وقت اُن کی زندگی میں عجیب تبدیلی واقع ہوئی اور اُنھوں نے نجات کا پورا یقین حاصل کیا۔ ۱۷۳۶ء میں اُنھوں نے سرکاری کلیسیا کے ایک اُسقُوف کے ہاتھ تقرری پائی اور اُسوقت سے وہ اس عجیب بشارتی خدمت میں مشغول ہوئے جسکے سبب سے وہ اُس زمانے بلکہ شاید مابعد کے زمانے کے بشروں میں لاثانی ٹھیرے۔ اُن کا پیغام یہ تھا کہ خُدا مسیح میں ہمارے گناہوں کو معاف کرتا مسیح پر ایمان لاکر ہم مقبول ہوتے اور اپنے دلوں میں پورا اطمینان حاصل کرکے بڑی خوشی سے اسکی خدمت میں مشغول ہوتے ہیں۔ جہاں کہیں لوگ

اُن کو بُلاتے تھے خواہ نان کنفارمسٹ خواہ سرکاری کلیسیا کے لوگ وہاں جاکر انجیل کی بشارت دیتے تھے نہ صرف گرجے گھروں اور مکانوں میں بلکہ بازاروں اور سڑکوں اور کھیت کے باڑوں میں اور درختوں کے نیچے بھی۔ اُنکے وعظوں سے لوگوں پر بڑا اثر کیا اُنکے دلوں پر چوٹ لگی وہ قائل ہوگئے ہزاروں نے مسیح پر ایمان لاکر نجات کی خوشی حاصل کی اور اپنے گناہوں کو چھوڑکر نئی زندگی گزراننے لگے ایک بڑی حرکت پیدا ہوئی اور جزائر برطانیہ اور ریاست متحدہ دونوں میں یہ حرکت غلبہ پاتی چلی گئی۔ ۱۳ دفعہ ملک امریکہ میں منادی کرنے کے لئے گئے ۱۷۷۰ء ریاستِ متحدہ کے ایک مقام بنام نیو بری پورٹ میں پہنچے۔ رات کا وقت تھا اور لوگ یہ سُنکر کہ جارج وٹ فیلڈ ہمارے یہاں آئے ہیں گھر کے دروازوں پر جمع ہوئے اور اُنھوں نے اُن سے درخواست کی کہ ہمیں کلام سُنادیجئے۔ موم کی بتی ہاتھ میں لیکر وہ باہر نکلے اور سیڑھی پر کھڑے ہوکر واعظ کرنے لگے اور جب تک بتی جلتی رہی کلام سُناتے رہے اندر جاکر بستر پر لیٹ گئے اور دوسرے دن مرگئے۔ گو وٹ فیلڈ نے ویسلی کی طرح کوئی کلیسیا قائم نہ کی تو بھی اس جلیل بیداری کی خدمت میں اُنھوں نے مُقدم حصہ لیا اور پیشوائی کا کام کیا۔ لاکھوں آدمیوں نے اُنکے وسیلے سے نئی زندگی حاصل کی اور ساری کلیسیاؤں پر اُنکی خدمت کا اثر پڑا۔

جان ویسلی صاحب کا اپنی خدمت کے لئے تیار کیا جانا۔

لیکن جارج وٹ فیلڈ اس عجیب بیداری کے کام میں اکیلا نہ تھا آکسفورڈ یونیورسٹی کی پاک انجمن (ہولی کلب) کے اور دو شخص اس کام میں مشغول ہوئے یعنی **جان ویسلی اور چارلس ویسلی** بلکہ جان ویسلی اس بیداری میں خُدا کا سب سے بڑا وسیلہ ٹھیرا۔ اس عظیم کام کے لئے خُدا نے اسکو کس طرح تیار کیا؟ یاد کیجئے کہ وہ ایک اچھے مسیحی گھر میں پیدا ہوا۔ اس نے اپنے دیندار باپ اور اپنی لایق اور معزز ماں سے عمدہ تعلیم پائی وہ ایک دُعا مانگنے والا آدمی تھا خُدا کے کلام اور دینی کتابوں کے پڑھنے میں بڑی دلچسپی لیتا تھا۔ جوانی ہی میں اُس نے بڑی خوشی سے دینی خدمت کو اختیار کیا کلیسیائے انگلستان کے ایک اُسقوف کے ہاتھ سے اس نے تقرری پائی پھر مشنری بھی مقرر ہوا اور وہ اور اُسکا بھائی چارلس دونوں بشارتی خدمت کے لئے امریکہ کی نئی آبادی جارجیا میں چلے گئے اور جانفشانی سے کام کرتے رہے تو بھی اسکو اس بات کی کمی تھی جو عین مسیحی خدمت کی جان ہے اور جس سے وہ خدمت خُدا کے نزدیک مقبول ہوتی اور مؤثر ہوتی ہے امریکہ جاتے وقت جہاز پر موریوین کلیسیا کے چند مشنریوں سے جان کی ملاقات ہوئی طوفان کے وقت ان کا بڑا ایمان دیکھکر جان ویسلی نے اپنی کمی کو محسوس کیا سو جینہ شہر میں پہنچکر انمیں سے ایک شخص اسپینگن برگ نام نے جان ویسلی سے یہ سوال کیا کہ کیا آپ

خُداوند یسوع مسیح کو جانتے ہیں؟ اس نے جواب دیا کہ" ہاں میں اسے دُنیا کا نجات دہندہ جانتا ہوں" اِس مشنری نے پھر پوچھا کہ " بہت صحیح" لیکن کیا آپ کو اس بات کا بھی یقین ہے کہ اِس نے آپ کو بچا لیا- اِس سوال کا جواب دینا اسوقت اسکو مشکل معلوم ہوا وہ تو بڑی بےچینی کے حالت میں پڑا ہوا تھا- دو سال تک جارجیہ میں کام کرتا رہا لیکن اسکی محنت بیفائدہ معلوم ہوئی اور ۱۷۳۸ء میں نہایت مایوس ہو کر انگلستان واپس آیا- اس نے خود اپنا حال یوں بیان کیا کہ میرا ایمان دُکھ تکلیف کا مقابلہ نہیں کرسکتا" آئی ہیو اے فیر سمر ریلیجن (I have a fair summer religion) میرا ایمان محض موسم بہار کا ایمان ہے وہ موسم خزاں میں مُرجھا جاتا ہے-"اُب وہ وقت آپہونچا کہ خُدا اپنی کامل روشنی اُسپر ظاہر کرے- لنڈن شہر میں پھر موریوین کلیسیا کے ایک پاسبان پیٹر بولر نامے سے اُسکی ملاقات ہوئی اور وہ اس سے بہت باتیں سیکھتا رہا بدھ کے روز مئی کی چوبیسویں تاریخ ۱۷۳۸ء کی شام کے وقت سڑک ایلڈرس گیٹ کے ایک مکان میں چند بھائیوں کی ایک میٹنگ ہوئی- جان ویسلی جانا نہیں چاہتا تھا لیکن روح نے اسکو جانے پر مجبور کیا- ایک بھائی نے لوتھر صاحب کی ایک تصنیف یعنے رومیوں کے نام کے خط کی تفسیر کے دیباچے سے کچھ پڑھا- جان ویسلی

خود اُس واقعہ کا بیان یوں کرتا ہے" پونے نو بجے کے قریب جب مَیں اِس عجیب تبدیلی کا بیان سُن رہا تھا جو خُدا نے ایمان لاتے وقت لوتھر کے دل میں پیدا کی تو یکایک خُدا کی روح نے میرے دل پر عجیب طرح کا اثر کیا مَیں نے معلوم کیا کہ مسیح پر اور صرف مسیح ہی پر نجات کے لئے میرا بھروسہ ہے اور مجھے اس بات کا یقین دلایا گیا کہ اس نے میرے گناہوں کو دور کر دیا اور گناہ اور موت کی شریعت سے مجھے آزاد کیا تین روز اس سے پیشتر اس کے بھائی چارلس کو بھی یہ بیش بہا نعمت حاصل ہوئی تھی۔

جان ویسلی کی خدمت کے نتائج۔

جان ویسلی کی خدمت کی تاثیر کا بھید یہ ہی ہے اگر یہ عجیب تبدیلی اس روز اسکی باطنی زندگی میں واقع نہ ہوتی تو غالباً لوگ آج کل اسکے نام سے بھی واقف نہ ہوتے اور ویسلیین اور متھوڈسٹ کلیسیا جس کی عظمت کا شہرہ تمام دُنیا میں پھیلا ہوا ہے کبھی وجود میں بھی نہ آتی اس وقت جو بھید خُدا نے اسپر ظاہر کیا تھا اس کو اوروں پر ظاہر کرنے لگا- ممکن نہیں کہ ہم اِس کتاب میں اسکی خدمت کے نتائج کا بیان کریں اِتنا کہنا کافی ہوگا- انگریزی مُلکوں میں ایک ایسی بیداری واقع ہوئی کہ پینتکست کے دن کے عظیم واقعہ کو چھوڑ کر کلیسیا کی تواریخ میں شاید اسکی مثال نہیں ملتی لیکن اسکی خدمت کا سب سے بڑا نتیجہ ویسلیین متھوڈسٹ

کلیسیائیں ہیں۔ جارج وِٹ فیلڈ اِنتظام کرنے میں بالکل ناکام رہا لیکن جان ویسلی نہ صرف ایک بڑا مبشّر بلکہ ایک بڑا منتظم بھی تھا اس نے شروع ہی سے اپنے نومریدوں کو چھوٹی جماعتوں میں مرتب کیا اور ہادیوں کے سپرد کیا جو ان کی بہبودی اور روحانی ترقی کے لئے فکر کرتے رہیں اور جب کام زیادہ بڑھ گیا تو کل ملک کو علاقوں یا سرکٹنز میں تقسیم کیا اور جماعتوں کی نگرانی کے لئے مہتمم یا سپرنٹنڈنٹ مقرر کیئے یہ جماعتیں اور اُنکے عہدیدار کلیسیاء انگلستان میں ہی رہے کیونکہ اس نے اس کلیسیا کی شراکت میں رہنا بہت پسند کیا اور موت تک اسکی شراکت میں رہا اور سب کو یہ نصیحت کی کہ کبھی اس سے علٰحدہ نہ ہوجائیں۔ لیکن ممکن نہیں کہ وہ اِس کلیسیا کے قوانین کے پابند رہیں چنانچہ کئی بار خلاف قانون کارروائی کی۔ اس بات سے قائل ہوکر کہ پریسبیٹر یا خادم الدین اور اُسقُف ایک ہی عہدے کے ہیں اور تقرّری اور سیکرامینٹوں کو عمل میں لانے کا حق رکھتے ہیں اس نے اسکاٹ لینڈ اور آئرلینڈ کی دینی خدمت کے لئے خادمانِ دین کو اپنے ہاتھ سے مقرّر کیا اور ایک اور شخص کو اُسقوف کے عہدے کے لئے مخصوص کرکے اسکو ریاستِ متحدہ میں بھیج دیا سرکاری کلیسیا کے خادمانِ دین اور اُسقوفوں کو ویسلی خدمت کے طریقے ناگوار معلوم ہوئے اور وہ اکثر اُس کی مخالفت کرتے رہے لہٰذا

جان ویسلی کی موت کے دو سال کے بعد یعنی سنہ ۱۷۹۳ء اسکے پیرؤں نے کلیسیاء انگلستان چھوڑکر اپنی ایک علٰحدہ کلیسیا کو قائم کیا جو ولیلین کلیسیا کے نام سے مشہور ہے۔

امریکہ کی متھوڈسٹ ولیلین کلیسیا کا قائم کیا جانا۔

اِتنے میں امریکہ میں بھی اِس کلیسیا کی بنیاد ڈالی گئی جو آجکل متھوڈسٹ یا ولیلین کلیسیاؤں میں سب سے بڑی کلیسیا ہے اٹھارویں صدی میں جرمنی کے چند لوگ ایذارسانی کے سبب اپنے وطن سے بھاگ کر آئرلینڈ میں آباد ہوئے تھے وہاں پر اُنھوں نے ویسلی کی تعلیم کو قبول کیا اور اسکے بعد امریکہ کو جاکر نیویارک شہر میں بودوباش اختیار کی۔ امریکہ میں متھوڈسٹ کلیسیا کی سب سے پہلی جماعت یہ تھی فلپ امبرے **کلاس لیڈر** تھا اُنکا واعظ مقرّر ہوا۔ اسکے بعد جان ویسلی نے اور بہت سے مناد امریکہ میں بھیجدئے۔ سنہ ۱۷۸۳ء کے بعد جب ریاستِ متحدہ قائم کی گئی جان ویسلی صاحب نے امریکہ کی جماعتوں کو یہ صلاح دی کہ وہ کلیسیا انگلستان سے الگ ہوکر اپنی ایک خودمختار کلیسیا بنائیں اور پاک نوشتوں اور قدیم مسیحیوں کے نمونے کے مطابق اسکا انتظام کریں چنانچہ اُنھوں نے اس صلاح پر عمل کیا اور یوں امریکہ کی متھوڈسٹ کلیسیا قائم کی گئی ویسلی صاحب نے چند اور خادمانِ دین کو اس کام میں اپنے

کی جاتی ہیں۔

متھوڈسٹ کلیسیا کی تعلیم

متھوڈسٹ کلیسیا کی تعلیم اور انجیلی کلیسیاؤں کی تعلیم کے ساتھ ملتی ہے ۱۷۸۴ء میں جبکہ امریکہ کی متھوڈسٹ کلیسیا نے انگلستان کی کلیسیا سے علیحدہ ہوکر اپنا انتظام کیا جان ویسلی نے اسکے واسطے ایک چھوٹا عقائد نامہ تیار کیا جو "مسائل دین" کہلاتا ہے اِسکے پچیس دفعات ہیں اور وہ کلیسیاء انگلستان کے اُنتالیس دفعات کی بناپر بنائے گئے ہیں لیکن کالوین کی تعلیم اور بپتسمہ اور چند اور مسئلے جو اُنتالیس دفعات میں مندرج ہیں اِن کو جان ویسلی نے نکالا یا بدل دیا یہ مسائل دین یا قواعدِ عام یا کلیسیا کے اِنتظام اور ترتیب کے قوانین متھوڈسٹ ایپکوپل کلیسیا کے کانسٹیٹوشن یعنی بنیادی اصول اور قوانین قرار دئے جاتے ہیں جارج وِٹ فیلڈ کالوین کی تعلیم کو مانتا تھا لیکن جان ویسلی کو اُس تعلیم کی چند باتیں بہت نفرت انگیز معلوم ہوئیں اور اس نے اِسپر بڑے زور سے حملہ کیا چُنانچہ اسکے اور جارج وِٹ فیلڈ کے درمیان کچھ عرصے تک نا اتفاقی رہی لیکن آخرکار پھر پورا میل وملاپ ہوگیا متھوڈسٹ اور پرسبٹرین کلیسیاؤں میں بھی مدت تک برگزیدگی کی تعلیم کی نسبت بحث و مباحثہ ہوتا رہا اور کبھی کبھی اس قِسم کا بھی جھگڑا ہوا جو زیبا نہیں شکر کی بات ہے کہ اسطرح کے جھگڑے موقوف ہوگئے اور آجکل یہ کلیسیائیں

ساتھ شریک کرکے ڈاکٹر کوک صاحب کو اس کلیسیا کا منتظم یا بشپ مقرر کیا اُنے امریکہ میں پہنچکر جان ویسلی صاحب کی ہدایت کے بموجب فرانسیس ازبری کو اپنے ساتھ شریک کیا یہ امریکن متھوڈسٹ کلیسیا کے پہلے بشپ تھے ۱۷۹۲ء میں اس کلیسیا کی پہلی کانفرنس بیٹلی مور شہر میں فراہم ہوئی آجکل اس کلیسیا کے شرکا کا شمار تیس لاکھ سے زیادہ ہے۔

عبادت کا طریقہ۔

چونکہ ویسلی صاحب نے کلیسیاء انگلستان سے علیحدہ ہونا پسند نہیں کیا اِس لیئے اکثر اسکی تعلیم وطریقۂ عبادت کو قائم رکھنے کی کوشش میں رہا تو بھی رفتہ رفتہ اسکی عین حیات میں اور زیادہ تر اسکی موت کے بعد تبدیلی کرنے کی ضرورت پڑی اگرچہ متھوڈسٹ کلیسیا نے عبادت کی اِس ترتیب کو جو دُعاء عام کی کتاب میں مندرج ہے منظور کیا اور لوگوں کو یہ صلاح دی کہ اس ترتیب کے موافق عبادتِ عام کی رسم کو ادا کریں تو بھی جماعتوں کو یہ ہدایت کی گئی کہ تحریری دعا نہ پڑھیں اور جس طرح اور ننکنفرمیٹ یا آزاد کلیسیاؤں میں ویساہی متھوڈسٹ کلیسا میں بھی عبادت کے طریقے کی نسبت جماعتیں کسی مقرری طریقے کی پابند نہیں۔ بپتسمہ اور عشائے ربانی اور خادمانِ دین کی تقرری۔ نکاح کرنے اور دفن کرنے کی ترتیب دعاء عام کی ترتیب کے مطابق ہے اور اِن رسومات کی ادائگی میں تحریری دعائیں اِستعمال

ایک دوسرے سے پورا میل ورفاقت رکھتی ہیں جو فرق ان کی تعلیم میں پایا جاتا زیادہ تر خیالی ہے نجات کے بڑے مسئلوں کی نسبت ان کی تعلیم یکساں ہے جان ویسلی نے اپنی تعلیم میں دو باتوں پر بہت زور دیا یعنی ان ایمانداروں میں رُوح القدس کی گواہی پر (۲) مسیحی کاملیت پر ممکن ہے کہ بعضوں نے آخری مسئلے سے غلط نتیجے نکالے لیکن جان ویسلی کا یہ دعویٰ بالکل صحیح و درست ہے کہ نجات یافتہ لوگوں کو پاک اور کامل بننا ایک لازمی بات ہے۔

متھوڈسٹ کلیسیا کا انتظام متھوڈسٹ کلیسیا کا انتظام نرالا ہے انگلستان کی ویسلین کلیسیاؤں نے اُسقوفی انتظام کو رد کیا امریکہ کی متھوڈسٹ کلیسیا نے اُس کو جاری رکھا لیکن محدود صورت میں جان ویسلی کے خیال میں اُسقوف پریسبٹر ایک ہی عہدے کے ہیں صرف ان کے کام میں فرق ہے لہذا دونوں کلیسیاؤں کا انتظام زیادہ تر جینوا کی کلیسیاؤں کے طریقے پر ہے نہ کلیسیائے انگلستان کے طریقے پر۔ اعلےٰ اختیار کلیسیا کی مجلسوں کے ہاتھ میں ہے نہ اُسقفوں یا خادمان دین کے ہاتھ میں۔ یہ مجالس کانفرنس کہلاتی ہیں۔ اور وُہ مختلف قسم کی ہیں یعنی سہ ماہی یا کوارٹرلی کانفرنس ڈسٹرکٹ کانفرنس اور سالانہ کانفرنس اور چار سالہ کانفرنس۔ کلیسیا کے عہدیدار جو سب کے سب ان مجلسوں کے زیر حکومت ہیں مختلف قسم کے ہوتے ہیں یعنی (۱) بشپ۔ جو کسی بڑے

علاقے کی جماعتوں اور خادم الدینوں کی نگرانی کرتے ہیں یہ عہدیدار صرف امریکہ کی متھوڈسٹ ایپسکوپل کلیسیا میں مقرر کئے جاتے ہیں (۲) واعظ یا ایلڈر جو پریسبٹرین کلیسیا کے خادم الدین کے مشابہ ہیں انکے فرائض یہ ہیں یعنی انجیل کی منادی کرنا عبادت عام کے ہادی ہونا نکاح پڑھانا بپتسمہ دینا اور پاک عشا کو عمل میں لانا بعض ان میں سے بشپ کیطرف سے سپرنٹنڈنٹ مقرر ہوکر ایک ڈسٹرکٹ یا چھوٹے علاقے کی جماعتوں اور واعظوں کی نگرانی کرتے ہیں پھر یہ علاقے چھوٹے حصوں میں تقسیم کئے جاتے ہیں جو سرکٹ کے نام سے مشہور ہیں ہر ایک اسٹیشن یا سرکٹ پر ایک واعظ مقرر کیا جاتا ہے جو پاسٹر یا پریچر انچارج کہلاتا ہے (۳) ڈیکن جو کلیسیائے انگلستان کے ڈیکن کی طرح خادم الدین کے مددگار ہوتے ہیں اُن کے کام یہ ہیں انجیل کی منادی کرنا عام عبادت میں ہادی ہونا نکاح پڑھنا بپتسمہ دینا اور عشائے ربانی میں ایلڈر کی مدد کرنا۔ (۴) انکے سوا ادنیٰ درجے کے چند اور بھی عہدہ دار ہوتے ہیں جو دینی خدمت کرتے ہیں مثلاً لوکل یعنی مقامی واعظ (لوکل پریچر) اکسارٹر یعنے نصیحت کرنے والا اور ڈیکنسز (خادمہ) (۵) اسٹورڈ پریسبٹرین کلیسیا کے خادموں کی طرح کلیسیا کے خرچ کا انتظام کرتے ہیں متھوڈسٹ کلیسیا کا ایک خاص انتظام یہ ہے کہ ہر ایک جماعت کے الگ چھوٹی چھوٹی جماعتوں میں

تقسیم کئے جاتے ہیں جو کلاس (کلاس) کہلاتی ہیں ہر ایک کلاس میں عنقریب بارہ آدمی ہیں اور ان پر ایک ہادی یا کلاس لیڈر مقرر ہے جو ان کو تعلیم دیتا اور ان کی نگرانی کرتا۔ متھوڈسٹ کلیسیا کا انتظام کم و بیش پیچیدہ تو ہے تو بھی بہت عمدہ اور کارگر ہے اور اسکے ذریعے سے مگر سب سے زیادہ اس روحانی زندگی کے سبب سے جوکہ اکثر اسمیں پائی گئی متھوڈسٹ کلیسیا کی بڑی ترقی اور اقبال مندی ہوئی ہے۔

اٹھارھواں باب

مختلف مسیحی انجمنوں کا بیان

"ضروری باتوں میں یگانگی غیر ضروری باتوں میں آزادی اور سب باتوں میں محبت"
لاطینی زبان کا ایک قدیم مقولہ

شاگردوں کی انجمن۔ اُنیسویں صدی کے شروع میں امریکہ کے دو خادم الدین یعنی ٹامس کیمبوبل اور اس کا بیٹا الیگزینڈر کیمپ بیل نے پربسٹرین کلیسیا سے علیحدہ ہوکر ایک نئی جماعت کو قائم کیا جو کرسچین چرچ (مسیحی کلیسیا) یا شاگردوں کی انجمن کے نام سے مشہور ہے وہ یہ دعویٰ کرتے تھے کہ ہم ایک نئے فریق کو قائم نہیں کرتے بلکہ تفرقوں کو بالکل رفع کرنا اور سارے مسیحوں کو ایک ہی جماعت میں لانا چاہتے ہیں اس مقصد کو انجام دینے کے لئے انھوں نے شرکا سے صرف یہ ہی اقرار طلب کیا کہ ہم بائبل کی تعلیم کو مانتے ہیں کسی اور عقیدے یا مسیحی مسئلے کا اقرار کرنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن انکا یہ دعویٰ کہ ہم ایک خاص کلیسیا یا ڈینامنیشن نہیں یا ہم لوگوں سے کسی عقیدے کا اقرار طلب نہیں کرتے ایک غلط دعویٰ ہے فی الواقع وہ اوروں کی نسبت زیادہ اپنے ایک خاص مسئلے یعنی بپتسمے کے مسئلے پر زور دیتے اور اُس سے گویا مسیحوں کی جانچ کرتے ہیں۔ بپٹسٹ فریق

کی طرح وہ بچوں کو بپتسمہ پانے سے محروم رکھتے اور محض غوطے سے بپتسمہ دیتے ہیں تو بھی ان خیال فریق بپٹسٹ کے خیال سے متفرق ہے بپٹسٹ کلیسیا کی تعلیم کے مطابق بپتسمہ اس گنہگار کا ایک حق ہے۔ جسکے گناہ معاف کیئے گئے شاگردوں کی تعلیم یہ ہے کہ بپتسمہ معافی پانے کی ایک شرط ہے۔ گو مسیح کی الوہیت کا انکار نہیں کرتے تو بھی جن اصطلاحات میں قدیم کلیسیا نے اپنے عقائد ناموں میں پاک تثلیث اور مسیح کی ذات وصفات کے مسئلوں کو بیان کیا انکو استعمال کرنا پسند نہیں کرتے۔ ہمارے خیال میں بدعت کو روکنے اور مسیحی تعلیم کو قائم رکھنے کے لیئے ان قدیم عقائد ناموں کی بڑی ضرورت ہے تو بھی بہت لوگ ان بیشمار جدائیوں سے جو کلیسیا میں پیدا ہوگئیں تھک گئے اسلیئے یگانگی اور اتحاد کرنیکی تجویز کو بہت پسند کرتے ہیں تعجب کی بات نہیں کہ شاگردوں کا شمار بہت بڑھگیا آجکل ریاستِ متحدہ میں اس کلیسیا کا بڑا زور ہے اور روز بروز بڑھتا جاتا ہے پریزیڈنٹ گارفیلڈ اس کلیسیا کا شریک تھا اسکا انتظام کانگریگیشنل یا انڈیپنڈنٹ کے طریقے پر ہے۔

فرینڈس کی انجمن۔ انجیلی کلیسیاؤں میں سے چند اور چھوٹی انجمنیں برپا ہوئیں جنکا مختصر بیان کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے ان میں سے ایک بہت مشہور انجمن **فرینڈس** (دوست) یا کوئیکر کی انجمن ہے اسکا بانی جارج فاکس سنہ ۱۶۲۴ء کے قریب ڈریٹن شہر میں پیدا ہوا دُنیا کو چھوڑ کر کئی سال تک

فقیر کی طرح پھرتا رہا آخرکار سنہ ۱۶۴۶ء میں اِس نے معلوم کیا کہ خُدا نے میری روح کو انجیل کے نور اور فضل سے روشن کیا اور اِس وقت سے لیکر چالیس برس تک وہ انگلستان اور اسکاٹ لینڈ اور امریکہ میں منادی کرتا رہا اور کتابیں لکھتا رہا اِسکی تعلیم یہ تھی کہ سچی مسیحیت مسیحی مذہب کے ظاہری اقرار پر نہیں بلکہ ایک باطنی نور پر منحصر ہے جس سے خُدا اِنسان کے دل کو روشن کرتا ہے۔ الہام موقوف نہیں ہوا بلکہ ہر زمانے میں خُدا اِنسان سے کلام کرتا اور اِسکو پیغام دیتا ہے جب کسی کو ایسا پیغام ملتا خواہ مرد ہو خواہ عورت وہی جماعت میں بولنے کے لائق ہوتا ہے اِس لیئے خادمانِ دین کا کوئی خاص عہدہ نہ ہونا چاہیئے ظاہری علامتوں کی یعنی بپتسمہ عشاءربانی کی ضرورت نہیں وہ پہاڑ کے وعظ کی تعلیم پر بہت زور دیتا اور لفظی طور پر اسکی تشریح کرتا تھا لہذا حلف اُٹھانا جنگ میں شریک ہونا اپنا اِنتقام لینا اِنسان کو لارڈ (خُداوند) یا ایسا کوئی اور لقب دینا جائز نہیں گفتگو میں کوئیکر ایک دوسرے کو تو کہتے تھے اگرچہ انھوں نے ان باتوں میں زیادتی کی اور غلط خیالوں میں پڑگئے تو بھی اِس مسیحیت پر جو ظاہری اقرار اور رسمیات پر مشتمل ہے سخت حملہ کیا اور باطنی سچائی اور دینداری پر زور دیا سرکار نے بڑی بیرحمی سے انکے ساتھ سلوک کیا سیکڑوں کو قید میں ڈالا

ان کے عبادت خانوں کو مسمار کر دیا ان کو جلاوطن کیا بلکہ بعضوں کو پھانسی بھی دی۔ تو بھی وہ اپنے ایمان پر قائم رہے ان کے ایک بزرگ ولیم پین نام نے امریکہ میں جاکر **فلاڈیلفیا** شہر میں ریاست کی نبیاد ڈالی یہ انجمن اپنے نیک کاموں اور جانفشاں خدمت کے سبب سے کُل دُنیا میں مشہور ہے ان کی کوشش سے قید خانوں کی اصلاح کی گئی اور غلام رہا کیئے گئے آجکل بھی وہ ہرقسم کے نیک کاموں میں مشغول رہتے ہیں۔

برادرن کی انجمن۔ | سنہ ۱۸۳۰ء کے قریب جان ڈاربی نام ایک خادم الدین نے پلیمتھ شہر میں برادرن Brethren کی انجمن قائم کی اسلئے لوگ انکو حقارت سے پلیمتھ برودرن کہنے لگے ان کی خاص الخاص تعلیم یہ ہے کہ موجودہ کلیسیائیں بالکل بگڑ گئی ہیں اور جتنے عہدے ان میں مانے جاتے ہیں سب کے سب پاک نوشتوں کی تعلیم کے خلاف ہیں اسلئے ان کلیسیاؤں میں سے نکلنا اور عہدوں کو ترک کرنا مسیحوں پر فرض ہے وہ عقائد کو بھی رد کرتے ہیں وہ اس بات پر زور دیتے ہیں کہ ایماندار سب کے سب کاہن ہیں اگرچہ وہ خاص کلیسیاؤں کے خلاف بہت سے اعتراض پیش کرتے ہیں اور تفرقوں کو بُرا جانتے ہیں تو بھی وہ خود تفرقوں سے محروم نہیں آجکل یہ چھوٹی انجمن کم سے کم چھ فریق میں منقسم ہے وہ اپنی تعلیم کے پھیلانے میں

نہایت سرگرم ہیں اور کبھی کبھی ناجائز طور پر اور کلیسیاؤں کے کام میں دخل دیتے اور انکی جماعتوں میں خلل ڈالتے ہیں تو بھی ان میں بڑی خوبیاں ہیں وہ کلام کے مطالعہ کرنے والے ہیں ظاہر پرستی اور رسم پرستی اور ریاکاری کے خلاف گواہی دیتے ہیں انکی جماعتیں گریٹ برٹن فرانس سوئٹزرلینڈ جرمنی ریاست متحدہ اور انگلستان کی ساری بستیوں میں پائی جاتی ہیں وہ اکثر دو قسم کے ہوتے ہیں یعنی **اوپن بریدن** یعنی وہ جو اور مسیحوں کے ساتھ میل و رفاقت رکھتے ہیں اور **کلوس بریدرن** یعنے وہ جو اور کلیسیاؤں سے رفاقت رکھنے سے انکار کرتے ہیں برسٹل شہر کے مشہور یتیم خانوں کا بانی جارج ملر اور نئے عہد نامے کے یونانی متن کا مشہور معلم سموئیل بریڈو ٹریگلس پہلے فریق کے شرکا تھے۔

مکتی فوج کی انجمن۔ | ایک اور انجمن جس کا شہرہ تمام دُنیا میں پھیلا ہوا ہے مکتی فوج کی انجمن ہے متھوڈسٹ کلیسیا کا ایک خادم الدین ولیم بوتھ نام اسکا بانی ہے سنہ ۱۸۶۵ء کے قریب وہ کادیف شہر کے غریب اور برگشتہ لوگوں میں بڑے جوش سے انجیل کی بشارت دیتا رہا اور انکو بیدار کرتا رہا سنہ ۱۸۶۵ء لندن شہر میں بھی اسطرح کا کام شروع کیا اور خُدا نے اسکے کام پر بڑی برکت دی آخرکار سنہ ۱۸۷۸ء میں اُس نے اپنے ہم خدمتوں اور مریدوں کو

ایک دینی فوج میں مرتب کیا اور اسکا نام مکتی فوج رکھا تھوڑے ہی عرصے میں اس انجمن کی شاخیں دُنیا کے ہر مُلک میں قائم ہوگئیں **جنرل ولیم بوتھ** ایک دفعہ ہندوستان میں بھی آیا اور کئی ایک مسیحی آجتک موجود ہیں جنھوں نے اسکے وعظوں سے بڑا روحانی فائدہ حاصل کیا خاصکر یورپ اور امریکہ مُلکوں میں اس انجمن کا کام نہایت مؤثر اور مفید ٹھیرا اور ہزارہا رذیل اور برگشتہ لوگ گناہ کی تاریکی میں سے نکالے اور مسیح کی مبارک روشنی میں لائے گئے ہیں۔ ہم اس بات پر بہت افسوس کرتے ہیں کہ وہ اکثر کلیسیا کی حقارت کرتے اور جو رسمیں مسیح نے مقرر کیں یعنی بپتسمہ اور عشاء ربانی انکو نہیں مانتے۔ بلکہ لوگوں کو یہ تعلیم دیتے ہیں کہ ان رسموں کی کچھ ضرورت نہیں اور اس سے بھی زیادہ افسوس کی بات یہ ہے کہ انھوں نے کبھی کبھی مشنوں کے کاموں میں بیجا دخل دیا اور غیر مسیحیوں میں انجیل کی منادی کرنے کے بجائے اور کلیسیا کے مسیحیوں میں اپنی تعلیم پھیلاکر انکو گھبرا دیا شکر کی بات ہے کہ وہ آجکل اور مشنوں سے زیادہ رفاقت رکھتے اور ہندوستان کی جرائم پیشہ قوموں کی اصلاح کرنے اور انکو دستکاری سکھانے کے کام میں مشغول ہیں

سیونتھ ڈے ایڈونٹسٹ

ریاست متحدہ میں ایک اور فریق برپا ہوا جو **سیونتھ ڈے ایڈونٹسٹ** کے نام سے مشہور ہے ۱۸۳۱ء کے قریب بپٹسٹ کلیسیا کے ایک کسان ولیم ملر نام دانیل نبی کی کتاب پر درس دینے اور سنوں کا حساب کرکے یہ بشارت دینے لگا کہ مسیح کی دوسری آمد ۱۸۴۳ء سے ۱۸۴۴ء میں واقع ہوگی ہزارہا لوگوں نے اس بات کو تسلیم کیا اور بہتوں نے اپنے مال اور جایداد کو بیچ دیا اور مسیح کی انتظاری کرنے لگے وہ سال گذر گیا لیکن انکی اُمید پوری نہ ہوئی تو بھی یہ فریق موقوف نہ ہوا بلکہ ترقی کرتا گیا ۱۸۴۵ء میں اُنھوں نے ایک جلسہ کیا اور اپنا نام ایڈونٹسٹ یعنی دوسری آمد کے ماننے والا رکھا تھوڑا عرصہ گذرا کہ اُنھوں نے ہند میں بھی اپنی مشنیں قائم کیں اور اپنی تعلیم پھیلانے لگے ان کے عقائد میں کئی ایک باتیں ہیں جو انجیلی کلیسیاؤں میں قبولیت نہیں پاتی بلکہ غلط سمجھی جاتی ہیں ان غلط تعلیموں میں سے ایک یہ ہے کہ وہ سنیچر کو مسیحی سبت ٹھیراتے اور یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اس بات پر ابدی بھلائی اور نجات منحصر ہے سچ مچ مختونوں کی طرح وہ مسیحیوں کو پھر شریعت کی غلامی میں لانا چاہتے ہیں ڈاکٹر ہبی ایم بک صاحب نے ایک چھوٹی تصنیف میں بنام اتوار حقیقی مسیحی سبت ہے اس تعلیم کی غلطی کو بخوبی فاش کیا ہے

جن مسیحیوں کے درمیان اس فرقے کے اُستاد آکر ان کو اپنی رائیوں کیطرف مائل کرنے کی کوشش کرتے ہیں وہ ڈاکٹر بک صاحب کا یہ رسالہ منگوائیں تو معلوم کرینگے کہ ہفتہ کا پہلا دن مسیح کے جی اُٹھنے کا دن جو خداوند کا دن بھی کہلاتا ہے وہی کلیسیا کے شروع ہی سے مسیحی سبت مانا گیا۔

پینٹکاسٹل بینڈ وغیرہ

بہت سال نہیں گذرے کہ امریکہ اور انگلستان میں مسیحیوں کا ایک اور فرقہ برپا ہوا جو آجکل مختلف جگہوں میں بڑا شور مچا رہا ہے اس کی کئی ایک شاخیں ہیں جو مختلف ناموں سے کہلاتی ہیں لیکن اکثر ان ناموں میں لفظ پینٹکسٹ اور رسولی اور ایمان آتے ہیں ان کے عقائد میں ذیل کی باتوں پر بہت زور دیا جاتا ہے یعنی (۱) رُوح القُدس کی معموری پر باپ کا وعدہ اور قوت کا لباس جو رسولوں کو عطا ہوا سارے مسیحیوں کا حق ہے اور جب تک یہ بھرپوری انکو نہ ملے تب تک وہ نا مکمل حالت میں رہتے ہیں۔ ساتھ اسکے وہ یہ بھی تعلیم دیتے ہیں کہ زبانوں کی نعمت جو رسولوں کے زمانے میں بعضوں کو ملی اب تک جاری ہے بلکہ وہ رُوح القُدس کی بھرپوری کی ایک ضروری علامت اور ثبوت بھی ہے (۲) ایمان کے ذریعہ بیماری سے شفا پانے پر۔ انکی رائے میں شفا دینے کی توفیق آجتک کلیسیا میں ہے اور مسیح کے

کفارے کے سبب سے ایماندار نہ صرف ہر قسم کی روحانی بیماری سے بلکہ جسم کی ساری بیماریوں اور کمزوریوں سے رہائی پانے کے حقدار ہیں پس جب مسیحی بیمار ہوجاتے تو صرف یہی اور وسیلہ استعمال کرنا چاہئے کہ کلیسیا کے بزرگ بلائے جائیں اور وہ بیمار کو تیل سے ملیں اور اسکے لئے دعا مانگیں اور بیمار مسیح کے کفارے پر ایمان لائے تو وہ اچھا ہوجائیگا اگر بیماری کے وقت ہم ڈاکٹر کو بلائیں یا دوا کو کام میں لائیں تو اپنے ایمان کی کمی ظاہر کرتے بلکہ گنہگار بھی ٹھیرتے ہیں (۳) مسیح کی دوسری آمد پر وہ اس مسئلے پر بہت زور دیتے۔ عام گفتگو اور اپنی نصیحتوں میں بار بار اُسکا ذکر کرتے اور بعض ان میں سے وقت بھی ٹھیرا دیتے اور یہ کہتے ہیں کہ مسیح فلانے سال آئیگا ان تین عقائد میں انھوں نے البتہ زیادتی تو کی اور غلط نتیجے نکالے اور انہیں سے بعض کبھی کبھی ایک قسم کے مذہبی جنوں میں پڑ گئے جسکے سبب سے مسیحی مذہب کی سخت بدنامی ہوئی اور کمزور مسیحیوں کو ٹھوکر کھلائی گئی تو بھی چند باتیں جن پر اُنھوں نے زور دیا بالکل صحیح و درست اور نہایت ضروری اور قیمتی ہیں اور چونکہ کلیسیا نے اکثر انکی کافی قدر نہ کی یا انکو بالکل بھول گئی اسلئے جسقدر آج نظر آتا ہے انکی تعلیم نے باوجود ان غلطیوں اور اس زیادتی کے

جس کا ہم نے ذکر کیا مسیحیوں میں قبولیت پائی اکثر ان عقائد کے ماننے والے بہت دیندار اور کلام کے مطالعہ کرنے والے ہیں مسیح کو دل سے پیار کرتے ہیں دینی جوش اور غیرت سے بھرے ہوئے ہیں لیکن "جوش اور غیرت سمجھ سے نہیں" وہ جلد مختلف غلطیوں اور روحانی نقصان کا باعث ہوتی ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ رسولی زمانے کی کلیسیاؤں میں بھی اس طرح کی مشکلات اور بے قاعدگیاں پیش ہوئیں جو نصیحت پولُس نے انکے بارے میں کی ہر زمانے کے مسیحیوں کے لئے مفید اور ضروری ہے یعنی کہ "رُوح کو نہ بجھاؤ نبوت کی حقارت کرو۔" ساری باتوں کو آزماؤ جو بہتر ہو اسے پکڑے رہے۔ ہر قسم کی بدی سے (بدی کی ہر صورت سے) بچے رہو۔

عملی نصیحتیں

بگڑی ہوئی کلیسیا سے علٰحدہ ہو جانا کب ضروری ہے۔

اس مضمون کو ختم کرنے سے پیشتر میں آپ کی توجہ چند عملی نصیحتوں کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ جس بات کا ہم نے شروع میں ذکر کیا وہ بخوبی آپ پر ظاہر ہو گئی ہوگی یعنی یہ کہ کلیسیا کے مختلف فریقوں کو بُرا کہنا اور یہ سمجھنا کہ انکے سبب سے کلیسیا کو صرف نقصان پہونچتا ہے ایک غلط خیال ہے ہم نے

معلوم کیا کہ انجیلی کلیسیائیں اکثر خاص اور ضروری وجوہات سے پیدا ہوئیں کلیسیا یہاں تک بگڑ گئی یا غلط تعلیم میں پڑ گئی تھی یا مختلف بُرائیاں اسقدر اس میں پھیل گئیں تھیں کہ دیندار لوگ اُس میں نہ رہ سکے۔ فرض کرو کہ لوتھر اور کالوین اور ناکس رومن کاتھولک کلیسیا کے ساتھ صلح کر لیتے اور اپنی تعلیم کی چند باتوں کو واپس لیکر پوپ کے تابع ہو جاتے تو کیا نتیجہ نکلتا؟ میں خیال کرتا ہوں کہ سچی کلیسیا شاید بالکل صفحۂ ہستی سے مٹ جاتی یا اگر قائم رہتی تو موجودہ رومن کاتھولک کلیسیا کی بہ نسبت زیادہ بگڑی ہوئی کلیسیا ہوتی پس جب اُنھوں نے دیکھا کہ رومن کاتھولک کلیسیا کی اصلاح کرنی ایک امرِ محال ہے تو اِس سے علٰحدہ ہو جانا اپنا فرض سمجھا۔ اُنھوں نے کلیسیا میں تفرقے نہیں ڈالے بلکہ سچی کلیسیا کو دوبارہ قائم کیا اور اس کو تباہ ہونے سے بچالیا۔

ظاہری کلیسیا کی جدائیوں سے بھی خُدا نے اچھا نتیجہ نکالا۔

اگرچہ جسقدر آجکل انجیلی کلیسیا میں جُدائیاں نظر آتی ہیں ان پر ہم کو افسوس کرنا پڑتا اور ایسی بہت سی جُدائیاں ہیں جن کے لئے کوئی کافی وجہ نہیں اور جن کے سبب سے مسیحی مذہب کی بدنامی ہوتی ہے تو بھی زیادہ تحقیقات کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جب کلیسیا خُدا کے کلام کی کسی سچائی کو بھول گئی

یا اپنے فرائض کے بارے غفلت کرنے لگی تو بعض لوگوں نے اُس سے علیٰحدہ ہوکر اس سچائی کو روشن کیا اور کلیسیا کو اس غفلت سے بچالیا کبھی کبھی انھوں نے ایسی باتوں کے بارے میں زیادتی تو کی اور اسکے سبب سے مختلف غلطیوں میں مبتلا ہوگئے تو بھی اس سے یہ اچھا نتیجہ نکلا کہ کلیسیا نے ان باتوں کی حقیقت کو پھر محسوس کیا اور ان کی زیادہ قدر کرنے لگی۔ شاید ہم میں سے کوئی **فرینڈس** کے مسیحیوں کے ساتھ اس بات میں متفق نہیں کہ جب تک کسی کو خدا کی طرف سے براہ راست کوئی مکاشفہ نہ ملے تو اُسے جماعتی عبادت میں چُپ چاپ بیٹھے رہنا چاہئے اُسکے لئے جائز نہیں کہ تو وہ دعا مانگیں یا گیت گائے یا نصیحت کرے تو بھی اس فریق نے اس بڑی حقیقت پر زور دیا کہ خدا اس زمانے میں بھی اپنے لوگوں سے کلام کرتا اور انکو پیغام دیتا ہے اور جو عبادت میں بولتا ہے چاہئے کہ رُوح القدس کی ہدایت سے بولے۔ پھر پنٹکوسٹل بینڈ کے مسیحی ان بڑی حقیقتوں پر جن کی کلیسیا نے کافی قدر نہ کی زور دیتے ہیں۔ جو زیادتی انھوں نے ان میں کی اس سے ہم بچے رہیں لیکن حقیقتوں کو ہم ہاتھ سے جانے نہ دیں۔ اُسقُفی کلیسیاؤں نے ان باتوں پر زور دیا کہ کلیسیا کی ظاہری یگانگی قائم رکھی جائے اور اس مقصد کو انجام

انجام دینے کے لئے باترتیب لائق ہادی مقرر کئے جائیں اور عبادت شائستگی اور ادب کے ساتھ کی جائے کانگریگیشنل اور پریسبٹرین کلیسیاؤں نے اس بات پر بہت زور دیا کہ جماعت کے عام شرکا کے حقوق محفوظ رکھے جائیں اور کہ ایماندار سب کے ساتھ مسیح میں کاہن ہیں اور خدا کی ساری نعمتوں میں شریک کئے گئے ہیں بعض لوگ اس بات پر ہمیشہ افسوس کرتے ہیں کہ مسیحی کلیسیا ظاہر میں ایک نہ رہی بلکہ مختلف شاخوں میں منقسم ہوگئی ہے لیکن ممکن ہے کہ اگر مسیحی سب کے سب ایک جماعت میں شامل ہوتے اور ایک ہی انتظام پر اتفاق کرتے تو مسیحی مذہب کی خوبیاں اس قدر ظاہر نہ ہوتیں جسقدر وہ ان خاص کلیسیاؤں کے ذریعے سے ہم پر ظاہر ہوچکی ہیں۔

اتحاد کے لئے کوشش کرنے کی ضرورت۔

لیکن ہماری یہ رائے نہیں کہ یہ جُدائیاں سب کی سب اچھی ہیں اور ہم پر فرض ہے کہ انکو قائم رکھیں بلکہ برعکس اسکے حتی المقدور ان کو رفع کرنے اور باطنی اور ظاہری یگانگی کلیسیا میں قائم کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اور خدا کا شکر ہے کہ مسیحی ہر کہیں اسکی ضرورت کو محسوس کرتے اور دل سے اتحاد چاہتے ہیں بعض جگہوں میں اس طرح کی کوششوں کو بڑی کامیابی بھی حاصل ہوئی ہے

مثلاً اسکاٹ لینڈ مُلک میں فری چرچ اور یونائیٹڈ پریسبٹرین فریق نے اتحاد کرکے ایک ہی کلیسیا کو قائم کیا جو یونائیٹڈ فری چرچ کے نام سے مشہور ہے اور اب اسٹبلشڈ چرچ آف اسکاٹ لینڈ اور یونائیٹڈ فری ایک دوسرے کے ساتھ اتحاد کرنے کی تجویز کر رہی ہیں کینیڈا میں کانگریگیشنل ویسلین اور اور پریسبٹرین کلیسیائیں اتحاد کر رہی ہیں ہندوستان میں پہلے پریسبٹرین فریق کی ۱۳ مختلف شاخیں تھیں ان میں سے پانچ نے اتحاد کرکے پریسبٹرین کلیسیا ہند کو قائم کیا اور پریسبٹرین کلیسیا کے تین اور فریقوں نے کانگریگیشنل کلیسیاؤں کے ساتھ اتحاد کرکے **یونائیٹڈ چرچ آف ساؤتھ انڈیا** کو قائم کیا ولایت میں شاید یہ دعویٰ کیا جاسکتا ہے کہ وہاں پر ان مختلف خاص کلیسیاؤں کی ضرورت ہے اور گذشتہ زمانے میں بیشک ان کی ضرورت تھی لیکن ہندوستان میں وہ نہ تو ضروری اور نہ مفید ہیں لہذا ہم پر فرض ہے کہ حتی المقدور انجیلی کلیسیاؤں میں اتحاد پیدا کرنے کی کوشش میں مشغول رہیں۔

اتحاد کی خاطر مسیحی سچائی اور آزادی ہاتھ سے جائے۔

لیکن ایک غلطی سے بھی ہم بچے رہیں یعنی اتحاد کی خاطر اس مسیحی سچائی اور آزادی کو جن کے لئے انجیلی کلیسیاؤں کے بزرگوں نے گذشتہ زمانوں میں اپنا خون بہایا ہاتھ سے

جانے نہ دیں بلکہ انکو مضبوطی سے پکڑے رہیں۔ میں پریسبٹرین کلیسیا کے انتظام کو پسند کرتا ہوں لیکن اگر کوئی مجھ پر یہ ثابت کرے کہ اُسقفی انتظام کلیسیائے ہند کے لئے زیادہ مفید ہے اور اگر ہندوستان کے مسیحی خود اس انتظام کو پسند کرتے ہیں تو میں بڑی خوشی سے اسے اختیار کرنے کو تیار ہوں بشرطیکہ مجھ سے کوئی ایسی بات طلب نہ کی جائے جو بائبل کی تعلیم کے خلاف ہو۔ لیکن اگر کوئی مجھ سے یہ کہے کہ اُسقفی انتظام نہ صرف کلیسیا کے لئے مفید ہے بلکہ کلیسیا کا وجود اور انسان کی بھلائی اور نجات کے لئے ضروری ہے اور صرف وہ تقرری جو ایسے اسقفوں کے ہاتھ سے دی جائے جنکا سلسلہ رسولوں کے وقت سے چلا آیا ہے صحیح و درست ہے یا کوئی مجھ سے یہ طلب کرے کہ آپ ایسے اُسقفوں کو مانیں جنکو اختیار جماعت کی طرف نہیں بلکہ اُسقفوں کی ایک مجلس کی طرف سے ملا ہے جو جماعت کے زیر حکومت نہیں رہتے تو میں اُسے یہ جواب دونگا کہ ہرگز نہیں یہ تو وہی غلامی ہے جسمیں مختون یہودی گلتیوں کے زمانے غیر قوم کلیسیا کو لانا چاہتے تھے۔ اتحاد ایک اچھی چیز ہے لیکن سچائی اور مسیحی آزادگی اس سے بڑی اور زیادہ بیش قیمت ہیں میں اتحاد چاہتا ہوں لیکن ایسا اتحاد جو انجیل کے اصولوں پر مبنی ہو اور مسیحی آزادی پوری طور قائم رکھے۔

اُنیسواں باب

سچّی کلیسیا کی علامتیں

"جہاں کہیں مسیح ہے وہاں پر اسکی کلیسیا ہے۔" اگناتیس

ایک لازمی سوال۔

ابتدائی زمانوں میں ظاہری کلیسیا ایک تھی اسلئے جب کوئی شخص مسیح پر ایمان لاتا اور مسیحیوں میں ملنا چاہتا تھا تو اُسکو یہ سوال کرنا نہیں پڑتا تھا کہ وہ کونسی جماعت ہے جسکے ساتھ میں شراکت حاصل کروں۔ لیکن آجکل ظاہری کلیسیا کا یہ حال نہیں رہا وہ بہت سی شاخوں یا فرقوں یا ڈینامینیشنز میں منقسم ہے تقریباً ہر ایک بڑے شہر میں ان شاخوں کی جماعتیں موجود ہیں اور گو اکثر وہ ایکدوسرے کے ساتھ میل ملاپ رکھتی ہیں تو بھی اِنکے عقائد اور انکی عبادت اور انتظام کے طریقے اسقدر متفرق ہوتے ہیں کہ رفاقت کے بجائے ان میں جُدائی اور مخالفت نظر آتی ہے۔ علاوہ بریں بعض ان میں سے ایسی بھی ہیں جو اپنے آپ کو اور سب مسیحوں سے علیٰحدہ کرکے بڑے زور شور سے یہ دعویٰ کرتی ہیں کہ سچی کلیسیا اُنہیں پر محدود ہے اور وہ دوسرے سب مسیحوں کو مسیح کی کلیسیا سے

خارج کرتے ہیں آخراً جیسا کہ ہم پیشتر بتا چکے چند ایسی جماعتیں بھی ہیں جو اپنے آپ کو مسیحی کلیسیائیں بتاتی ہیں لیکن اُنکا یہ دعویٰ جھوٹا ہے وہ مسیح سے دور ہیں اور دُنیا میں مل گئی ہیں لہذا نو مرید کو جو کلیسیا میں شامل ہونا چاہتا ہے۔ یہ سوال کرنا لازمی ہے کہ سچی کلیسیا جو وعدوں کی حقدار ہے کون سی کلیسیا ہے اور میں کس طرح جھوٹی کلیسیا اور اُس میں امتیاز کرسکتا ہوں جب کوئی جماعت مجھکو اپنی شراکت میں آنے کی دعوت دیتی ہے تو میں اس بات کا یقین کیونکر کرسکتا ہوں کہ وہ سچ مچ مسیح کی ایک کلیسیا ہے؟ سچی کلیسیا کے نشانات اور علامتیں جن سے وہ پہچانی جاتی ہے کیا ہیں؟

رومن کاتھولک والوں کا دعویٰ

اِس سوال کے مختلف جواب دئے گئے ہیں۔ رومن کاتھولک والے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ محض رومہ کی کلیسیا کاتھولک اور رسولی کلیسیا ہے اسلئے کہ مسیح نے اپنی کلیسیا کو پطرس پر قائم کیا اور رُومہ کا اُسقوف پطرس کا قائم مقام اور دُنیا میں مسیح کا نائب ہے۔ لہذا جو رومہ کے اُسقوف کے تابع ہیں وہ ہی سچی کلیسیا میں شامل ہیں اور جو اسکے فرمانبردار نہیں وہ کلیسیا کے باہر ہیں ہم بیان کرچکے ہیں کہ یہ ایک جھوٹا دعویٰ ہے جو وعدہ مسیح نے پطرس سے کیا وہ سارے رسولوں سے بھی

کیا بلکہ اِن سب لوگوں سے جو پطرس کا سا ایمان رکھتے اور اپنے اِس ایمان کا اقرار کرتے ہیں لیکن فی الواقع کلیسیا کی حقیقی بنیاد پطرس نہیں نہ کوئی دوسرا اِنسان بلکہ خُداوند یسوع مسیح خود اُسکی بنیاد ہے چنانچہ لکھا ہے کہ "سوائے اِس نیو کے جو پڑی ہوئی ہے اور وہ یسوع مسیح ہے کوئی شخص دوسری نہیں رکھ سکتا" (۱کرنتھیوں ۳: ۱۱) علاوہ بریں نہ تو کلام سے اور نہ کلیسیا کی تواریخ سے یہ ثابت ہوسکتا ہے کہ پطرس رُومہ کا اُسقف تھا۔ اور کہ اُس نے رومہ میں رہکر کسی کو اپنا قائم مقام مقرر کیا۔ پس پُوپ کا یہ دعویٰ کہ مَیں پطرس کا قائم مقام اور کُل کلیسیا کا سرِ اعظم ہوں سراسر ایک فضول اور جھوٹا دعویٰ ہے۔

چند اُسقفی کلیسیاؤں کے دعوے۔

پھر بعض لوگ اُسقفی انتظام کو سچی کلیسیا کی کسوٹی بنانا چاہتے ہیں۔ اُنکا یہ دعویٰ ہے کہ پہلے مسیح نے رسُولوں کو مقرر کیا اور اُنکو اختیار دیا اور رسولوں نے اُسقفوں کو مقرر کیا اور اسوقت سے آج تک اُسقفوں کا ایک حقیقی سلسلہ چلا آتا ہے اور کلیسیا کا وجود اُسقفوں کے اِس سلسلے پر منحصر ہے یہ دعویٰ بھی محض ایک خیال ہے اور نہ تو کلام میں اور نہ کلیسیا کی تواریخ میں اسکا کوئی ثبوت ملتا ہے کلیسیا میں عہدہ داروں کی ضرورت ہے لیکن کلیسیا کا وجود ان پر منحصر نہیں

ایک سلسلہ سچی کلیسیا میں ہر زمانے میں جاری رہا لیکن وہ اُسقفوں کا سلسلہ نہیں بلکہ سچے ایمانداروں کا سلسلہ ہے۔ ایسی کلیسیاؤں کا ذکر آیا ہے جو رسولوں نے مقرر نہ کیں تو بھی وہ مسیح کی کلیسیائیں کہلائیں۔ سولھویں صدی میں فرانس مُلک میں بہت سے ایماندار لوگ پوپی کلیسیا کی غلطیوں سے آگاہ ہوکر اس سے علیٰحدہ ہو گئے تھے لیکن ابتک ان کی کوئی باضابطہ جماعت نہ بنی تھی۔ ماہ ستمبر کی ایک شام کو ۱۵۵۵ء میں اُن لوگوں کے چند خاندان پیرس شہر کے ایک مکان میں جمع ہوئے۔ ایک چھوٹا بچہ تھا۔ جس کا بپتسمہ نہ ہوا تھا اور کلیسیا کا کوئی خادم الدین وہاں رموجود نہ تھا رومن کاتھولک کلیسیا اِنکے نزدیک ایک بگڑی ہوئی کلیسیا تھی اور ایک ایسی کلیسیا کے خادم الدین سے بچے کو بپتسمہ دلانا باپ کی ضمیر کے خلاف تھا۔ لہٰذا اُسنے بھائیوں کی منت کی کہ وہ خود اپنی ایک مسیحی جماعت بنائیں اور اپنے میں سے کسی لائق شخص کو چنیں جو انکا پاسبان ہو اور پاک سکرامنٹوں کو عمل میں لائے۔ چنانچہ اُنھوں نے ایسا ہی کیا اور ایک جوان کو جسنے جینوا میں تعلیم پائی تھی اپنا پاسبان مقرر کیا یوں فرانس کی ریفارمڈ کلیسیا وجود میں آئی۔ جان کالوین نے رومن کاتھولک کلیسیا میں کبھی خادم الدین کی تقرری نہ پائی جینوا میں آکر اُس نے ایک مشہور کلیسیا کو قائم کیا کیا کوئی فرانس کی کلیسیا یا جینوا کی کلیسیا کو مسیح کی سچی کلیسیا سے

خارج کرسکتا ہے اسلئے کہ اُنہیں اُسقفوں یا ایسے عہدہ داروں کا کوئی ایسا سلسلہ نہیں جو رسولوں کے وقت سے برابر چلا آیا ؟۔ ہرگز نہیں ایسا سلسلہ کلیسیا کی ایک ضروری علامت نہیں۔

بزرگ اگناتیس کا قول

تیسرے باب میں ہم بیان کرچکے کہ نئے عہدنامے کی کلیسیا شراکت پر مبنی ہے ایمانداروں کی شراکت مسیح کے ساتھ اور انکی آپس کی شراکت پر۔ جہاں کہیں یہ شراکت ہے وہاں مسیح کی کلیسیا ہے۔ مسیح نے اپنے شاگردوں سے خود اس بات کا وعدہ کیا کہ "جہاں دو یا تین میرے نام میں اکٹھے ہوتے ہیں وہاں میں انکے بیچ میں حاضر ہوں" اور اگناتیس کا قول بالکل صحیح و درست ہے کہ جہاں خداوند مسیح ہے وہاں اسکی کلیسیا موجود ہے سچی کلیسیا کی بڑی کسوٹی یہی ہے

کلیسیا کی تین ضروری علامتیں

سولھویں صدی میں جب بہت سے دیندار لوگ رومن کاتھولک کلیسیا سے الگ ہوگئے اور رومہ کی کلیسیا نے انکو خارج کیا تو مصلح اس بات کو دریافت کرنے لگے کہ کلیسیا کیا ہے اور وہ کہاں پائی جاتی ہے اُنھوں نے کلیسیا کی تین بڑی علامتیں پیش کیں یعنی یہ کہ (۱) اسمیں خدا کا کلام سُنایا جائے اور اسپر عمل کیا جائے۔ (۲) مسیح کے پاک ضابطے انجیل کے طریقے پر اس میں مانے جائیں اور (۳) روحانی زندگی اور سچی دینداری اس میں پائی جائے۔

پاک کلام سچی کلیسیا میں سُنایا جاتا ہے۔

ان تین علامات سے پہلی علامت ایک نہایت ضروری علامت ہے اور جو جماعت اُس سے محروم ہو وہ مسیحی کلیسیا کہلانے کے لائق نہیں۔ لوتھر صاحب کا قول درست ہے کہ "جہاں کہیں خدا کا کلام وہاں اُسکی کلیسیا بھی ہے" جس جماعت میں خُدا کا کلام سچائی سے لوگونکو سُنایا جاتا اور لوگ خوشی سے اسکو سُنتے اور اُسپر عمل کرتے ہیں۔ یقین جانو کہ یہ خدا کی سچی کلیسیا ہے چاہے اسکا نام کچھ بھی ہو۔ رومن کاتھولک کلیسیا اور یونانی کلیسیا اپنی قدامت پر اور اپنے شرکا کے بڑے شمار پر اور اپنے خادم الدینوں اور بشپوں کے سلسلہ پر فخر کرکے سچی کلیسیا ہونے کا دعوی کرتی ہیں لیکن چونکہ اُنھوں نے خدا کا کلام لوگوں سے چھپا رکھا اور اسکی بے قدری کی اور اسکی جگہ میں انسانوں کی روایتوں کو قائم کیا تو کیا اُنھوں نے اپنے اس دعویٰ کو جھٹلا نہیں دیا۔ جو کلیسیا لوگوں کو خدا کے کلام کے پڑھنے سے منع کرتی وہ ایک پاک اور کاتھولک اور رسولی کلیسیا نہیں بلکہ ایک بگڑی ہوئی کلیسیا ہے۔

پاک ضابطے اس میں پائے جاتے ہیں۔

سچی کلیسیا کی دوسری علامت یہ ہے کہ مسیح کے پاک ضابطے اس میں باقاعدہ اور مسیح کے حُکم کے مطابق عمل میں لائے جاتے ہیں لیکن یاد رہے کہ مسیح کی کلیسیا اس علامت پر موقوف نہیں۔ فرینڈری کی انجمن اور مکتی فوج کی انجمن ان پاک ضابطوں کو نہیں مانتی ہیں۔ تو بھی مناسب

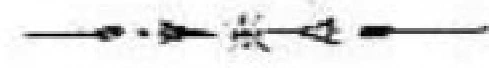
نہیں کہ ہم ان کو مسیحی کلیسیا سے خارج کریں ہمارے خداوند اور اسکے رسولوں نے بھی ایمان پر زور دیا اور نہ بپتسمہ اور عشائے ربانی کی رسموں پر۔ پس کوئی یہ خیال نہ کرے کہ بپتسمہ اور پاک عشا کی تعمیل سے سچی مسیحیت ثابت ہوتی ہے وہ باطنی نعمتوں کے نشانات اور وسیلے ہیں۔ لیکن اگر ہم ان باطنی نعمتوں سے محروم رہیں تو رسموں کے ماننے سے کیا فائدہ۔ تاہم بھی ممکن نہیں کہ سچی کلیسیا مسیح کی ان رسموں کی حقارت کرے۔ جس جماعت میں خُدا کا کلام ہے اور پاک ضابطے عمل میں لائے جاتے ہیں وہاں پر یقیناً مسیح کی کلیسیا بھی ہے۔ کلام اور پاک ضابطے گویا مسیح کے چراغ ہیں۔ جنکے ذریعے وہ کھوئے ہوئے درہم کی تلاش کرتا ہے۔ ہم یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ جہاں کہیں یہ چراغ جلتے ہیں وہاں پر روحیں خُدا کے پاس لائی جاتی ہیں پس جس جماعت میں کلام کی بشارت دیجاتی اور پاک ضابطے مانے جاتے ہیں ایسی جماعت مسیح کی ایک سچی کلیسیا ہے۔

دینداری اور روحانی زندگی کی علامت

سچی کلیسیا کی ایک اور خاصیت جس پر مصلحیوں نے بہت زور دیا یہ ہے کہ ان میں حقیقی دینداری اور روحانی زندگی افراط کے ساتھ موجود ہو جس کسوٹی سے نبیوں کا امتیاز کیا جاتا ہے اس سے کلیسیا کی بھی جانچ کرنی چاہئے۔ "ان کے پھلوں سے تم اُنہیں پہچان لوگے کیا جھاڑیوں سے انگور یا اونٹ کٹاروں سے انجیر توڑتے ہیں" (متی ۷: ۱۶)

کلیسیا فی الواقع مقدسوں کی جماعت ہے یعنے ایسے لوگوں کی ایک مجلس جنکو خُدا نے اپنے فضل سے بلایا تاکہ اُسکے نزدیک محبت میں پاک اور بے عیب ہوں وہ اُسکا کلام مانتے اور اسکی رحمت کی اُمید کرتے ہیں۔ جہاں کہیں ایسی جماعت ہمارے سامنے نظر آتی ہے جسکے شرکا مسیح کی تعلیم کو رونق دیتے جو انصاف کرتے۔ رحم دلی سے الفت رکھتے اور خدا کے ساتھ فروتنی سے چلتے ہیں تو ہم اس بات کا یقین کریں کہ یہ مسیح کی ایک سچی کلیسیا ہے مسیح کی بھیڑیں اسکی آواز سنتیں اور اسکے پیچھے ہولیتیں ہیں البتہ ایسی کوئی کوئی جماعت دنیا میں پائی نہیں جاتی اور نہ کبھی پائی گئی جس میں کوئی عیب نہ ہو اور جو محض مقدسوں کی جماعت ہو۔ بارہ رسولوں کی چھوٹی جماعت کا بھی ایک شخص شیطان کا فرزند ثابت ہوا۔ مسیح کا جال اچھی اور بُری مچھلیوں دونوں کو سمیٹ لیتا ہے اور کبھی کبھی بُری مچھلیاں اچھی مچھلیوں سے زیادہ ہوتی ہیں تاہم بھی دینداری کلیسیا کی ایک ضروری علامت ہے اور جسقدر زیادہ کسی جماعت میں خدا کے سچے فرزند پائے جاتے ہیں اسیقدر زیادہ وہ مسیح کی ایک سچی کلیسیا ثابت ہوتی ہے دنیا میں اس قسم کی جماعتیں ہیں جو ایسی مہلک بدعتوں میں مبتلا ہوگئی ہیں اور جنکی روحانی زندگی ایسی ضعیف اور کمزور ہے اور جو یہانتک اس جہان کے ہمشکل ہوگئی ہیں کہ ان میں اور

دنیا میں کچھ فرق نظر نہیں آتا۔ ایسی جماعتیں مسیحی کلیسیائیں کہلانے کے لائق نہیں۔ اور ایسی بھی جماعتیں ہیں جن کی روحانی حالت بہت عمدہ ہے وہ کلام اور علم کی ہر طرح کی دولت سے دولتمند ہو گئے ہیں وہ ایمان اور اُمید اور محبت میں ترقی کرتی جاتی ہیں وہ راستبازی کے پھل سے جو مسیح یسوع کے سبب سے ہے بھری ہوئی ہیں تاکہ خدا کا جلال ظاہر ہو اور اسکی ستایش کی جائے اور جب کسی جماعت کا یہ حال ہے تو یقین کرو کہ وہ مسیح کی ایک کلیسیا ہے اور خداوند سچ مچ اس میں سکونت کرتا ہے۔ کاشکہ ہندوستان کی کلیسیا ایک ایسی کلیسیا ہو۔



بیسواں باب

BA

کلیسیا کے مقاصد

تاکہ اس کے جلال کی ستائش ہو۔ افسیوں ۱/۱۲

ایک لازمی سوال۔ ہم اُمید کرتے ہیں کہ پیشتر کے بابوں کے بیان سے مسیح کی کلیسیا کی قدر و عظمت ناظرین پر بخوبی ظاہر ہو گئی ہوگی۔ خدا کے سارے کام عظیم ہیں۔ لیکن ان کاموں میں سب سے زیادہ عظیم کام اسکی کلیسیا ہے۔ اب چونکہ خُدا ہر ایک کام اپنی کسی خاص غرض سے اور خاص مقصد کے لئے کرتا ہے امثال ۱۶/۴ اس لئے یہ سوال پیش آتا کہ اس عظیم کام کی کیا کیا غرض ہے۔ اس نے کلیسیا کو کس مقصد کے لئے قایم کیا۔

اعلےٰ ترین مقصد۔ انسان کبھی کبھی ان عمارتوں پر جو وہ بناتے ہیں لاطینی زبان میں یہ الفاظ لکھتے ہیں خُدا کے جلال کے لئے اور اگر سچ پوچھو تو خُدا اور انسان دونوں کے کاموں کا اعلےٰ سے اعلےٰ مقصد یہی ہے۔ کلیسیا جو خدا کی عمارت ہے ایک پاک مقدس۔ ایک روحانی گھر جو زندہ پتھروں سے بنا ہوا ہے اس کا بھی یہی مقصد ہے۔ جس طرح کہ آسمان اور خلقت سے سارے کام خدا کا جلال ظاہر کرتے ہیں اسی طرح خدا کا یہ ارادہ ہے کہ کلیسیا

کے وسیلے سے اُس کی طرح طرح کی حکمت اُن حکومت والوں اور اختیار والوں کو جو آسمانی مقاموں میں ہیں معلوم ہوجائے (افسیوں ۳/۱۰) وہ اپنی کلیسیا میں اپنے فضل اور دانائی کی بے حد دولت تاابد دکھاتا رہیگا (پریسبٹرین کلیسیا ہند کے قواعد دفعہ ۱)" ایماندار لوگ اسکی کاریگری ہیں اور مسیح یسوع میں اِن نیک اعمال کے واسطے مخلوق ہوئے جن کو خدانے پہلے سے ہمارے کرنے کے لئے تیار کیا تھا (افسیوں ۲/۱۰)"

کلیسیا کا کام کس طرح سے مسیح کے کام کے مشابہ ہے۔

جو جلال خدا کلیسیا کے وسیلے دُنیا پر ظاہر کیا چاہتا ہے۔ "تاکہ اس کے اس فضل کے جلال کی ستایش ہو جسے ہمیں اس عزیز میں مفت بخشا (افسیوں ۱/۶) مسیح نے دُنیا میں رہتے وقت اس جلال کو اپنی زندگی سے اور خاصکر اپنی موت سے ظاہر کیا۔ آسمان پر جانے سے پیشتر اس نے اس کام کو اپنے شاگردوں کے سپرد کیا۔ البتہ مسیح کے کام اور کلیسیا کے کام میں بہت فرق ہے۔ اس نے اپنی جان بہتیروں کے بدلے فدیہ میں دی (مرقس ۱۰/۴۵) وہ زمانہ کے آخر میں ایک بار ظاہر ہوا تاکہ اپنے آپ کو قربان کرنے سے گناہ کو مٹادے (عبرانیوں ۹/۲۶) اس کام میں وہ لاثانی ہے تو بھی مسیح نے اپنی سفارشی دعامیں خدا سے مخاطب ہوکر کہا کہ جس طرح میں نے بھی انھیں دُنیا میں بھیجا (یوحنا ۱۷/۱۸) اپنے جی اُٹھنے کے روز

اپنے شاگردوں پر ظاہر ہوکر ان سے کہتا ہے کہ جس طرح باپ نے مجھے بھیجا اُسی طرح میں بھی تمھیں بھیجتا ہوں" (یوحنا ۲۰/۲۱) پس یہی کہنا بالکل صحیح ودرست ہے کہ جس کام کے لئے مسیح دُنیا میں بھیجا گیا اسکے لئے اسکے شاگرد بھی بھیجے جاتے ہیں۔ وہ گنہگاروں کو نجات دینے کے لئے دُنیا میں آیا (تمطاؤس ۱/۱۵) بنی آدم کھوئے ہوؤں کو ڈھونڈھنے اور نجات دینے آیا ہے" (لوقا ۱۹/۱۰) جب وہ آسمان پر اُٹھایا گیا اسکا یہ کام موقوف نہیں ہوگیا اب بھی وہ یہی کام کررہا ہے لیکن اپنی کلیسیا کے ذریعہ سے۔ چنانچہ مرقس کی انجیل کے آخری آیت میں یوں لکھا ہے کہ" رسولوں نے نکل کر ہر جگہ منادی کی اور خداوندانکے ساتھ کام کرتا رہا اور کلام کو اُن معجزوں کے وسیلہ سے جو ساتھ ساتھ ہوتے تھے ثابت کرتا رہا (مرقس ۱۶/۲۰)

کلیسیا کے تین بڑے کام

پس جس مقصد کے لئے مسیح دُنیا میں بھیجا گیا اور جس مقصد کے لئے اُسنے اپنی کلیسیا کو مقرر کیا وہ ایک ہی ہیں لہذا کلیسیا کا کام تین طرح کا ہے یعنی (۱) لوگوں کو مسیح کے پاس لانا اور انکو شاگرد بنانا (۲) جو مسیح کے پاس آتے ہیں اور اُس پر ایمان لائے ہیں اُنکو مسیح میں مضبوط کرنا (۳) انکو اُس طرح سے مضبوط کرنا کہ وہ اوروں کو مسیح کے پاس لانے کے قابل بنیں۔

یا یوں کہیں کہ جو کام مسیح کلیسیا کے وسیلہ سے کرانا چاہتا وہ یہ ہے (۱) کہ گنہگار نجات پائیں (۲) کہ مسیحی مقدس اور کامل بنیں (۳) کہ مسیحوں کی جماعت یعنی کلیسیا دنیا کا نور اور زمین کا نمک ہو تاکہ دُنیا انکو دیکھ کر اُس باپ کی جو آسمان پر ہے بڑائی کرے۔

روں کو بچانے کے کام کی اہمیت۔

پس چاہئے کہ کلیسیا ہر وقت اس بڑے کام میں مشغول رہے یعنی گنہگاروں کو مسیح کے پاس لانے اور انکو ڈھونڈھنے اور بچانے کی کوشش کرتی رہے اور یوں خُدا کا جلال ظاہر کرے۔ اس بڑے کام کے مقابلہ میں اور سب باتوں کو خفیف سمجھنا چاہئے۔ جہاں کہیں گنہگار اپنے گناہوں سے پھر کر خُدا کے پاس لائے جاتے ہیں اور خُدا سے فضل پاکر پاکیزگی اور روحانی قوت میں ترقی کرتے جاتے ہیں وہاں پر کلیسیا کا مقصد پورا ہوتا ہے اور جن جگہوں میں ایسا کام واقع نہیں ہوتا بلکہ اُس خُدا سے دور اور علیحدہ رہکر اپنی زندگی گذارتے اور سچی توبہ اور ایمان اور روحانی زندگی لوگوں کے دلوں میں جوش نہیں مارتی اور ایسے نیک کاموں میں جن سے خدا کا جلال ظاہر ہو افزایش کرنے کی کوشش نہیں ہوتی۔ جس مسیحی جماعت کا یہی حال ہو وہ سراسر اپنے اعلےٰ مقصد کے پورا کرنے میں قاصر رہ گئی ہے بعض اوقات مسیحی بھائی کلیسیا کے اعلےٰ اور ضروری کام کو بھول کر

ظاہری انتظام اور طریقہ عبادت اور ریت ورسوم کے جھگڑوں میں اپنے وقت اور قوت کو ضائع کرتے ہیں یہ ایک ایسا نظارہ ہے جسکو دیکھ کر رونا آتا ہے۔ اور جب کوئی کلیسیا اپنے اعلےٰ مقصد کو بھول جاتی ہے تو اغلب ہے کہ وہ ادنیٰ کاموں میں بھی ناکام رہیگی یا اگر کامیابی حاصل بھی کرے تو ایسی کامیابی سے کیا فائدہ۔ جس کام کے لئے مسیح نے کلیسیا کو قائم کیا اگر کلیسیا اسکو نہ کرے خواہ اسکا انتظام کیسا اچھا کیوں نہ ہو وہ کلیسیا خدا کے کام کے لائق نہیں رہتی اور اگر وہ توبہ نہ کرے تو خداوند اس کے چراغدان کو اپنی جگہ سے ہٹا دیگا۔

چار خاص مقاصد

کلیسیا کے اس اعلےٰ مقصد میں کئی ایک خاص باتیں یا خاص مقاصد شامل ہیں ان میں سے ذیل کے مقاصد زیادہ قابل لحاظ ہیں۔ (۱) کلیسیا دُنیا میں خدا کا اور سچائی کا گواہ ہونے کے لئے مقرر ہوئی ہے۔ (۲) ایمانداروں کی باہمی ترقی اور تقویت اُسکا ایک اور مقصد ہے (۳) تیرا مقصد یہ ہے کہ جماعتوں میں خُدا کی عبادت کی جائے (۴) آخری اور اعلےٰ سے اعلےٰ مقصد یہ ہے کہ وہ قوموں میں انجیل کی بشارت دے اور کُل دُنیا میں خُدا کی بادشاہت کو قائم کرے۔

کلیسیا مسیحی تعلیم کی محافظ ہے

کلیسیا دُنیا میں خدا کی اور اس کی سچائی کی گواہ ہونے کے لئے مقرر

ہوگئی ہے۔ ہمارے خداوند نے دُنیا میں آکر خُدا کا کلام جس میں کُل سچائی جو نجات کے لئے ضروری ہے ہمارے پاس پہنچا دیا۔ یہ کلام اس نے اپنی کلیسیا کے سپرد کیا کہ وہ ہر زمانہ میں اسکی حفاظت کرے اور کل دُنیا میں اسکو مشتہر کرے۔ بشپ بٹلر صاحب سچ فرماتے ہیں کہ "کلیسیا کے قائم کئے جانے کی ایک خاص غرض یہ تھی کہ وہ ایک شہر کی مانند ہو جو پہاڑ پر بسا ہوا ہے۔ ایک ایسی یادگار ہو جو ہر وقت ان فرائض کو جو خُدا انسان سے طلب کرتا آدمیوں پر ظاہر کرے اور نظیروں اور تعلیم دونوں کے ذریعہ سے انکو ان فرائض کے ادا کرنے کی ترغیب دے اور سچا مذہب کسی ظاہری صورت میں ان کے سامنے پیش کرکے اسکی حقیقت ان پر ظاہر کرے۔ اور نیز خُدا کے کلمات کا گویا مخزن ہو اور اسکی حفاظت کرے۔" کلیسیا گویا خُدا کے کلام اور سچی تعلیم کی محافظ ہے یا جیسا پولوس رسول نے بیان کیا خدا کی کلیسیا حق کا ستون اور بنیاد ہے (۱ طمطاؤس ۳/۱۵)

پطرس کے اقرار میں اس مقصد کا ذکر۔

جس وقت ہمارے خُداوند کی خدمت زمین پر ختم ہونے کے قریب آپہنچی تھی اس نے ایک روز رسولوں سے علیٰحدگی میں یہ سوال کیا کہ تم مجھے کیا کہتے ہو؟ پطرس نے جواب دیکر کہا کہ "تو زندہ خُدا کا بیٹا مسیح ہے" یعنی وہ مسیح جسکا وعدہ پُرانے عہد نامہ کے

نوشتوں میں کیا گیا تھا۔ خُداوند پطرس کے اس اقرار سے بہت خوش ہوا اور اس سے کہا "مبارک ہے تو کیونکہ یہ بات گوشت اور خون نے نہیں بلکہ میرے باپ نے جو آسمان پر ہے تجھپر ظاہر کی ہے اور میں بھی تجھ سے یہ کہتا ہوں کہ تو پطرس ہے اور مَیں اس پتھر پر اپنی کلیسیا بناؤنگا اور عالم ارواح کے دروازے اسپر غالب نہ آئینگے" متی ۱۶/۱۵-۱۸ نئے عہد نامہ کے نوشتوں میں لفظ کلیسیا یہاں پر پہلی دفعہ آیا ہے اور کلیسیا کے اس پہلے مقصد پر زور دیا گیا ہے کہ سچائی یعنی اس بات کی کہ یسوع زندہ خُدا کا بیٹا مسیح ہے گواہی دے۔ خواہ اِس پتھر سے اقرار کرنے والا مُراد ہو خواہ وہ حقیقت جس کا پطرس نے اقرار کیا مراد ہو" ہمارا خُداوند ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ کلیسیا کا وجود پطرس کے اس اقرار پر موقوف ہے۔ جو جماعت اس حقیقت کو نہیں مانتی کہ یسوع ہی خدا کا بیٹا اور وہ مسیح ہے جس کا پُرانے عہد نامہ میں وعدہ کیا گیا ہے وہ جماعت جس میں کلیسیا کہلانے کے لائق نہیں۔ پس مسیح کی بابت اور اس سچائی کی بابت جو یسوع میں ہے گواہی دینا یہ کلیسیا کا ایک اعلےٰ اور ضروری کام ہے۔

رسولوں کی تعلیم۔

خُداوند کے رسولوں کی بھی یہی تعلیم ہے۔ اگر پولوس کے خطوط کا مطالعہ کیا جائے تو صاف ظاہر ہو جائیگا کہ اس کی کل تعلیم اس ہی

بناپر تھی یعنی وہ ان ہی مسئلوں پر زور دیتا تھا کہ مسیح خدا کا بیٹا ہے جو جسم کے اعتبار سے داؤد کی نسل سے پیدا ہوا لیکن پاکیزگی کی روح کے اعتبار سے مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے سبب قدرت کے ساتھ خُدا کا بیٹا ٹھیرا وہ کتاب مقدس کے بموجب ہمارے گناہوں کے لئے مُوا اور دفن ہوا اور تیسرے دن کتاب مقدس کے بموجب جی اُٹھا (رومیوں $\frac{1}{3-4}$ پہلا قرنتیوں $\frac{15}{3-4}$) قرنتیوں کو لکھتے ہوئے وہ انکو اس بات کی یاد دلاتا ہے کہ میں نے تمہارے درمیان میں نہ صرف ان ہی باتوں کی منادی کرنے اور پہلے پہل ان باتوں کی منادی کرنے کی کوشش کی بلکہ یہ بھی کہتا ہے کہ مَیں نے ارادہ کرلیا تھا کہ تمہارے درمیان یسوع مسیح یعنی مسیح مصلوب کے سوا اور کچھ نہ جانونگا اور یہ بھی کہتا ہے کہ ان باتوں کو سُنکر تم ایمان لائے اور تم کو نجات ملی اور تم مسیح کی ایک کلیسیا بن گئے اور ان ہی باتوں پر تم قائم ہو۔ پس کلیسیا اس سچائی پر قائم ہے جو مسیح میں ہے جس بندھن سے اس کے ممبر کا ایک دُوسرے کے ساتھ ایک کلیسیا میں شامل ہونے کے لئے جوڑے جاتے ہیں وہ بندھن مسیح کی اس سچائی کی پہچان اور اُسکا یقین اور اس یقین کا اقرار ہے اور اُن کے کلیسیا میں شریک کئے جانے کا ایک بڑا مقصد یہ ہے کہ وہ سب کے سب ملکر اور ہم آواز ہوکر اس سچائی

کی گواہی دیں اور یہ سچائی وُہی ہے جس کا مسیح نے خود پنطوس پلاطوس کے سامنے اقرار کیا اور اسے جواب دیکر کہا کہ "میں اس لئے پیدا ہوا اسلئے پیدا ہوا اور اسلئے دُنیا میں آیا ہوں کہ حق کی گواہی دوں۔ اور مسیح نے اس حق کا لبِ لباب ان الفاظ میں بیان کیا کہ "حق میں ہی ہوں"۔ جس سچائی پر کلیسیا کی بُنیاد ڈالی گئی ہے اور جس کی گواہی دینے کے لئے وہ مقرر ہوئی ہے وہ سچائی ہے جو یسوع میں ہے (افسیوں $\frac{4}{21}$)

پُرانے عہد نامہ میں اس گواہی کا ذکر۔

اور یہ پُرانے عہد نامہ کے نوشتوں کی بھی تعلیم ہے جس مقام میں پہلے پہل کلیسیا کا ذکر کیا جاتا ہے وہاں پر یہ مقصد نظر آتا ہے یعنی کلیسیا سچائی کی گواہ ہے۔ پیدائش کی کتاب میں یہ بیان ہے کہ سیت کے بیٹے انوس کے وقت سے لوگ یہوواہ کا نام لینے لگے (پیدائش $\frac{4}{26}$) ان الفاظ سے محض یہ مُراد نہیں کہ وہ خُدا سے دُعا مانگتے تھے اور اسکی عبادت کرتے تھے بلکہ انکے یہ بھی معنی ہیں کہ وہ اسکے نام کا اظہار کرتے اور اسکی سچائی کی بشارت دیتے تھے چنانچہ چند مقاموں میں ان الفاظ کا ترجمہ عبرانی سے اُردو زبان میں اس طرح سے بھی کیا گیا ہے اور یہ بات صاف بتائی گئی ہے کہ خُداوند کے نام کی منادی کرنی مُراد ہے (خروج $\frac{33}{19}$ و $\frac{34}{5}$) پس

اِن الفاظ کے یہ معنی ہیں کہ خُداترس لوگ جماعتوں میں اکٹھے ہوکر خُدا کی عبادت کرنے اور دُنیا کے سامنے اسکے نام کا اظہار کرنے لگے (پیدائش ۱۲/۸ زبور ۱۰۵/۵ پہلا قرنتیوں ۱/۲)

اس مقصد کا ایک عملی نتیجہ

چونکہ خُدا کی سچائی کی گواہی دینا اور دُنیا کے سامنے اس کو پیش کرنا کلیسیا کا ایک بڑا اور ضروری مقصد ہے اِسلئے چاہئے کہ وہ جو کلیسیا میں شریک کئے جاتے ہیں شریک کئے جانے سے پیشتر سچائی کی تعلیم پائیں اور اعلانیہ اپنے ایمان کا اقرار کریں کیونکہ اگر ایسے لوگ کلیسیا میں شامل کئے جائیں جو مسیح کی تعلیم سے ناواقف ہیں یا اپنے ایمان کا اقرار نہیں کرتے تو کلیسیا اپنا مقصد کسی طرح انجام دیسکتی ہے۔ ابتدائی کلیسیا نے اس بات کا بہت لحاظ کیا اور مُتلاشیوں اور بپتسمہ پانے کے اُمیدواروں کو ترتیب سے تعلیم دینے کا انتظام کیا جیسا کہ چند یونانی الفاظ سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے مثلاً لفظ کیٹی خائین (ترتیب سے دینی تعلیم دینا) اور کیٹی خِس (اس تعلیم کا وسیلہ یا تعلیم کی کتاب) کیٹی خِسٹ (اس تعلیم کا اُستاد) کیٹی خومینَس (تعلیم پانے والا یا طالب العلم) یہ الفاظ اس وقت مروج ہو گئے اور اُن کا استعمال ہمارے زمانہ تک چلا آتا ہے۔ قدیم عقیدے جو کلیسیا نے بنائے اِن

صحیح باتوں کا خاکہ ہیں جن میں شرقی و مغربی کلیسیاؤں کے اصولی تعلیمات بیان کی گئی ہیں تو مرید کلیسیا میں شریک ہوتے وقت ان عقیدوں میں اپنے ایمان کا اقرار کیا کرتے تھے۔ ہم کو اس بات کا اندیشہ ہے کہ حیقتہ ان باتوں پر زور دینا لازمی ہے آجکل ہندوستان کی کلیسیا اس قدر زور نہیں دیتی اور ایسے بہت لوگ مسیحوں کی جماعتوں میں شریک کئے جاتے ہیں جو اسکی تعلیم کو نہیں جانتے اور اِس لئے سچائی کے گواہ بننے کے لائق نہیں ہوتے۔

انسان جبلی طور پر تمدنی زندگی کا خواہاں ہے۔

۲۔ کلیسیا کا دوسرا مقصد یہ ہے کہ مسیح کے لوگ آپس میں شریک ہوکر ایک دوسرے کو تسلی اور تقویت دیں اور ایک دوسرے کی روحانی ترقی کے باعث بنیں (پہلا تھسلنکون ۵/۱۱) خُدا نے انسان کو اپنے ہمجنسوں سے ملنے اور سنگت کرنے کی خواہش عطا کی۔ جس طرح آدمی کے لئے اچھا نہیں کہ اکیلا رہے اسی طرح مسیحوں کے لئے بھی اچھا نہیں کہ اپنے بھائیوں سے علیحدہ رہ کر محض اپنے لئے جئیں اور جنھوں نے ہمارا سا قیمتی ایمان پایا انکی سنگت کے بغیر اپنی زندگی گزاریں۔ ہمارے خداوند کی یہ مرضی ہے کہ جتنے لوگ خُدا کی طرف رجوع لائے ہیں وہ سب کے سب ایمانداروں کی جماعت میں ملجائیں

کلیسیا کی شراکت میں رہ کر ہم ایسے حقوق اور فوائد حاصل کرتے ہیں جیسے کہ اُس بچے کو نصیب ہوتے ہیں جو اپنے والدین کے گھر میں رہتا اور ماں باپ اور بھائی بہنوں کی محبت کی پناہ میں اپنی زندگی گزارتا ہے۔

مسیحوں کا ایک دوسرے کا محتاج ہونا۔

پاک نوشتوں میں کلیسیا کے اس مقصد کا بہت ذکر کیا گیا خاصکر ان رسولوں کی تصنیفات میں جو اکثر کلیسیاؤں کے قائم کرنے اور اُن کا انتظام ان کی تربیت کرنے کے کام میں مشغول رہے۔ بار بار ایمانداروں کو اِس بات کی یاد دلائی جاتی ہے کہ وہ مسیح کا بدن اور فرداً فرداً اُس ہی بدن میں اعضا ہیں اس لئے لازم ہے کہ وہ ایک دوسرے کے لئے فکر کریں اور محبت اور نیک کاموں کی ترغیب دینے کے لئے ایک دوسرے کا لحاظ رکھیں۔ جس طرح بدن کے اعضا ویسے ہی مسیحی بھی ایک دوسرے کے محتاج ہیں۔ آنکھ ہاتھ سے نہیں کہہ سکتی کہ میں تیری محتاج نہیں اور نہ سر پاؤں سے کہہ سکتا ہے کہ میں تمہارا محتاج نہیں۔ بلکہ بدن کے وہ اعضا جو اوروں سے کمزور معلوم ہوتے ہیں بہت ہی ضروری ہیں (پہلا قرنتھیوں ۱۲: ۲۱-۲۲-۲۵ رومیوں ۱۲: ۴-۵ افسیوں ۴: ۱۲-۱۶) خواہ ہم کیسے زور آور اور تجربہ کار مسیحی کیوں

نہ ہوں تو بھی جو خدمت چھوٹے سے چھوٹے بھائیوں کی طرف سے ہم کو مل سکتی ہے اس کو حقیر نہ جاننا چاہئے کیونکہ اسکی بھی ہمیں ضرورت ہے۔ حنانیاہ دمشق کی کلیسیا کا ایک غریب اور گمنام ساسیحی تھا لیکن خُدا نے اُسے اس بڑے رسول پولوس کی خدمت کرنے اور اسے بپتسمہ دینے کے لئے بھیجا۔ کروماخر صاحب اپنے زمانہ میں جرمنی مُلک کا سب سے بڑے فصیح واعظ تھے ایک غریب اور غیر تعلیم یافتہ موچی نے ان کو خُدا کی راہ زیادہ صحت سے بتائی اور اُن کو ایسی نعمت دلائی کہ اُن کی کل زندگی بدل گئی۔ ممکن ہے کہ آنکھ بدن میں ہاتھ اور پاؤں سے زیادہ عزت کے لائق ہو تو بھی آنکھ ان سے یہ نہیں کہہ سکتی کہ مَیں تمہاری محتاج نہیں۔

دوسروں کے احوال پر نظر رکھنا

لیکن محض اپنے فائدے کے لئے کلیسیا کی شراکت کے مشتاق ہونا ایک ادنیٰ غرض ہے۔ پاک نوشتوں میں زیادہ تر اس بات پر زور دیا جاتا ہے کہ ہم زورآوروں کو چاہئے "کہ ناتوانوں کی کمزوریوں کی رعایت کریں نہ کہ اپنی خوشی کریں" رومیوں ۱۵: ۱ ہر ایک اپنے ہی احوال پر نہیں بلکہ ہر ایک دوسروں کے احوال پر بھی نظر رکھے (فلپیوں ۲: ۴) جتنی نعمتیں ہم کو ملیں وہ سب کی سب خدا کی طرف سے ہم کو عنایت ہوئی

ہیں۔ لیکن وہ ہم کو اس لئے نہیں ملیں کہ ہم روحانی فخر سے پھول جائیں اور محض اپنے فائدہ کی تلاش میں رہیں بلکہ اس غرض سے کہ مقدسوں کی خدمت کریں اور کلیسیا کا بدن ترقی پائے (افسیوں ۴/۱۲) جن توڑوں کو مسیح اپنے بندوں کے سپرد کرتا ہے وہ سپرد کرنے کے بعد بھی مسیح کے رہتے ہیں اُسکے بندے اُنکے اعتبار سے محض مختار ہیں اور اس لئے ان پر فرض ہے کہ وہ اُن کو اس طرح سے استعمال کریں کہ سب باتوں میں یسوع مسیح کے وسیلے خُدا کا جلال ظاہر ہو۔ جو قاعدہ پطرس نے اپنے خط میں بتا دیا وہ ان سب نعمتوں پر عاید ہوتا ہے یعنی کہ " جس جس قدر کسی نعمت ملی ہے وہ اُسے خُدا کی مختلف نعمتوں کے اچھے مختار کی طرح ایک دوسرے کی خدمت میں صرف کریں۔ (پہلا پطرس ۴/۱۰-۱۱)

کلیسیا اس مقصد کے پورا کرنے میں کیوں قاصر رہی

ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ کلیسیا اس مقصد کو پورا کرنے میں بہت قاصر رہی۔ ایسی کلیسیائیں ہیں جن کے شرکا میں ایسی کوئی شراکت نظر نہیں آتی جس سے ایک دوسرے کی روحانی ترقی ہو سکے۔ کہ اسکا سبب اکثر یہ ہے کہ اُن میں روحانی زندگی کی قمر ہے۔ اُنکے شرکا اکثر ایسے مسیحوں پر مشتمل ہیں جو صرف ظاہر کے ہیں لیکن باطنی مسیحی نہیں مقدسوں کی شراکت سے اُس حالت میں فائدہ حاصل ہو سکتا ہے

جبکہ کلیسیا سچ مچ مقدسوں سے بنی ہوئی ہو۔ پہلے پہل کلیسیا میں بھائیوں کا سا رشتہ پیدا کرنا چاہئے اسکے بعد بھائیوں کی شراکت اور اس شراکت کے پھل نمودار ہونگے جس جماعت کے شرکا خدا کے فضل سے محروم ہیں اُن میں مسیحی شراکت کب ہو سکتی ہے ؟ وہ بھائیوں کی طرح ایک دوسرے سے محبت کرنے ایک دوسرے کا لحاظ رکھنے اور ایک دوسرے کو تقویت دینے کے قابل نہیں۔ جو جماعتیں لوگوں کو کلیسیا میں شریک کرنے یا شریک کئے ہوئے لوگوں کی نگہبانی میں لاپروائی کرتے ہیں یہاں تک کہ ایسے بہت لوگ اُن میں شامل ہو جاتے ہیں جو سچی دینداری سے محروم ہیں ایسی جماعتیں کلیسیا کے اس مقصد کو پورا نہیں کر سکتی ہیں اور یہی وجہ ہے کہ خُدا کے سچے لوگوں کو کلیسیا کی بُری حالت دیکھکر چھوٹی روحانی جماعتوں کو قائم کرنے کی ضرورت پڑی تاکہ کسی قدر مقدسوں کی شراکت کلیسیا میں قائم رکھیں۔ جرمنی مُلک میں سپینر صاحب اور فرنکے صاحب اور انگلستان میں ویسلی صاحب نے ایسا ہی کیا۔ لیکن باوجود اس غفلت کے ہم شکر گزاری کے ساتھ یہ کہہ سکتے ہیں کہ کلیسیا کی شراکت ہر ایک زمانہ میں مسیحوں کی ترقی کا ایک بڑا وسیلہ ٹھیری جو زبور خدا کے لوگوں کو سب سے زیادہ عزیز معلوم ہوتے ہیں اور جنکے ذریعہ انھوں نے ہر زمانہ میں اپنے تجربہ کا بیان

کیا وُہ زبور ہیں جن میں خُدا کے گھر کی خوبی اور اُسکے حُسن وجمال کا بیان ہے کہ" اے لشکروں کے خداوند تیرے مسکن کیا ہی دلکش ہیں"! - دیکھو کیا ہی خوب اور کیا ہی سُہانی بات ہے کہ بھائی ایک ساتھ بود و باش کریں" (زبور ۸۴/۱ و ۱۳۳/۱)

کُل زندگی عبادت کے سانچے میں ڈھل جانا چاہئے۔

۳- کلیسیا کا ایک اور جلیل القدر مقصد یہ ہے کہ اِسکے ذریعہ جماعتوں میں خدا کی عبادت واجب طور پر کی جائے ایک صورت سے ہماری کُل زندگی ایک طرح کی عبادت ہونی چاہئے۔ جسقدر ہم خُدا کے فضل میں بڑھتے جاتے ہیں اسی قدر سب کچھ خُدا کے جلال کے لئے کرتے ہیں۔ ہمارے خیال اور ہمارے فعل خدا کی حضوری سے معمور ہوکر روحانی قربانیوں کی صورت میں بدل جاتے ہیں۔ چنانچہ پولوس یہ لکھتا ہے کہ" میں خدا کی رحمتیں یاد دلاکر تم سے التماس کرتا ہوں کہ اپنے بدن ایسی قربانی ہونے کے لئے نذر کرو جو زندہ اور پاک اور خُدا کو پسندیدہ ہو۔ یہی تمہاری معقول عبادت ہے (رومیوں ۱۲/۱)

جیسا کہ اُردو ترجمہ کے حاشیے میں بتایا جاتا ہے معقول عبادت سے یہاں پر روحانی عبادت مُراد ہے جو ہر وقت اپنے مالک اور مُنجی کے سامنے قربانی کے طور پر پیش کرنی مسیحوں پر فرض ہے کیونکہ وہ خُدا کے کاہن کہلاتے ہیں

خُدا کی عبادت کے خاص معنی

لیکن جس عبادت سے ہماری مُراد ہے اُسکے معنی خاص ہیں اس معنی کے بموجب خُدا کی عبادت کرنے سے یہ مُراد ہے کہ ہم اپنے دلوں میں اس کا تصوّر کریں اور اپنی آواز اور اپنی وضع اور حرکت سے واجب طور پر اس کی خوبیوں کا اقرار کریں اس کی قدرت و دانائی اور اس کے تقدّس و محبّت کی تعظیم وتکریم کریں اور اس کی مہربانیوں کے لئے اسکی شکر گزاری کریں۔ جب ہم تائب دلوں کے ساتھ خُدا کے سامنے اپنے گناہوں کا اقرار کرتے اور اس سے معافی مانگتے یا شکر گزار یا شاد دلوں کے ساتھ اس کے فضل پر غور کرتے ہیں جو مسیح میں ہم پر ظاہر ہوئے یا دُعا کے ذریعہ اپنی ضروریات اُس کے سامنے پیش کرتے ہیں ان سب باتوں میں خُدا کی عبادت کی جاتی ہے۔ ایسی عبادت ہر ایک ایماندار کو خلوت میں ہر وقت کرنی چاہئے وہ اُس عبادت پر محدود نہیں جو جماعت میں اور اعلانیہ کی جاتی ہے تو بھی خُدا کی حکمت اور دانائی اِس بات سے ظاہر ہوتی ہے کہ اس نے اُس تمدّنی خواہش کو جو انسان میں پائی جاتی ہے اور وہ جوش جو بہت لوگوں کے جمع ہونے سے انسانی دل میں پیدا ہوتا ہے عبادت کے کام میں استعمال کیا۔ خُدا چاہتا ہے کہ آدمی ایک دوسرے کے ساتھ مِلکر اسکی عبادت کریں۔ اور کلیسیا کے قائم کئے جانے

کی ایک خاص غرض یہ ہے کہ اس کے ذریعہ خدا کے لوگ مقرری وقتوں پر اپنی جماعتوں میں اس کی عبادت کیا کریں اور ملکر اس پاک خدمت کے لئے ایک دوسرے کو زیادہ شوق و جوش دلائیں۔ اعلےٰ سے اعلےٰ خدمت جس میں کلیسیا مصروف ہو سکتی ہے یہی ہے۔ وہ اُن مقدس فرشتوں اور خدا کے چھڑائے ہوئے لوگوں کی خدمت کی مانند ہے جو ہر وقت آسمان پر خدا کے تخت کے سامنے اس مبارک کام میں مشغول رہتے ہیں۔

عبادت سے روحانی فوائد جو پرستاروں کو ملتے ہیں۔

عبادت کا سب سے بڑا مدعا خُدا کی بڑائی ہے اس کے بعد عبادت کے نتائج دو طرح کے ہیں۔ اولاً خود پرستاروں کو روحانی فوائد ملتے ہیں۔ خدا کے حضور اپنے گناہوں کا اقرار کرتے ہوئے ہم زیادہ تر گناہ کی بُرائی اور اپنی نالائقی کو محسوس کرتے ہیں۔ دُعا کرتے ہوئے جو برکتیں ہم خُدا سے چاہتے ہیں اُنکو خُدا جو دُعا کا سُننے والا ہے ہمیں دیتا ہے مانگتے ہوئے ہمیں دیا جاتا ہے۔ ڈھونڈھتے ہوئے ہم پاتے ہیں کھٹکھٹاتے ہوئے ہمارے لئے کھولا جاتا ہے۔ ہم پاک سکرامنٹوں کو عمل میں لاکران روحانی نعمتوں کو محسوس کرتے ہیں جو تشبیہ کی صورت میں ہمارے سامنے پیش کی جاتی ہیں اور ہم ایمان میں مضبوط ہوکر اِن نعمتوں کو اپنی کرلیتے ہیں۔ چاہیئے کہ ہم اس بات کو بخوبی سمجھیں کہ جب ہم خُدا کے

پاس آتے ہیں ہم اِس لئے نہیں آتے کہ اِسے کچھ دیں بلکہ اس لئے کہ اِس سے اچھی چیزیں حاصل کریں اس لئے نہیں کہ فریسی کی طرح فخر کی طبیعت کے ساتھ اس کا شکر کریں بلکہ اس لئے کہ محصول لینے والے کی طرح اپنے آپ کو اُس کے رحم پر چھوڑ دیں۔ اپنے آپ کو محتاج جانکر ہم خُدا کے منتظر رہتے ہیں اور اُس معموری سے جو مسیح میں ہے معمور کئے جاتے ہیں۔ خدا کی عبادت کرتے ہوئے ہم اپنے آپ کو کشادہ دلوں کے ساتھ اس کے سامنے پیش کرتے ہیں جس طرح پھول موسم بہار کے سورج کی طرف کھل جاتے اور اُسکی کرنوں کی تاثیر سے خوبصورت اور خوشبودار ہوتے اور بتدریج پھلوں میں مبدل ہوجاتے ہیں لیکن عبادت کا ایک اور بھی مدعا ہے۔ البتہ خُدا کسی چیز کا محتاج نہیں اور وہ آدمیوں کے ہاتھ سے خدمت نہیں لیتا۔

خُدا ہماری عبادت سے خوش ہوتا ہے

ہم اپنی عبادت میں اسکو کچھ دے نہیں سکتے۔ ہماری روحانی قربانیاں خواہ کیسی اچھی کیوں نہ ہوں اسکے لائق نہیں کہ خُدا انکو قبول کرے۔ نہ تو وہ ہمارے گناہوں کا کفارہ اور نہ آسمان پر نیک عمال کا ایک ایسا خزانہ ٹھہر سکتی ہیں۔ جو ضرورت کے وقت ہمارے لئے فایدہ مند ہو۔ عبادت کی یہ غرض نہیں کہ اس کے ذریعہ ہم خُدا کو راضی کریں اور اپنے لئے نیکی کمائیں جس طرح کہ رومن کاتھولک کلیسیا نے اکثر تعلیم دی۔ ایسی

غلط تعلیم سے ہم کو نہایت خبردار رہنا چاہئے۔ تو بھی یہ سچ ہے کہ خُدا چاہتا ہے کہ اسکے لوگ اسکے حضور میں آکر اسکی عبادت کریں اور وہ اُن کی عبادت سے خوش ہوتا ہے۔ فی الواقع مسیح نے اپنے بیش قیمت خون کے وسیلہ سے اُن کو اسلئے گناہوں سے خلاصی بخشی اور ان کو ایک بادشاہت اور اپنے خدا اور باپ کے لئے کاہن بھی بنا دیا تاکہ وہ ہمیشہ تک ایسی روحانی قربانیاں چڑھائیں جو یسوع مسیح کے وسیلہ سے خدا کے نزدیک مقبول ہوتی ہیں (مکاشفہ ۱/۶ ۱ پطرس ۲/۵) ممکن نہیں کہ خُدا جس نے ہم کو پیدا کیا گو وہ آسمان و زمین کا مالک ہے اس بات کی کچھ پرواہ نہ کرے کہ آیا ہم اسکا کچھ خیال کرتے یا اُسے بھول جاتے ہیں اُسے پیار کرتے یا اس سے دُشمنی رکھتے ہیں خدا نے خاص اس غرض سے انسان کو اپنی صورت پر بنایا تاکہ وہ اسکی بڑائی کرے اور سچائی اور روح سے اسکی عبادت کرنے کے قابل ہو۔ وہ اپنی ساری صنعتوں سے (کاموں سے) خوش ہے لیکن اسکی خاص خوشی یہی ہے کہ جن روحوں کو اس نے خلق کیا وہ اسکو پیار کریں اور اسکی خدمت کریں۔ اس نے مسیح میں ہم کو خلاصی اس غرض سے بخشی تاکہ کلیسیا کے ذریعہ وہ اصلی مقصد پورا ہوجائے جس کے لئے اُس نے انسان کو پیدا کیا۔ چنانچہ وہ ہم میں

سے چھوٹے سے چھوٹوں کی خدمت بھی حقیر نہیں جانتا بلکہ خود اپنے کلام میں اس خوشی کو جو اسکو ہماری خدمت سے حاصل ہوتی ہے ان عجیب الفاظ میں بیان کرتا ہے کہ " خداوند تیرا خُدا جو تیرے درمیان ہے وہی بچا لیگا وہ تیرے سبب سے شادمان ہو کے خوشی کریگا اپنی محبّت کے باعث وہ الزام دینے کے بدلے خاموش رہیگا وہ گاتے ہوئے تیرے لئے شادمانی کریگا (صفنیاہ ۳/۱۷) جو فضیلتیں اسکے لوگوں میں پائی جاتی ہیں وہ خود اُسنے اُنکو عنایت کیں۔ اور وہ اسکی نظر میں آسمانی جلال کا پیش خیمہ ہیں۔ جب ہم ان باتوں پر غور کرتے ہیں تو خُدا کی عبادت ہم کو کس قدر دلچسپ اور عزیز معلوم ہوتی ہے۔ جس وقت ہم خُداوند کے حضور میں آکر اپنی روحانی قربانیوں کو اس کے سامنے پیش کرتے ہیں تو کشادہ دلوں کے ساتھ آنا اور اس بات کا پورا یقین کرنا چاہئے کہ وہ خوشنودی کی بو سُونگھیگا اور ہماری دعا اس کے حضور بخور کی طرح پہنچیگی اور ہمارے ہاتھوں کا اُٹھانا شام کی قربانی کی طرح ہوگا (پیدایش ۸/۲۱ زبور ۱۴۱/۲)

مسیح کا آخری حکم۔ ۴۔ ہند کے ایک مشہور مشنری ڈاکٹر ڈف صاحب کا یہ قول تھا کہ انجیل کی بشارت مسیحی کلیسیا کا اعلیٰ سے اعلیٰ مقصد ہے" خداوند یسوع مسیح کی تعلیم اور خاصکر اس کے آخری حکم سے یہ بات

صاف ظاہر ہوتی ہے کہ اس نے اس ہی غرض سے کلیسیا کو قائم کیا۔ یہ حکم کئی بار اور مختلف صورتوں میں رسولوں کو دیا گیا جس وقت بارہوں کو چن لیا اس موقع پر بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے اُن کو اس لئے مقرر کیا تاکہ اس کے ساتھ رہیں اور وہ انھیں بھیجے کہ منادی کریں (مرقس ۳/۱۴) اپنی سفارشی دعا میں باپ سے یہ کہتا ہے کہ جس طرح تو نے مجھے دُنیا میں بھیجا اُسی طرح میں نے بھی انھیں دُنیا میں بھیجا (یوحنا ۱۷/۱۸) جس دن وہ مُردوں میں سے جی اُٹھا شام کے وقت بالاخانہ پر دس رسولوں پر ظاہر ہوا اور اُن سے کہا کہ تمہاری سلامتی ہو جس طرح باپ نے مجھے بھیجا ہے اُسی طرح مَیں بھی تمہیں بھیجتا ہوں (یوحنا ۲۰/۲۱) پھر گلیل کے ایک پہاڑ پر گیارہ سو رسولوں کو اور پانچسو بھائیوں کو دکھائی دیا اور اُن سے کہا کہ آسمان اور زمین کا کُل اختیار مجھے دیا گیا پس تم جا کر قوموں کو شاگرد بناؤ اور اُنھیں باپ اور بیٹے اور روح القدس کے نام پر بپتسمہ دو" (متی ۲۸/۱۸-۱۹ مرقس ۱۶/۱۵) آخری دفعہ یروشلم کی کسی جگہ میں گیارہ رسولوں پر ظاہر ہوا اور اُس نے اُنکا ذہن کھولا تاکہ کتاب مقدس کو سمجھیں اور اُن سے کہا "یوں لکھا ہے کہ مسیح دکھ اُٹھائیگا اور تیسرے دن مردوں میں سے جی اُٹھیگا اور یروشلم

سے شروع کر کے ساری قوموں میں توبہ اور گناہوں کی معافی کی منادی اس کے نام سے کی جائیگی تم ان باتوں کے گواہ ہو" (لوقا ۲۴/۴۷-۴۸) اس موقع پر رسولوں نے اس سے یہ پوچھا کہ "اے خداوند کیا تو اسی وقت اسرائیل کو بادشاہت پھر عطا کریگا"؟ اس نے اُن سے کہا ان وقتوں اور میعادوں کا جاننا جنھیں باپ نے اپنے ہی اختیار میں رکھا ہے تمہارا کام نہیں۔ لیکن جب روح القدس تم پر نازل ہوگا تو تم قوت پاؤگے اور یروشلم اور تمام یہودیہ اور سامریہ میں بلکہ زمین کی انتہا تک میرے گواہ ہوگے (اعمال ۱/۶-۸) چند برس بعد مسیح پولوس پر بھی ظاہر ہوا اور اس کو حکم دیا کہ غیر قوموں میں خوشخبری کی منادی کرے اور یہ حکم محض رسولوں کو نہیں بلکہ کُل کلیسیا کو دیا گیا خُدا نے اس کو خاص کر قوموں میں انجیل کی بشارت دینے اور خدا کی بادشاہت کو پھیلانے کیلئے مقرر کیا۔ اسی مقصد کے لحاظ سے مسیحی کلیسیا اگلی یہود کی کلیسیا پر فوقیت رکھتی ہے یہ باتیں مقاصد

پرانے عہدنامہ میں اس مقصد کا ذکر۔

جن کا ہم بیان کر چکے دونوں عہدوں کی کلیسیاؤں سے منسوب کئے گئے ہیں۔ کانوس کے وقت سے لیکر کلیسیا سچائی کی گواہی دیتی رہی۔ ایماندار لوگ جمع ہو کر خدا کی عبادت کرتے کرتے رہے اور روحانی باتوں میں ایک دوسرے کو تقویت دیتے رہے۔

لیکن جب تک روح القدس پنتکست کے دن نازل نہ ہوا کلیسیا کو کوئی خاص حکم نہ ملا کہ کل دُنیا میں جاکر ساری خلق کے سامنے انجیل کی منادی کرے اور سب کو خدا کی طرف پھرنے کی ترغیب دے۔ تو بھی پُرانے عہدنامہ کے نوشتوں میں بھی اس آخری مقصد کا ذکر آیا ہے۔ خدا نے البتہ یہودیوں کو اور قوموں سے علیحدہ کیا لیکن اس لئے نہیں کہ وے اپنے دلوں میں روحانی فخر اور خودغرضی کو پائیں اور غیر اقوام کو نظر حقارت سے دیکھیں اور اُن سے نفرت کریں بلکہ وہ اُن کو اس اعلےٰ کام کے لئے تیار کرنا چاہتا تھا کہ وہ کل دُنیا کے لئے نجات کے باعث ٹھہریں۔ جس وقت خدا نے ابراہیم کو بُلایا اُس وقت اس کے ساتھ عہد باندھا اور اس سے وعدہ کیا کہ "مَیں تجھ کو مبارک کرونگا اور تو ایک برکت ہوگا اور دُنیا کے سارے گھرانے تجھ سے برکت پائینگے" (پیدائش ۱۲/۳-۲) بار بار نبیوں کی معرفت لوگوں کو اس زمانہ کی خبر دی گئی جبکہ شریعت صیحون سے اور خداوند کا کلام یروشلم سے نکلیگا اور ساری قومیں خداوند کے گھر کی طرف روانہ ہونگی (یسعیاہ ۲/۳-۲ میکاہ ۴/۱) ایسی خبروں اور پیشینگوئیوں نے یہودی لوگوں کے دلوں میں شوق پیدا کیا اور وہ

اُس مبارک زمانہ کی انتظاری کرنے لگے جبکہ ساری قومیں جن کو خداوند نے خلق کیا آئینگی اور اُسکے آگے سجدہ کرینگی اور اُسکے نام کی بزرگی کرینگی (زبور ۸۶/۹) اور جب اُنھوں نے اس بات کو محسوس کیا کہ خدا نے اپنے کلام امانت کی طرح ہمارے سپرد کیا محض اسلئے نہیں کہ ہم خود سچائی کی راہ کو جانیں بلکہ اسلئے بھی کی اُسکو غیر قوموں پر ظاہر کریں۔ تب وہ اپنی دعاؤں میں خدا سے یہ منت کرنے لگے کہ "خدا ہم پر رحم کرے اور ہم کو برکت دے اور اپنے چہرہ کو ہم پر جلوہ گر فرمائے تاکہ تیری راہ زمین میں جانی جائے اور تیری نجات ساری قوموں میں (زبور ۶۷/۲-۱)۔

قوموں میں زبور کی بشارت پنتکوست کے دن کے بعد

تو بھی عہد عتیق کا زمانہ تیاری کا زمانہ تھا روح القدس کے نازل ہونے سے پیشتر کلیسیا کی طرف سے غیر قوموں میں خدا کی خوشخبری کی بشارت نہیں دی گئی۔ مسیح کی شخصی خدمت یہودیوں میں ہوئی اور اس نے اسکے بارے میں خود کہا کہ میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا (متی ۱۵/۲۴) اور جب اُسنے رسولوں کو منادی کرنے کے لئے بھیج دیا تو اُنکو یہ ہدایت دی کہ "غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا بلکہ اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جانا" (متی ۱۰/۶-۵)

جب روح القدس نازل ہوا اور رسولوں کو قوت کا لباس ملا تب کلیسیا ایک قوم میں محدود نہ رہ سکی بلکہ وہ ایک عالمگیر کلیسیا بن گئی۔ اُسوقت سے مسیح کے شاگرد نکل کر ہر جگہ منادی کرتے رہے نہ صرف یروشلم اور تمام یہودیہ میں بلکہ سامریہ میں بلکہ زمین کی انتہا تک۔

بشارتی کام میں کلیسیا کی غفلت ہم کو بڑے افسوس کے ساتھ اس بات کا اقرار کرنا پڑتا کہ کلیسیا نے اس اعلیٰ مقصد کے پورا کرنے میں بہت غفلت کی۔ رسولوں کو یروشلم سے روانہ ہوئے اُنیس سو برس گذرے ہیں لیکن اب تک نجات کی خوشخبری سارے آدمیوں کے پاس نہیں پہونچی۔ کبھی کبھی کئی صدیوں تک کلیسیا نے بت پرست قوموں کو اور اہل اسلام اور اہل یہود کو انجیل سُنانے کی کچھ بھی کوشش نہ کی۔ اور جب سولہویں صدی میں دین کی اصلاح ہوئی تب بھی کلیسیا دو صدیوں تک اپنے معاملوں میں مشغول رہی اور اس بات کا کچھ خیال نہیں کیا کہ جس طرح رسولوں کے زمانہ میں ویساہی اسوقت بھی نوع انسان کا زیادہ حصہ وعدہ کے عہدوں سے ناواقف اور نا اُمید اور دُنیا میں خُدا سے علیحدہ تھے اور اس افسوس ناک حالت کی وجہ یہ تھی کہ کلیسیا نے مدت سے اپنے خُداوند کے آخری حکم کی نافرمانی کی تھی یہ بڑی سخت غفلت تھی جس کے لیئے ہم کوئی واجبی عذر پیش نہیں کرسکتے۔ خدا کا

شکر ہو کہ اٹھارویں صدی کے آخر میں اُسنے کلیسیا کو اِس غفلت سے جگایا ورنہ وہ اُسکی تباہی کا باعث ہوتی۔ جس وقت ولیم کیری صاحب ہند میں انجیل کی بشارت دینے کے لیئے آئے اُسوقت سے کلیسیا کا ایک نیا زمانہ شروع ہوا جو اشاعت انجیل کا زمانہ (age of missions) کہلا سکتا ہے

زیادہ جوش کی ضرورت۔ تو بھی اب بھی کلیسیا اس کام میں سُستی کر رہی ہے۔ چاہیئے تھا کہ وہ اپنے بادشاہ کے کام میں جلدی کرنے لیکن اُسنے دیری کی۔ ضرور ہے کہ وہ اور بھی زیادہ بیداری کی جاسئے تاکہ اپنی ذمہ داری کو اور اس کام کی ضرورت اور عظمت کو محسوس کرے۔ البتہ بہت سے مسیحی انجیل کی بشارت کے لیئے دعا کرتے اور اُسکے لیئے چندہ دیتے ہیں لیکن جسطرح چاہیئے اُس میں دلچسپی نہیں لیتے اور اُسکو کلیسیا کا سب سے اعلےٰ کام نہیں سمجھتے ہیں۔ پاک نوشتوں سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ خدا کی یہ مرضی ہے کہ ہم کل دُنیا کو اس کے پاس لائیں اور کہ یہودی لوگ پھر بحال کئے جائیں اور غیر قوموں کی میعاد پُوری ہو۔ خُدا نے اس نیک ارادہ کو انجام دینے کے لیئے کلیسیا کو اپنا وسیلہ چُن لیا ہے خُدا کے لوگوں کی دعاؤں اور اُنکی محنتوں اور کوششوں کی ضرورت ہے کیونکہ جس کا ذکر

قوموں نے نہیں سُنا اُسپر ایمان کیونکر لائیں ؟ اور بغیر منادی کرنے والے کے کیونکر سُنیں ؟ اور جب تک وہ بھیجے نہ جائیں منادی کیونکر کریں؟ (رومیوں ۱۰/۱۴-۱۵) کلیسیا کی سلامتی اور اقبالمندی اس حکم کی فرمانبرداری پر منحصر ہے۔ اگر کلیسیا یہ چاہتی ہے کہ خُداوند برکت دے اور اپنا چہرہ اُسپر جلوہ گر فرمائے تو اپنے اس اعلیٰ مقصد کو پورا کرے اور خدا کی راہ کو زمین پر اور اس کی نجات کو ساری قوموں پر ظاہر کرنے کی کوشش کرے۔

اکیسواں باب

اپنے مقصد کی انجام دہی کے لئے کلیسیا کی تیاری

"اور یہ کہکر ان پر پھونکا" اور اُن سے کہا کہ روح القدس لو
(یوحنا ۲۰/۲۲)

کلیسیا کی علت غائی۔ ہمارے خداوند کی اُن آخری تقریروں میں جو اُسنے بالاخانہ پر اپنے شاگردوں کے سامنے کیں یہ الفاظ پائے جاتے ہیں "مَیں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ جو مجھ پر ایمان رکھتا ہے یہ کام جو مَیں کرتا ہوں وہ بھی کریگا بلکہ ان سے بھی بڑے کام کریگا کیونکہ میں باپ کے پاس جاتا ہوں" (یوحنا ۱۴/۱۲) یہ مبالغہ کی بات نہیں بلکہ بالکل صحیح ودرست ہے۔ بیسویں باب کے بیان سے بخوبی معلوم ہوگیا ہے کہ جو کام مسیح نے کیا اور اب کر رہا ہے وہی کلیسیا کا بھی کام ہے۔ مسیح کس کام کے لئے دُنیا میں آیا ؟ ناصرت کے عبادت خانہ میں اُسنے اپنی خدمت کا بیان اس طرح سے کیا کہ "خداوند کا روح مجھ پر ہے اس لئے کہ اُسنے

مجھے غریبوں کی خوشخبری دینے کے لئے مسح کیا۔ اسنے مجھے بھیجا ہے کہ قیدیونکو رہائی اور اندھوں کو بینائی پانے کی خبر سناؤں کچلے ہوؤں کو آزاد کروں اور خُداوند کے سالِ مقبول کی منادی کروں۔ یہ ہی کلیسیا کا بھی کام ہے۔ پولوس پر ظاہر ہوتے وقت مسیح نے اُسکو یہ حکم دیا کہ میں تجھے یہودیوں اور غیر قوموں کے پاس اِسلئے بھیجتا ہوں کہ تو اُنکی آنکھیں کھول دے تاکہ اندھیرے سے روشنی کی طرف اور شیطان کے اختیار سے خُدا کی طرف رجوع لائیں اور مجھ پر ایمان لانے کے باعث گناہوں کی معافی اور مقدسوں میں شریک ہوکر میراث پائیں" ہر زمانہ میں کلیسیا کی علّت غائی یہی رہی ہے یعنی خُدا کی بادشاہت کو ساری دُنیا میں قائم کرنا۔ گنہگاروں کو مسیح کے پاس لانا اُنکی زندگی کو تبدیل کردینا مسیحوں کا پاک اور مقدس بنانا اور تمام مسیحی جماعت کو دُنیا کا نور اور زمین کا نمک کردینا۔ یہ ہی مسیح کا کام تھا اور یہ ہی اسکے رسولوں اور ہر زمانہ میں کُل کلیسیا سے بھی طلب کیا جاتا ہے۔

اس کام کے لئے اعلیٰ قسم کی قوت چاہئے۔

دُنیا میں کوئی کام نہیں جو اس کام سے بزرگ تر یا زیادہ مبارک اور جلالی ہو۔ ایسے اعلےٰ کام کے لئے اعلےٰ قسم کی قوت بھی چاہئے کون گنہگاروں کو مسیح کے پاس لاسکتا ہے ؟ کون اُن کی زندگی تبدیل کرسکتا ہے ؟ کون نومرید مسیحوں کو مسیح میں مستقیم

کرسکتا ہے انکو پاک اور مقدس بناسکتا اور کل مسیحی جماعت کو دُنیا کا نور اور زمین کا نمک کرسکتا ہے ؟ کیا یہ سب کچھ انسانی طاقت اور قدرت کے ذریعہ ہوسکتا ہے ؟ ہرگز نہیں۔ ہینری مارٹن صاحب کہا کرتے تھے کہ میرے نزدیک ایک ہندو کا مسیحی ہوجانا اور ایک مردہ کا دوبارہ زندہ کیا جانا ایک ہی پایہ اور رتبہ کے معجزے ہیں۔ کسی شخص کا بالکل تبدیل ہوجانا اور حقیقی معنوں میں نئی پیدائش کو حاصل کرنا اور مسیحون کی زندگی کو پاک اور مقدس کرنا اور انکو دُنیا کا نور اور زمین کا نمک بنانا ایسے کام سوائے روح القدس کے کسی سے نہیں ہوسکتے۔ لہذا جو پیغام ذکریاہ کی معرفت یہودیوں کے پاس پہونچا وہ ہر زمانہ میں کلیسیا کو سُنایا جاتا ہے کہ "نہ تو زور سے اور نہ توانائی سے بلکہ میری روح سے رب الافواج فرماتا ہے (ذکریاہ ٦/٤)

قوت کا وعدہ۔

دُنیا میں جب کوئی بڑا کام کسی آدمی کے سپرد کیا جاتا ہے تو جو سامان اس کام کے لئے ضروری ہے وہ بھی اُسکو دیا جاتا ہے۔ جب سرکار اپنی فوج کو لڑائی میں بھیجدیتی تو اسکا سارا خرچ اُٹھاتی اور جتنی چیزیں لڑائی کے لئے درکار ہوں اُن کو موجود کرتی ہے ممکن نہیں کہ خُدا اپنے لوگوں سے ایسا بڑا کام طلب کرے اور وہ وسائل اور قوت

انکو عنایت نہ کرے جس سے وہ اس کام کو انجام دے سکیں۔ چنانچہ اکثر جب کلیسیا کی اس عظیم خدمت کا ذکر کیا جاتا ہے تو قوت دینے کا وعدہ اُسکے ساتھ پیش کیا جاتا ہے ذیل کے مقاموں کا مطالعہ کیجئے تو یہ بات بخوبی آپ پر ظاہر ہو جائیگی۔ لیکن جب وہ مددگار آئیگا جس کو میں تمہارے پاس بھیجوں گا یعنی سچائی کا روح جو باپ کی طرف سے نکلتا ہے تو وہ میری گواہی دیگا اور تم بھی گواہ ہو کیونکہ شروع سے میرے ساتھ ہو" (یوحنا $\frac{۱۵}{۲۶-۲۷}$) "تم گواہ ہو۔ اور دیکھو جس کا میرے باپ نے وعدہ کیا ہے میں اُسکو تم پر نازل کرونگا لیکن جب تک عالم بالا سے تم کو قوت کا لباس نہ ملے یروشلم میں ٹھہرے رہو" (لوقا $\frac{۲۴}{۴۸-۴۹}$) یسوع نے پھر اُن سے کہا کہ "تمہاری سلامتی ہو جس طرح باپ نے مجھے بھیجا ہے اُسی طرح میں بھی تمھیں بھیجتا ہوں۔ یہ کہکر اُسنے اُنپر پھونکا اور اُن سے کہا کہ روح القدس لو" لیکن جب روح القدس تم پر نازل ہوگا تو تم قوت پاؤگے اور یروشلم اور تمام یہودیہ اور سامریہ میں بلکہ زمین کی انتہا تک میرے گواہ ہوگے (اعمال $\frac{۱}{۸}$) مسیح جانتا تھا کہ اگر میرے شاگرد اس قوت پانے سے پیشتر اس کام کو جو انکو کرنا تھا شروع کریں تو بڑی شکست کھائینگے اس لئے ان سے ملکر ان کو

یہ حکم دیا کہ یروشلم سے باہر نہ جاؤ بلکہ باپ کے اُس وعدہ کے منتظر رہو جس کا ذکر تم مجھ سے سُن چکے ہو (اعمال $\frac{۱}{۴}$)۔

وعدہ کا پورا ہونا۔ جیسا کہ خداوند نے انکو حکم دیا تھا شاگردوں نے ویسا ہی کیا زیتون کے پہاڑ سے یروشلم شہر میں واپس آکر بالاخانہ پر جمع ہوئے اور دس دن تک دُعا میں مشغول رہے۔ جب عید پنتیکست کا دن آیا تو وہ سب کے سب یعنی نہ صرف رسُول بلکہ ایکسو بیس (۱۲۰) شاگردوں کی جماعت جن سے پہلی سچی کلیسیا مُراد ہے۔ ایک جگہ جمع تھے کہ یکایک آسمان سے ایسی آواز آئی جیسے زور کی آندھی کا سنناٹا ہوتا ہے اور اس سے سارا گھر جہاں وہ بیٹھے تھے گونج گیا۔ اور اُنھیں آگ کے شعلہ کی سی پھٹتی ہوئی زبانیں دکھائی دیں اور اُن میں سے ہر ایک پر ٹھہریں۔ اور وہ سب روح القدس سے بھر گئے اور غیر زبانیں بولنے لگے جس طرح روح نے اُنھیں بولنے کی طاقت بخشی (اعمال $\frac{۲}{۴}$) یوں وہ وعدہ جو مسیح نے کیا تھا پُورا ہُوا اور جس کام کے لئے کلیسیا مقرر کی گئی تھی اُس میں وہ مشغول ہوئی اور اسے انجام دینے لگی۔

کلیسیا میں عجیب طرح کی تبدیلی۔ جیسی تبدیلی پنتکست کے دن اُن شاگردوں میں واقع ہوئی اُس سے زیادہ بڑی اور عجیب تبدیلی کا تصور کوئی نہیں کرسکتا

اگر کوئی پوچھے کہ پنتکست کے دن سے پیشتر ان کا کیا حال تھا اور وہ کیسے آدمی تھے تو سب سے بہتر جواب جو ہم دے سکتے ہیں یہ ہوگا کہ وہ نہایت کمزور تھے۔ اُن میں نہ تو طاقت تھی نہ ہمت نہ حوصلہ انکے پاس کوئی چیز نہ تھی جس کے ذریعہ وہ دُنیا پر حملہ کریں اور اُسے جیت لیں۔ اُن میں سے ایک بھی نہ تھا جو دُنیاوی علم کا دعویٰ کرسکتا تھا اور نہ کسی کے پاس دولت تھی نہ خاندانی عزت یا رتبہ۔ ان کو دُنیا کا مقابلہ کرنے کی مطلق جرات نہ تھی بلکہ وہ اس سے ڈرتے اور دروازوں کو بند کرکے اپنے آپ کو چھپا لیتے تھے لیکن یکایک اُن آدمیوں میں عجیب قسم کی تبدیلی واقع ہوئی انکا خوف جاتا رہا اور وہ بڑے جوش سے بھر گئے۔ اب دُنیا سے نہیں ڈرتے تھے بلکہ اُسکا مقابلہ کرنے کے آرزو مند تھے۔۔ دروازوں کو کھولکر باہر نکلے اور انجیل کی منادی کرنے لگے اور بڑے تعجب کی بات یہ تھی کہ جس شہر نے خداوند یسوع مسیح کو قتل کیا تھا اُس ہی شہر میں اس کی منادی کرنے کے خواہاں ہوگئے۔ اور جب یروشلم میں انجیل سُنا چکے تو جلد جاکر سامریہ میں بھی آئے یعنی ایسے مُلک میں جس کے باشندوں کو وہ پیشتر نظر حقارت سے دیکھتے اور ان کو کتوں کے برابر سمجھتے تھے۔ اور اس کے بعد غیر ممالک

میں بھی چلے گئے اور اُن لوگوں کو خوشخبری سُنانے لگے جن سے وہ نفرت رکھتے اور اُن کو اپنے دشمن سمجھتے تھے۔ اُن کی کمزوری زور اور قوت میں اور ان کی بزدلی دلیری میں اور ان کی خودغرضی عجیب طرح کی خود نثاری میں بدل گئی۔ ان کے دشمنوں نے ان کا حوصلہ دیکھکر تعجب کیا انھوں نے ان کو سخت ایذا پہونچائی۔ ان کو قید کیا اور زندہ جلا دیا لیکن آخر خود ہار گئے اور ان کو یہ کہنا پڑا کہ ان مسیحوں نے جہان کو اُلٹ دیا۔

اس تبدیلی کی وجہ۔

اس عجیب تبدیلی کی ایک ہی وجہ تھی یعنی یہ کہ وہ دوسرا مددگار یعنی رُوح القُدس جس کا وعدہ مسیح نے کیا تھا وہ آگیا اور قوت کا لباس انکو ملا روح القدس کا یہ لقب جو یوحنا کی انجیل کے چار مقاموں میں اُس سے منسوب کیا گیا یعنی مددگار یا وکیل یا شفیع (یونانی میں پیرا کلیٹس۔ Palarletos ایک نہایت بڑا اور پُرمعنی لفظ ہے اُسکا ترجمہ کرنا مشکل ہے۔ انگریزی زبان کے ریوائزڈ ورشن کے ترجماں نے اسے لفظ کمفرٹر یعنی تسلّی دینے والے میں ادا کیا ہے۔ وکلف کے ترجمہ میں بھی یہ ہی لفظ استعمال کیا گیا لیکن اُسکے زمانہ میں انگریزی لفظ کمفرٹر کے معنی طاقت بخشنے والے کے تھے چنانچہ فلپیوں کے نام کے خط کی ایک مشہور آیت کا ترجمہ اس طرح کیا گیا ہے" جو مجھے تسلّی (طاقت) بخشتا ہے اُسمیں

میں سب کچھ کرسکتا ہوں" (فلپیون ۴/۱۳) اور یونانی لفظ پیراکلیٹس کے یہ بھی معنی ہیں۔ پس رُوح القدس البتہ مددگار ہے اور وکیل اور شفیع ہے اور تسلی دینے والا ہے لیکن ساتھ اسکے وہ طاقت بخشنے والا بھی ہے اُس کا خاص کام یہ ہے کہ اپنے لوگوں کو قوت سے ملبّس کرے اور جب وہ دوسرا مددگار یعنی طاقت بخشنے والا آیا اور شاگردوں نے اس حقیقت کو محسوس کیا اور اپنے تئیں پورے طور پر خُدا کے حوالہ کیا اور روح القدس سے بھر گئے تو وہ جو بیشتر کمزور تھے اور دُنیا سے ڈرتے تھے نہایت زور آور اور دلیر بن گئے اور اُنھوں نے ایسے کاموں کا حوصلہ رکھا جو انسان کے نزدیک ناممکن سمجھے جاتے ہیں اور جو فتحیابی پہلی تین صدیوں میں مسیحی کلیسیا کو حاصل ہوئی اسکی وجہ یہ تھی کہ وہ روح القدس سے بھری ہوئی تھی۔

ہمارے لئے پنتکست کے دن کے معنے

شاید کوئی کہیگا کہ پنتکست کلیسیا کی تواریخ میں ایک خاص دن تھا جو ایک دفعہ آیا اور دوبارہ نہیں آسکتا ہم اِسی بات کو تسلیم کرتے ہیں تاہم بھی پنتکست اس سے بھی کچھ بڑھکر ہے۔ اُس سے نہ صرف ایک دن بلکہ ایک زمانہ مُراد ہے جو مسیح کی دوسری آمد تک ہے اور جو قوت اس روز شاگردوں کو عنایت ہوئی چاہئے کہ ہر زمانہ میں ہر ایک مسیحی کو اور کُل کلیسیا کو حاصل ہوتی رہے۔ ہر زمانہ میں خُدا اپنی کلیسیا کو

یہ حکم دیتا ہے کہ "روح القدس سے معمور ہوتے جاؤ" (افسیون ۵/۱۸)۔ تو بھی ہمارے حال اور اُن شاگردوں کے حال میں یہ فرق ہے کہ وہ باپ کے وعدہ کے منتظر تھے لیکن اب وعدہ پورا ہوا ہے۔ روح القدس آنیوالا نہیں بلکہ آگیا ہے۔ لہذا لازم نہیں کہ اُن کی طرح ہم روح القدس کے آنے کے منتظر رہیں۔ یا ہفتوں اور سالوں تک دُعا مانگتے رہیں کہ "اے خداوند اپنا روح ہم پر نازل کر بلکہ لازم ہے کہ ہم یقین کریں کہ رُوح القدس آگیا ہے اور اپنے آپ کو خُدا کے سپرد کریں تاکہ روح جو آگیا ہے اور ہم میں رہتا ہے ہم کو پورے طور پر اپنے قابو میں کرلے اور ہم نہ صرف رُوح کو پائیں بلکہ رُوح سے معمور ہوتے جائیں۔ جس کلیسیا نے رُوح کی معموری پائی وہی اُس خدمت کو جو اُس کے سپرد کی گئی ہے انجام دے سکتی ہے۔

دُنیا میں بے چینی۔

غالباً یہ بات کبھی ہمارے خیال میں نہیں آئی کہ بیسویں صدی پہلی صدی کی مانند ہے۔ یوں تو ایک دوسرے کے بالکل متفرق ہیں تو بھی دو باتوں میں موجودہ زمانہ رسولوں کے زمانہ کے مشابہ ہے۔ پہلی صدی بڑی گڑبڑی اور پریشانی کی صدی تھی۔ پولوس کے خطوں میں اور قدیم یونانی اور لاطینی تصنیفات میں اس گڑبڑی کے بہت سے اشارے پائے جاتے ہیں۔ لوگ پریشان تھے اور نہیں جانتے تھے کہ ہم کس بات کو

مانیں اور کس بات کا یقین کریں۔ اس بے چینی سے بے دینی پیدا ہوئی اور لوگ پلاطوس کی طرح یہ سوال کرنے لگے کہ سچائی کیا ہے اور کہاں سے مل سکتی ہے۔ ہمارے زمانہ کا بھی یہی حال ہے۔ دُنیا کے مذاہب بہت ہیں اور روز بروز لوگ نئے خیالوں کو پیش کرتے ہیں لیکن اکثروں کو سچائی کا یقین نہیں۔ قوموں میں بڑی بے چینی ہے اور کوئی نہیں جانتا کہ آیندہ حال کیا ہوگا۔ یہ صدی پہلی صدی کی طرح بڑی بے چینی اور گڑبڑی کی صدی ہے۔

کلیسیا کی کمزوری۔ ایک اور بات میں پہلی صدی اور بیسویں صدی ایک دوسری کی مشابہ ہیں وہ یہ ہے کہ مسیحی کلیسیا بہت کمزور نظر آتی ہے۔ پہلی صدی میں مسیحی تھوڑے تھے اور یہودیوں اور یونانیوں دونوں کی نظر میں نادان اور کمزور اور کمینے اور حقیر سمجھے جاتے تھے ان کے پاس نہ دولت تھی نہ علم نہ خاندانی رُتبہ۔ آجکل البتہ پہلی صدیوں کی بہ نسبت کلیسیا زیادہ بڑی اور دولتمند اور پرزور نظر آتی ہے لیکن اگر ہم غیرمسیحوں کے ساتھ مسیحیوں کا مقابلہ کریں تو کلیسیا ایک چھوٹا سا گلہ معلوم ہوتی ہے۔ چین کے باشندے چالیس کروڑ ہیں اور ہندوستان کے تینتیس کروڑ اور دُنیا کی آبادی کا زیادہ حصّہ غیرمسیحوں پر مشتمل ہے پھر اگر مسیحی ملکوں پر ہم نظر ڈالیں

تو کتنے ہیں جو صرف نام کے مسیحی ہیں اور کتنے ہیں جو بالکل بے دین اور بے خدا ہیں۔ اور ہندوستان میں مسیحوں کا شمار ہندوؤں اور مسلمانوں کے مقابلے میں کسی قدر کم ہے اور اُن میں بھی زیادہ تر وہ لوگ ہیں جن کو دُنیا حقیر جانتی ہے۔

رسولی زمانہ کی سی کلیسیا چاہیئے ان حالات کو دیکھکر ہم نہ گھبرائیں بلکہ فتحیابی کا پورا یقین کریں۔ جو وعدہ مسیح نے اپنے شاگردوں سے کیا سو ہم سے بھی کرتا ہے کہ "اے چھوٹے گلے نہ ڈر کیونکہ تمہارے باپ کو پسند آیا کہ تمہیں بادشاہت دے" (لوقا ۱۲/۳۲) چاہیئے کہ ہم اس بات سے بڑی خوشی اور اطمینان حاصل کریں کہ خدا کی جلال والی انجیل جو اُنکے پاس تھی وہی ہم کو بھی ملی اور وہ آجکل بھی خدا کی حکمت ہے اور خدا کی قدرت اور گنہگار کو بچانے اور انسان کی ساری روحانی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے کافی ہے۔ لیکن ضرور ہے کہ ہم خود رسولوں کی مانند بنیں اور وہی ایمان اور روح کی وہی قوت ہم میں پائی جائے جس کے ساتھ انھوں نے دُنیا کا مقابلہ کیا اور اُسپر غلبہ پایا۔ چونکہ رسولی زمانہ کے سے حالات ہمارے سامنے پیش آتے ہیں اسلئے ضرور ہے کہ ہم رسولوں کا سا تجربہ حاصل کریں اور وہ مسیحت ہم میں ہو جو اُن میں تھی۔

بیسویں صدی پہلی صدی کی طرح ہے لہذا بیسویں صدی کے لئے رسولی

زمانہ کی سی کلیسیا چاہئے۔ ہم تھوڑی دیر کے لئے اسی کلیسیا کی خاصیتوں پر غور کریں۔ جن آدمیوں نے مسیحی کلیسیا کو قائم کیا وہ کیسے آدمی تھے اور انکو کیا کیا تجربہ حاصل ہوا تھا۔ رسولی زمانہ کی کلیسیا جس کو ایسا عجیب غلبہ حاصل ہوا کس طرح کی کلیسیا تھی اور کیا کیا خوبیاں اور خاصیتیں اُس میں پائی گئیں؟

رسولی زمانہ کے مسیحی خدا کی ہستی کا احساس رکھتے تھے۔

اُس زمانہ کے مسیحوں کی ایک خاصیت یہ تھی کہ وہ خدا کو اور اندیکھے عالم کی چیزوں کو محسوس کرتے تھے خدا انکے لئے محض ایک خیال نہیں بلکہ حقیقت تھا اور وہ اس بات کا یقین کرتے تھے کہ خدا ہر وقت ہمارے ساتھ رہتا ہے اور ہم سے ایسے کام کرواتا ہے جو انسان کی نظر میں ناممکن معلوم ہوتے ہیں۔ لہذا بیمار چنگے کئے گئے مردہ جلائے گئے قید خانہ کے دروازے آپ سے آپ کھل گئے۔ مخالفوں کا ظلم روکا گیا۔ اندیکھے کو گویا دیکھ کر وہ ثابت قدم رہے۔ اور چونکہ موجودہ زمانہ رسولی زمانہ کے مشابہ ہے اسلئے چاہئے کہ ہم بھی خدا کے اس احساس کو دوبارہ حاصل کریں۔ جب تک ہم کو اس بات کا پورا یقین نہ ہو کہ خدا ہمارے ساتھ موجود ہے اور ہم کو اپنے وسیلے بناکر بڑے سے بڑے کام کے قابل بناتا ہے ہم اپنے کام کو انجام نہ دے سکیں گے۔ ہم یہ خیال نہ کریں کہ معجزوں کا زمانہ موقوف ہوگیا مسیح نے فرمایا ہے کہ جو کام میں کرتا ہوں تم بھی کروگے بلکہ مجھ سے

بڑے کام کروگے کیونکہ مَیں باپ کے پاس جاتا ہُوں۔ اور جو کچھ تم میرے نام سے مانگوگے مَیں وہی کرونگا۔ رسولوں کی طرح ہم کو یہ کہنا چاہئے کہ "لشکروں کا خُداوند ہمارے ساتھ ہے یعقوب کا خُدا ہماری پناہ ہے"۔

اُن میں دلیری تھی۔

رسولوں میں ایک اور خوبی تھی یعنی دلیری۔ کوئی انکو ڈرا نہ سکا انکے مخالف بہت تھے اور نہایت زبردست تھے مسیحی تھوڑے تھے اور اُن میں کسی طرح کا دُنیاوی زور نہ تھا لیکن جس وقت وہ اپنے دشمنوں کے روبرو آتے تھے وہ اُن سے نہ ڈرتے تھے اور نہ اُنکی کچھ پروا کرتے تھے۔ بڑی دلیری سے بادشاہوں اور حاکموں کے سامنے اپنے ایمان کا اقرار کرتے تھے ہر قسم کی تکلیف کو خوشی سے برداشت کرتے بلکہ اپنی جانیں خُداوند یسوع مسیح کے نام پر نثار کرتے تھے۔ ہمارے زمانہ میں اس طرح کی دلیری چاہئے۔ جو بُزدل ہیں اور ہمّت ہارتے ہیں وہ خُدا کی خدمت کے لائق نہیں۔

انکو کامیابی کا یقین تھا۔

ان کا ایمان بڑا تھا اور وہ کامیابی کا پورا یقین کرتے تھے۔ انھوں نے کبھی شکست کھانے کا خیال بھی نہیں کیا۔ یہ یقین دو باتوں پر مبنی تھا یعنی (اول) کہ مسیح مردوں میں سے جی اُٹھا ہے اور (دویم) کہ وہ دوبارہ آئیگا اور اپنے لوگوں کو پوری مخلصی دیگا۔ ان دو باتوں کا یقین کر کے

وہ جانتے تھے کہ ہم ہار نہیں سکتے۔ آجکل بھی کلیسیا کو اس فتحیابی کے یقین کی ضرورت ہے۔ رسولوں کی طرح ہم کو یہ کہنا چاہئے کہ وہ غلبہ جس سے دُنیا مغلوب ہوئی ہے ہمارا ایمان ہے۔

وہ انجیل کی بشارت دینے کے کام میں مشغول رہے

اُنکا ایک ہی کام تھا جس میں وہ مشغول رہے یعنی وہ انجیل کی منادی کرتے رہے وہ محض مصلح یا استاد نہیں بلکہ وہ نبی اور مبشر تھے گنہگاروں کو بچانا ہی اُنکا کام اور خاص مقصد تھا۔ وہ انجیل سے شرماتے نہ تھے اسلئے کہ وہ جانتے تھے کہ وہ ہر ایک ایمان لانے والے کے واسطے خواہ یہودی ہو خواہ یونانی نجات کے لئے خدا کی قدرت ہے۔ پس وہ یہ حوصلہ رکھتے تھے کہ اس خوشخبری کو ساری خلق کے پاس پہنچادیں۔ پولوس کے سفروںکا بیان پڑھو جہاں کہیں جاتا وہاںپر انجیل سُناتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ افسوس مجھ پر اگر خوشخبری نہ سناؤں کیونکہ جانتا تھا کہ خدا کو یہ پسند آیا کہ منادی کی بیوقوفی کے وسیلے سے ایمان ۱ لانے والوں کو نجات دے۔ چاہئے کہ آجکل بھی کلیسیا اس ضرورت کو محسوس کرے۔ بعض آجکل انجیل کی منادی کی بہت قدر نہیں کرتے اور یہ خیال کرتے ہیں کہ اور وسائل سے اب کام لینا چاہئے۔ لیکن یہ خیال غلط ہے انجیل کی بشارت دینا یہ ہی کلیسیا کا سب سے بڑا کام ہے جس وقت بادشاہت

کی خوشخبری کی منادی تمام دُنیا میں ہوچکیگی تاکہ سب قوموں کے لئے گواہی ہو اُسوقت خاتمہ ہوگا۔

وہ مردِ دُعا تھے۔

رسول مردِ دُعا تھے ہروقت خُدا کے حضور میں رہتے اور اُسکے ساتھ شراکت رکھتے تھے۔ اُنکا ہر ایک کام دعا کے وسیلے سے کیا گیا۔ اُنکی دلیری اور اُنکا یقین دُعا سے پیدا ہوا دُعا اُنکی فتحیابی کا بھید تھا۔ آجکل بھی کامیابی کے لئے دُعا کی بڑی ضرورت ہے۔ جو کام ہمارے سپرد کئے گئے ہیں دُعا کے بغیر کئے نہیں جاسکتے۔ جو خُداوند نے اپنے شاگردوں سے کہا وہی ہم سے بھی کہتا ہے یعنی یہ قسم دُعا کے سوا اور کسی طرح نہیں نکل سکتی۔

اُن میں یگانگی تھی۔

رسولی کلیسیا ایک تھی وہ مختلف فرِق میں تقسیم نہوئی تھی جُدائیاں جلد وجود میں آئیں کیونکہ وہ بھی انسان تھے۔ تو بھی جو کام اُنکے سپرد کئے گئے تھے اُنکو انجام دینے کی کوشش میں مشغول رہے۔ لہذا انھوں نے روح کی یگانگی کو قائم رکھا۔ وہ انجیل کی اُن باتوں کو سُناتے رہے جن سے نجات حاصل ہوتی ہے۔ کیا یہ ممکن تھا کہ پطرس اور پولُس ایسی باتوں کے بارے میں ایک دوسرے کے ساتھ بحث کرتے کہ بپتسمہ کس طریقہ پر دینا چاہئے یا جماعتوں میں کس طریقہ کا انتظام قائم رکھنا چاہئے ہرگز نہیں۔ وہ انجیل کی بشارت دینے کے کام میں مشغول رہے۔ ایسی خفیف باتوں کے بارے میں جھگڑا

کرنے سے وہ باز رہے۔ آجکل مسیحوں کے مخالف بہت ہیں۔ خاصکر ہندوستان کے ملک میں لہٰذا یہ ایک لازمی بات ہے کہ جو جُدائیاں ہمارے درمیان کمزوری کے باعث ہیں وہ رفع کیجائیں اور ہم مسیح میں ایک ہوکر اُسکے دشمنوں کا مقابلہ کریں تو جلد غلبہ پائینگے۔

وہ ایک دوسرے سے محبت رکھتے تھے۔

اُن میں مسیحی شراکت اور محبت تھی۔ غیر مسیحی اُنکے بارے میں یہ گواہی دیا کرتے تھے کہ دیکھو ان مسیحوں کو کہ ایک دوسرے سے کیسی محبت کرتے ہیں اُنکا قاعدہ یہ نہ تھا کہ جو کچھ دوسروں سے تم کو مل سکے اسکو اپنے لئے حاصل کرو بلکہ وہ اس قاعدہ پر چلتے تھے کہ دینا لینے سے مبارک ہے۔ ایک دوسرے کا بار اُٹھاؤ اور یوں مسیح کی شریعت کو پورا کرو۔ اگر ایسی محبت آجکل مسیحوں میں دیکھی جائے دُنیا جلد اس بات سے قائل ہوجائیگی کہ خُدا انکے درمیان رہتا ہے۔

روح القدس کی قوت ان کو ملی تھی۔

آخرالامر عجیب طرح کی قوت انکو ملتی تھی مسیح نے اُن کو قوت دینے کا وعدہ کیا تھا اور یہ قوت پنتکُست کے دن انکو حاصل ہوئی جو خوبیاں اُن میں پائی گئیں روح القدس نے ان میں پیدا کیں اُنکی کامیابی کا بھید یہ تھا کہ روح القدس سے بھر گئے۔

کلیسیا کب اپنی خدمت کیلئے تیار ہوگی؟

جس زمانہ میں ہم کو خدا کی خدمت کرنے کی توفیق ملی ہے وہ

ایک بڑا اور عجیب زمانہ ہے۔ کاشکہ خُدا کلیسیا کو پھر اُسی طرح اپنی خدمت کے لئے تیار کرے جس طرح اس نے اُسے رسولی زمانہ میں تیار کیا۔ کیا وجہ ہے کہ ہماری بہت سی کوششیں عبث ٹھہرتی ہیں؟ وجہ یہ ہے کہ روح القدس کی کمی ہے پوجاریوں کا مذبحے پر لکڑیوں کے انبار کے انبار لگادینا اور دن بھر آہ وفغاں کے نالے بلند کرنا محض بے سود ٹھہرتا ہے۔ قربانی اور مذبحے لکڑیاں اور کھائی کا پانی اُسی وقت بھسم ہوتے اور آتشی نور میں متبدل ہوتے ہیں۔ جب آگ آسمان سے نازل ہوتی ہے۔ ہماری کوششوں کا بارآور نہ ہونا اور ہماری محنتوں کا بے سود رہنا اور ہماری طاقتوں کا ضائع ہونا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اب تک کلیسیا نے اپنے ایمان کی انجید صحیح طور پر نہیں سیکھی اور مسیح کی اُس زندگی پر جو وہ ہمارے اندر پھونکتا ہے اور جو زندگی ہمیں اسکی خدمت کے لئے تیار کرتی ہے پورے طور پر بھروسہ رکھنا نہیں سیکھا۔ ایسے انجن کی ہستی سے کیا فائدہ جسمیں کل آلات تو موجود ہوں لیکن بھاپ جو آگ سے پیدا ہوتی ہے اور جس پر اسکی حرکت کا دارو مدار ہے وہ ہی غیر موجود ہو۔ اسی طرح کلیسیا کی ساری کلیں اُسوقت حرکت کرینگی اور کارہائے عظیم اس سے صادر ہونگے جب وہ آسمانی طاقت سے معمور ہوگی اور روح القدس سے بھرپور ہوجائیگی۔

بائیسواں باب

مَیں کیوں کلیسیا کے ساتھ شراکت حاصل کروں

"تو ہمارے ساتھ آ ہم تجھ سے نیکی کرینگے کیونکہ خُداوند نے بنی اسرائیل سے نیکی کا وعدہ کیا ہے" (گنتی ۱۰: ۲۹)

تیروسے موسیٰ کی التماس یہ ایک درخواست ہے جو موسیٰ نے اپنے سُسر تیروسے کی وہ مدیان مُلک سے روانہ ہوکر موسیٰ سے ملنے کے لیۓ اُسکے پاس بیابان میں آیا تھا۔ اور بنی اسرائیل کی مبارک حالی دیکھکر اُس نے یقین کیا کہ خُدا ان لوگوں کے بیچ میں رہتا ہے۔ ملاقات کرنے کے بعد وہ پھر اپنے مُلک میں واپس جانیکے لیۓ تیار ہوا۔ لیکن موسیٰ نے اُس سے منت کرکے کہا کہ "ہم اُس مقام کو کہ خداوند نے فرمایا ہے کہ مَیں وہ تمھیں بخشونگا جاتے ہیں سو تو ہمارے ساتھ آ اور ہم تجھ سے نیکی کرینگے۔ کیونکہ خُداوند نے بنی اسرائیل سے نیکی کا وعدہ کیا ہے"

ہماری التماس۔ بڑی تعجب کی بات ہے کہ ایسے بہت سے مسیحی ہیں جنسے ہمکو اس طرح کی درخواست کرنا پڑتی ہے۔ وہ اپنے آپ کو مسیحی قرار دیتے ہیں لیکن کسی کلیسیا کے ساتھ شراکت نہیں رکھتے ہیں۔ اسکی کئی ایک وجوہات ہیں۔ بعض کلیسیا سے ناواقف ہیں اور بعض اسکی شراکت میں آنا پسند نہیں

کرتے۔ وہ یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ ہم مسیح پہ ایمان لاتے ہیں اور خدا کا کلام پڑھتے ہیں اور دعا مانگتے ہیں اور کبھی کبھی انجیل کی بشارت بھی کرتے ہیں ہمارے خیال میں یہ کافی ہے کلیسیا میں شریک ہونا ہمپر فرض نہیں لیکن یہ سراسر ایک غلط خیال ہے اور پاک کلام کی تعلیم کے خلاف ہے مَیں چار دلیلوں کو پیش کرکے اس بات کو آپ پر ظاہر کیا چاہتا ہوں کہ کلیسیا میں یعنی کسی مقامی یا خاص کلیسیا میں شریک ہونا ہر ایک مسیحی پر فرض ہے۔ آپ جو مسیحی ہیں لیکن کلیسیا کی شراکت میں آنے کی نسبت شک کرتے ہیں آپ سے میں عرض کرنا چاہتا ہوں اور پہلے مسیح کا واسطہ اور پھر کلیسیا کا واسطہ دیکر اور خود آپ کی بہبودی اور روحانی ترقی کا واسطہ دیکر اور آپ کے مسیحی بھائیوں اور کُل دنیا کا واسطہ دیکر مَیں آپ سے التماس کرتا ہوں کہ آپ ہمارے ساتھ آئیں ہم آپ سے نیکی کرینگے کیونکہ خُداوند نے اپنی کلیسیا سے نیکی کا وعدہ کیا ہے۔

اعلانیہ مسیح کا اقرار کرنا۔ (۱) سب سے پہلے مَیں مسیح کا واسطہ دیکر آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ کلیسیا کی شراکت میں آجائیں مسیح خود یہ ہی چاہتا ہے اور اُس نے یہ حکم بھی دیا۔ اُس نے اپنے شاگردوں سے کہا کہ "جو کوئی آدمیوں کے سامنے میرا اقرار کریگا میں بھی اپنے باپ کے سامنے جو آسمان پر ہے اسکا

اقرار کرونگا۔ مگر جو کوئی آدمیوں کے سامنے میرا انکار کریگا میں بھی اپنے باپ کے سامنے اسکا انکار کرونگا" (متی ۱۰: ۳۲ و ۳۳) اور پھر پولس نے بھی لکھا کہ "اگر تو اپنی زبان سے یسوع کے خداوند ہونیکا اقرار کرے اور اپنے دل سے ایمان لائے کہ خدا نے اسے مردوں میں سے جلایا تو نجات پائیگا۔ کیونکہ راستبازی کے لئے ایمان لانا دل سے ہوتا ہے اور نجات کے لیئے اقرار منہ سے کیا جاتا ہے" (رومیوں ۱۰: ۹ و ۱۰) پس محض مسیح پر ایمان لانا ہی کافی نہیں بلکہ زبان سے اس بات کا اقرار بھی کرنا چاہئے کہ میں اُسے خُداوند جانتا ہوں یہ اقرار پورے طور پر اسوقت کیا جاتا ہے جبکہ ہم بیدینوں کی مجلس سے علیٰحدہ ہوکر خُدا کے لوگوں کی مجلس میں شامل ہو جاتے ہیں۔ وہ جو اپنے آپ کو مقدسوں کی جماعت سے علیٰحدہ رکھتا اور کلیسیا کی شراکت میں نہیں آتا وہ شاگرد ہونے کی حقیقت کو چھپاتا ہے لہذا وہ مسیح کا انکار کرتا ہے فرض کرو کہ وہ شخص نیک ہو وہ اوروں کے ساتھ بھلائی کرے اور سچائی اور دیانتداری سے اپنا کام کرے لیکن کلیسیا سے علیٰحدہ رہے تو لوگ یہ نتیجہ نکالینگے کہ وہ خود ان خوبیوں کا بانی ہے۔ اور وہ اس بات سے قائل نہ ہونگے کہ جو خوبیاں ان میں ہیں خُدا انکا بانی ہے اور جب تک ہم مسیحیوں کی مجلس میں شریک نہیں ہوتے نا تو مسیحی اور نہ غیر مسیحی

اس بات کا یقین کرتے ہیں کہ ہم سچ مچ مسیح کے شاگرد ہوگئے ہیں کلیسیا سے مسیحیوں کی جماعت مُراد ہے اور جو اسمیں شریک نہیں ہوتے وہ ایک صورت سے مسیح کے خلاف گواہی دے رہے ہیں۔

عشاء ربانی کی تعمیل | پھر اپنی موت سے پیشتر خداوند یسوع مسیح نے ایک رسم کو مقرر کیا اور اپنے شاگردوں کو حکم دیا کہ جب تک میں دوبارہ نہ آؤں تم اسپر عمل کرو اور میری موت کی گواہی دیتے رہو جس رات وہ پکڑوایا گیا اُسنے روٹی لی اور شکر کرکے توڑی اور کہا کہ یہ میرا بدن ہے جو تمہارے لئے ہے اسکے بعد پیالہ بھی لیا اور کہا کہ یہ پیالہ میرے خون میں نیا عہد ہے میری یادگاری کے لئے یہ ہی کیا کرو۔ جب کبھی تم یہ روٹی کھاتے اور اس پیالے میں سے پیتے ہو تو خُداوند کی موت کا اظہار کرتے ہو جب تک وہ نہ آئے" (۱ کرنتھیوں ۱۱: ۲۳-۲۶) اگر کوئی اس آخری وصیت پر عمل نہیں کرتا تو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ مسیح کا دوست نہیں۔ اب اگر ہم مسیح کے اس حکم کی تعمیل کرنا چاہتے ہیں تو پہلے خاص طور پر اور اعلانیہ مسیح کے شاگردوں کی مجلس میں شامل ہونا ضروری ہے یہ مسیحی کلیسیا کی ایک رسم ہے کلیسیا سے علیٰحدہ ہوکر ہم اسپر عمل نہیں کرسکتے ہیں کلیسیا میں شریک ہوکر ہم دُنیا سے علیٰحدہ کیئے جاتے اور مسیح کے دوست قرار دئے جاتے ہیں

مسیح کی یہ آخری وصیت جو اس نے موت کے قریب پہونچکر ہمیں کی اگر ہم اسپر عمل نہ کریں تو اسکے شکر گزار نہیں بلکہ اسکے سچے دوست بھی نہیں -

علاوہ بریں ہمارا پیارا منجی جو ہم کو اپنی عجیب اور مبارک شراکت کی دعوت دیتا ہے اُسکو ہم یہ جواب دیتے ہیں کہ مَیں اس دعوت کو قبول کرنا نہیں چاہتا اور جس طریقہ پر وہ چاہتا ہے کہ ہم اسکی موت کا اظہار کریں اس طریقے پر ہم اس موت کا اظہار کرنے میں خوش نہیں - پس جتنی ہدایتیں مسیح نے اس پاک رسم کی نسبت ہم کو دیں ان سب سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسیح کے شاگردوں پر کلیسیا میں شریک ہونا فرض ہے -

ابتدائی کلیسیا کا حال

اس میں شک نہیں کہ ابتدائی کلیسیائی میں جتنے لوگ مسیح پر ایمان لاتے تھے وہ اس قاعدے پر چلتے تھے یعنی وہ رجوع لاکر اسیوقت شاگردوں کی جماعت میں مل جاتے تھے چنانچہ جن لوگوں نے پنتکوست کے دن کلام کو قبول کیا وہ اُسی روز شاگردوں کی جماعت میں مل گئے اور وہ نجات پاتے تھے انکو خداوند ہر روز ان میں ملا دیتا تھا انھوں نے اپنے شاگرد ہونے کی حقیقت لوگوں سے نہیں چھپائی وہ ہر روز ایک دل ہوکر ہیکل میں جمع ہوا کرتے ا ر گھروں میں روٹی توڑ کر (یعنی پاک عشا کو مانکر) خوشی اور سادہ دلی سے کھانا کھایا کرتے تھے اور خدا کی حمد کرتے تھے" (اعمال ۲: ۴۲-۴۷) -

خداوند کو خوش کرنا چاہئے

چاہئے کہ اس زمانے کے مسیحی بھی ویسا ہی کریں ہر ایک مسیحی کو یہ ہی حوصلہ رکھنا چاہئے کہ ہر حالت میں میں خداوند کو خوش کرونگا خداوند کو یہ پسند نہیں کہ اُسکے شاگرد ایکدوسرے سے علیحدہ رہیں وہ ان میں میل و رفاقت دیکھنا چاہتا ہے - پس آپ جو مسیح کو پیار کرتے اور اسکو خوش کرنا چاہتے اسکے حکم پر عمل کریں اور اسکی کلیسیا کے ساتھ شراکت حاصل کریں -

مسیح سب سے زیادہ عزیز ہے

سب سے بڑی موثر دلیل جس سے ہم مسیحیوں کو کسی کام کے لئے تحریک دے سکتے ہیں یہ ہے کہ مسیح کی محبت آپ کو اس کام کے لئے مجبور کر دیتی ہے کہ کل عالم میں کوئی چیز نہیں جو مسیح سے ہمکو زیادہ عزیز ہو اور ہم سارے دل سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ -

مَیں یسوع کو دوست جانتا - وہ ہے سب کچھ مجھکو -
دس ہزاروں میں وہ دل کا ہے محبوب -
وہ کمال نجات دہندہ - میں دیکھتا اُس ہی کو
اس میں مَیں ہوں پاک و کامل اور مرغوب -
افسوس میں وہ تسلی - تکلیف میں ہے پناہ
وہ میرے سارے دکھ لیجاتا خوب -

وہ سلامتی کا بادشاہ - نورانی تارہ ہے

دس ہزاروں میں وہ دل کا محبوب ہے۔

لیکن جو مسیح کو پیار کرتے ہیں وہ اسکے لوگوں کو بھی پیار کرینگے اور جو سر کو عزیز رکھتے وہ بدن کو بھی عزیز رکھینگے اور اگر ہم دولہا کے دوست ہیں تو دولہن کے بھی دوست ہونگے پس مسیح کے بعد اس کی کلیسیا ہماری نظر میں سب چیزوں سے زیادہ عزیز اور خوبصورت ہے لہذا میں کلیسیا کا بھی واسطہ دیکر آپ سے التماس کرتا ہوں کہ آپ مسیحوں کی مجلس میں شریک ہوجائیں۔ سب سے بڑی روحانی نعمتیں جو ہم کو عنایت ہوئیں کلیسیا کی معرفت ہم کو حاصل ہوئیں۔ اگر کلیسیا نہ ہوتی جس نے پاک نوشتوں کی حفاظت کی اور انکا ترجمہ کرایا تو بائیبل غالباً ہمارے ہاتھ سے جاتی رہتی یا ناکمل صورت میں ہمارے پاس پہونچتی۔ گناہوں کی معافی اور نئی پیدائش اور اور بہت سی نعمتیں مسیح کے ہاتھ سے ہم کو ملیں مگر کلیسیا نے ہم کو ان نعمتوں سے واقف کرایا اور انکو ہمارے پاس پہونچا دیا۔ جو زبور نویس نے صیحون کی بابت کہا وہی ہم کلیسیا کی بابت کہہ سکتے یعنے کہ فلاں فلاں اس میں پیدا ہوا" (زبور ۸۷: ۴) کلیسیا نے مشنریوں کو ہندوستان ملک میں بھیجا تاکہ ہم کو انجیل سناویں اسنے مدرسوں اور کالجوں کو ہمارے درمیان

قائم کیا تاکہ ہمارے بچے اور جوان مسیحی تعلیم پائیں۔ ان ساری نعمتوں کے لئے ہم کلیسیا کے احسان مند ہیں۔ لہذا ہمارے لئے یہ لازم ہے کہ ہم کلیسیا کے شکرگذار رہیں اور اسے پیار کریں اور اپنے آپ کو اسکی خدمت کے لئے دے دیں۔ یہودی لوگ اسیری کے وقت یروشلم کو یاد کرکے کہتے تھے کہ اے یروشلم اگر میں تجھے بھول جاؤں تو میرا دہنا ہاتھ اپنا ہنر بھولے اگر میں تجھے یاد نہ رکھوں اور اگر میں یروشلم کو اپنی اول خوشی سے زیادہ تر عزیز نہ جانوں تو میری زبان تالو سے لگ جاوے (زبور ۱۳۷: ۵-۶) کاش کلیسیا سے ہم ایسی محبت رکھیں۔ وہ یروشلم کی بہ نسبت زیادہ تر محبت کے لائق ہے۔

کلیسیا مسیح کا بدن ہے

(۳) پولس اپنے خطوں کے کئی ایک مقاموں میں کلیسیا کو بدن سے تشبیہ دیتا ہے بدن میں ایک ہی عضو نہیں بلکہ بہت سے ہیں اور ہر ایک عضو کا کوئی خاص کام ہوتا ہے اور کل اعضا ایکدوسرے کے اور بدن کے محتاج ہوتے ہیں۔ آنکھ ہاتھ سے نہیں کہہ سکتی ہے میں تیری محتاج نہیں اور نہ سر پاؤں سے کہہ سکتا ہے کہ میں تیرا محتاج نہیں اگر ایک عضو دکھ پاتا ہے تو سارے اعضا اسکے ساتھ دکھ پاتے ہیں۔ اور اگر ایک عضو عزت پاتا ہے تو سارے اعضا اسکے ساتھ خوش ہوتے ہیں اسی طرح تم سب ملکر مسیح کا بدن ہو اور فرداً فرداً اعضا ہو" (کرنتھیوں ۱۲: ۲۱ و

(۲۶ و ۲۷) کلیسیا کا یہ ہی حال ہے اور چونکہ ہم میں سے ہر ایک اپنے مسیحی بھائیوں کے محتاج ہیں اور ہمارے مسیحی بھائی اور کل دُنیا ہماری محتاج ہے اسلئے میں آپ کی سلامتی اور بہتری کا واسطہ دیکر اور پھر مسیحی بھائیوں اور کل دُنیا کا واسطہ دیکر آپ سے التماس کرتا ہوں کہ آپ کلیسیا کے ساتھ شراکت حاصل کریں۔

کلیسیا کی شراکت میں سلامتی ہے: اِس میں کچھ شک نہیں کہ کلیسیا کی شراکت میں رضا ہمارے لئے سلامتی کا باعث ہے۔ وہ جو کلیسیا کے باہر بڑے خطروں میں پڑے ہوئے ہیں اور جلد دُنیا اور شیطان کا شکار بنجاتے ہیں۔ اگر ہم ان خطروں سے بچنا چاہتے تو ہمیں لازم ہے کہ دُنیا سے علیٰحدہ ہوجائیں اور صاف طور پر مسیح کا اقرار کریں اور اسکی اُمت میں شریک ہوجائیں۔ ایسا اقرار خود ہم کو حوصلہ دلاتا اور ہمارے مخالف بھی جان لیتے کہ اب ہم کو اُن سے کچھ سروکار نہیں ایک بڑے سپہسالار کا ذکر ہے جس نے ملک گال پر چڑھائی کی اور اُسکو رومیوں کے قبضے میں لایا۔ جب اِس نے آگے بڑھکر ایک بڑے دریا کو عبور کیا تو جن پُلوں اور کشتیوں کے ذریعے سے اس کی فوج دوسرے کنارے پر پہونچی اسنے ان سب کو جلا دیا تاکہ سپاہی واپس جانے کا موقع نہ پائیں چاہئے کہ روحانی جنگ میں بھی ہم ایسا ہی کریں۔

جب تک آدمی نے اعلانیہ مسیح کا اقرار نہیں کیا اور مسیحی جماعت میں شامل نہیں ہوا تب تک واپس جانیکا راستہ گویا کھلا رہتا ہے۔ لیکن جب وہ اپنے آپ کو بالکل خُدا کے ہاتھ میں سونپ دیتا اور دُنیا کے سامنے اپنے ایمان کا اقرار کرتا اور مقدسوں کی مجلس میں شامل ہوتا تو پُرانی زندگی سے اسکا تعلق منقطع ہوجاتا اور وہ دُنیا کے اعتبار سے مرجاتا ہے۔ اسکے بعد وہ پھر واپس جا نہیں سکتا۔ دُنیا اس پر کچھ دعویٰ نہیں کرسکتی کیونکہ وہ دُنیا کا نہ رہا۔ اب وہ ہٹنے والا نہیں کہ ہلاک ہو بلکہ ایمان رکھنے والا ہے کہ جان بچائے۔

اس رفاقت سے روحانی فوائد: پھر مقدّسوں کی رفاقت میں نہ صرف ہماری سلامتی ہوتی بلکہ وہ ہماری روحانی بہتری اور ترقّی کے لئے بھی مُفید اور ضروری ہے اگر تم چاہتے ہو کہ تمہاری زندگی اعلیٰ زندگی بنے تو مقدسوں کی صحبت میں رہا کرو۔ بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ ہم کو کلیسیا کی ضرورت نہیں ہم اپنے لئے بالکل کافی ہیں کوئی نہیں جو ہمکو تعلیم دے سکے یا جس سے ہم کو خدمت لینے کی ضرورت ہو لیکن اپنی نسبت ایسا خیال کرنا محض نادانی ہے۔ ہم سب کے سب کلیسیا میں ایکدوسرے کے محتاج ہیں۔ پولس رسولوں میں سے افضل تھا تو بھی رومیوں کو لکھتے ہوئے اقرار کرتا ہے کہ میں تمہاری

ملاقات کا مشتاق ہوں نہ صرف اسلئے کہ تمکو کوئی روحانی نعمت دوں بلکہ اسلئے بھی کہ میں تمہارے درمیان ہو کر تمہارے ساتھ اس ایمان کے باعث تسلی پاؤں جو تم میں اور مجھ دونوں میں ہے۔ خاصکر نومریدوں کو کلیسیا میں شامل ہونے کی ضرورت ہے تاکہ وہ مسیحی تعلیم پائیں دُنیا کے خطروں سے محفوظ رہیں اور ایمان میں مضبوطی حاصل کریں۔ جو نومرید کلیسیا کے باہر رہتے ان کے لئے آزمائشوں میں پڑنے اور برگشتہ ہوجانیکا بہت اندیشہ ہے۔ لیکن نہ صرف نومریدوں بلکہ سب مسیحیوں کو اس رفاقت کی ضرورت ہے۔ جب جنگ میں سپاہی ملکر دشمن کا مقابلہ کرتے ہیں تو لڑنا آسان معلوم ہوتا ہے کیونکہ ایکدوسرے کو ہمت دلاتا ہے روحانی جنگ کا بھی یہی حال ہے۔ علاوہ بریں کلیسیا ایک ایسے مدرسے کی طرح ہے جسمیں داخل ہو کر ہم تربیت پاتے اور خدا کی خدمت کے لئے تیار کئے جاتے ہیں۔ جتنی باتیں سچ ہیں اور جتنی باتیں شرافت کی ہیں اور جتنی باتیں واجب ہیں اور جتنی باتیں پاک ہیں اور جتنی باتیں پسندیدہ ہیں اور جتنی باتیں دلکش ہیں نیکی اور تعریف کی ساری باتیں ہماری نظر سے گذرتی ہیں اور ہم مسیح کی صورت میں بدل جاتے ہیں پس اگر ہم اپنی سلامتی اور روحانی بہتری چاہتے ہیں تو کلیسیا کے ساتھ شراکت حاصل کرنا ہمپر فرض ہے۔

بھائیوں کو ہماری ضرورت

(۴) لیکن مسیحی کو واجب نہیں کہ محض اپنے لئے جئے بعض لوگ جب انکو کلیسیا میں شریک ہونیکی ترغیب دیتے اور ہم سے یہ کہتے ہیں کہ ہمکو اس سے کیا فائدہ ؟ کلیسیا ہمکو کیا دیگی وہ ہمارے لئے کیا کریگی ؟ بہتر ہوتا کہ وہ یہ سوال کرتے کہ ہم کلیسیا کو کیا دیسکتے ہیں ؟ ہم اپنے بھائیوں کی کیا خدمت کر سکتے ہیں ؟ فرض کرو کہ ہم زور آور ہیں اور اپنے خیال میں اوروں کے محتاج نہیں لیکن ایسے بہت لوگ ہیں جو ہمارے محتاج ہیں اور رسول ہمکو یہ تعلیم دیتا ہے کہ زور آوروں کو چاہئیے کہ ناتوانوں کی کمزوریوں کی رعایت کریں نہ کہ اپنی خوشی کریں۔ ہم میں ہر شخص اپنے پڑوسی کو اسکی بہتری کیواسطے خوش کرے تاکہ اسکی ترقی ہو۔ ہم اسلئے کلیسیا میں شریک نہیں ہوتے کہ اپنے آپ کو خوش کریں اور اپنے لئے روحانی فائدہ حاصل کریں بلکہ اسلئے کہ ہم بھائیوں کی خدمت کریں اور دنیا کو مسیح کے پاس لائیں۔ پاک کلام میں اس خدمت پر بہت زور دیا گیا ہے " تم ایک دوسرے کو تسلی دو اور ایک دوسرے کی ترقی کرو " (۱ تھسلنیکیوں ۵ : ۱۱) " ایکدوسرے کا بار اٹھاؤ اور یوں مسیح کی شریعت کو پورا کرو " (گلتیوں ۵ : ۲) " ہر ایک اپنے احوال پر نہیں بلکہ ہر ایک دوسرے کے احوال پر بھی نظر رکھے " (فلپیوں ۲ : ۴) مسیحی تعلیم یہی ہے اور اگر ہم اسپر چلنا چاہتے ہیں تو ممکن نہیں کہ کلیسیا سے علیحدہ رہکر اپنی زندگی گزرائیں۔

دنیا کو اسکی ضرورت

اور نہ صرف ہمارے مسیحی بھائیوں کو بلکہ دُنیا کو ہماری خدمت کی ضرورت ہے۔ کلیسیا کا اصلی مقصد یہ ہے کہ قوموں میں انجیل

کی بشارت دے اور دُنیا کو مسیح کے پاس لائے - اس مقصد کو انجام دینے کے لئے سارے مسیحوں کو چاہیئے کہ کلیسیا کے ساتھ شراکت حاصل کریں اور ملکر اس کام میں مشغول ہو جائیں جسقدر زیادہ مسیحی لوگ مسیح میں ایک ہو جائیں گے اور ایکدوسرے کے ساتھ کام کرنے والے بنیں گے اسیقدر زیادہ انکے کامیاب ہونے اور دُنیا کو مسیح کے لئے جیت لینے کی امید ہے - چنانچہ مسیح نے اپنی سفارشی دعا میں یہ درخواست کی کہ "وہ سب ایک ہوں یعنے جسطرح اے باپ تو مجھ میں ہے اور مَیں تجھ میں ہوں وہ بھی ہماری طرح ایک ہوں اور دُنیا ایمان لائے کہ تو نے مجھے بھیجا" (یوحنا ۱۷: ۲۱)-

آخری درخواست - پیارے مسیحی بھائیو آخر میں مَیں آپ سے یہ سوال کرتا ہوں کہ آپنے کلیسیا کے ساتھ شراکت حاصل کی یا آپ اسکے باہر رہنا پسند کرتے ہیں ؟ مذکورہ بالا بیان سے صاف ظاہر ہو گیا ہے کہ آپ کا فرض کیا ہے - آپ اس فرض کو جلد پورے طور پر ادا کیجئے مسیح آپ کے اس کام سے خوش ہو گا جو نعمتیں آپ نے کلیسیا سے پائیں انکے لئے آپ اپنی شکرگذاری ظاہر کرینگے آپ خود سلامت رہینگے اور روحانی فائدہ حاصل کرینگے آپ خُدا کی برکتیں اوروں کے پاس پہونچا دینگے آپ کے مسیحی بھائیوں کی ترقی ہو گی کلیسیا خُدا کا جلال ظاہر کریگی اور دُنیا مسیحی جماعت کی عمدہ حالت دیکھکر ایمان لائیگی اور خُدا کی نجات کو دیکھیگی -